ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بفضل بخشندۂ ... زبان تصنیف سرور فصیحان طلیق اللسان جناب منشی یحییٰ شاہ صاحب متخلص بہ ... عفی عنہ

معیار البلاغت

۱۲۸۳

باہتمام حاجی عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور ترتیب یافتہ خدمت ... محمد مصطفیٰ خان ...

در مطبع نظامی واقع کانپور ۱۲۸۳ھ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاملترین صناعت کلام حمد اوس ناظم امورات تمامئہ مخلوقات کی ہی جسنے اپنے فضل و کرم سے بحور مختلفہ عروض کو مانند بحار سبعہ ارض کے کمال موزونیت سے زبان شعرا پر جاری فرمایا اور بالغترین مدحت مقال ستایش اوس موجد علوم عالم صوری و معنوی کی ہی کہ اپنے لطف کامل سے واسطے زینت عبارات کے طریقہ ایجاد صنائع اور بدائع لفظی و معنوی کا بتایا **امابعد** بندۂ ہیچمیرز کج مج زبان ژولیدہ بیان ہرچند لوجہ تحقیق دست و پا گم کردۂ قلزم تدقیق نے بضاعت و کم استعداد اضعف عباد **دیبی پرشاد** متخلص بہ **سحر** ساکن بدایون شعرای با انصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ یہ رسالہ مشتمل ہی علوم بلاغت کو کہ حسب فرمایش بعض احباب کے زبان اردو مین کتب معتبرۂ فارسی مثل حدائق البلاغۃ و معیار الاشعار و کاشف العروض و عروض سیفی وغیرہ سے انتخاب و ترجمہ کرکے **معیار البلاغۃ** سے موسوم کیا مشتمل پانچ باب اور خاتمہ پر باب اول علم بیان مین باب دوم علم بدیع مین باب سوم علم عروض مین باب چہارم علم قوافی مین باب پنجم اقسام نظم مین خاتمہ عیوب کلام مین

باب اول علم بیان مین

علم بیان وہ ہی کہ جس سے ایک معنی کو کئی طریق سے لکھہ سکین کہ اونمین سے ہر طریق معنی مطلوب پر دلالت واضح رکھتا ہو اور کوئی واضح تر اور دلالت تین قسم پر ہی اگر لفظ تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرے وہ وضعی ہی جیسے دلالت لفظ شیر کی جانور معروف پر اور اگر لفظ جزو موضوع لہ پر دلالت کرے وہ تضمنی ہی جیسے دلالت لفظ شیر کی حیوان پر اور اگر لفظ اوس معنی پر دلالت کرے جو حقیقت موضوع لہ سے خارج لیکن لازم اوسکے ہو وہ التزامی ہی جیسے دلالت لفظ شیر کی شجاع پر دلالت وضعی کو دلالت مطابقی اور التزامی کو عقلیہ کہتے ہین پس ظاہر ہی کہ علم بیان مین بحث صرف دلالت تضمنی اور التزامی سے ہی اس لیے کہ دلالت وضعی اضح

اور اوضع نہین ہوسکتی کیونکہ لفظ شیر اور اسد او ضیغم معنی موضوع لہ پر سب یکسان دلالت کرتے ہین البتہ دلالات عقلیہ
مین ممکن ہی کیونکہ لنبے انگرکھے والا یعنی شخص دراز قد دلالت مین واسطہ ہی اور بہت انگرکھے والا یعنی مہمان دوست مین
کئی واسطے ہین کیونکہ بہت راکھہ ملزوم بہت لکڑی جلنے کی ہی اور بہت لکڑی جلنا لازم بہت روٹی پکنے کی اور وہ لازم
کثرت مہمان کی اور وہ لازم مہمان دوست ہونے کی ہی پس اول دلالت بنسبت دوم واضح تر ہی اب واضح ہو کہ جب کوئی
لفظ معنی موضوع لہ کے واسطے استعمال کیا جائے اوسکو حقیقت کہتے ہین اور اگر معنی غیر حقیقی کے واسطے استعمال
کرین اوسکو مجاز پس اس صورت مین معنی حقیقی اور مجازی مین کچھہ علاقہ ضرور ہوگا اور مجاز مین جبکہ معنی موضوع لہ
متروک ہون اگر وہ علاقہ تشبیہ کا ہی اوسکو استعارہ اور اگر اور کچھہ علاقہ مثل لزوم و سببیت وغیرہ کا ہی اوسکو مجاز مرسل
کہتے ہین اور اگر معنی موضوع لہ کا بھی ارادہ ہی اوسکو کنایہ کہتے ہین جیسے استعمال لفظ نرگس کا بجاے چشم استعارہ ہی
اور استعمال لفظ قارورہ کا بول مریض پر مجاز مرسل ہی چونکہ بول مریض کا اکثر قارورے یعنی شیشی مین رکھتے ہین پس یہان
علاقہ معنی حقیقی و مجازی مین ظرفیت کا ہی اور لنبے انگرکھے والا یعنی دراز قد کنایہ ہی مثال استعارہ مین مراد صرف
چشم سے ہی نہ نرگس علی ہذا القیاس مجاز مرسل مین صرف بول سے نہ شیشی سے مگر کنایہ مین لنبے انگرکھے والا اور دراز قد دونون سے مراد ہی پر
چونکہ استعارہ منحصر ہی ادراک ماہیت تشبیہ پر لہذا امر علم بیان کا چار چیز پر ہی تشبیہ استعارہ مجاز مرسل کنایہ اب ہر ایک کا بیان ایک فصل مین ہوتا ہی

فصل اول تشبیہ کے بیان مین

تشبیہ عبارت مشارکت دو چیز سے ہی ایک معنی پر
اون دونون کو مشبہ اور مشبہ بہ کہتے ہین اور معنی مشترک کو وجہ شبہ ضرور ہی کہ مشبہ اور مشبہ بہ اگر
حقیقت مین مشترک ہون گے تو صفت مین مختلف اور یا بالعکس کیونکہ اگر حقیقت اور صفت کا
کسی مین اختلاف نہوگا تو تشبیہ باطل ہو جائے گی اور صفت وجہ شبہ مشبہ مین کم اور مشبہ بہ مین زیادہ ہونا چاہیے
ورنہ تشبیہ سے کچھہ فائدہ نہوگا اور تشبیہ سے جو مطلب متکلم کا ہوتا ہی اوسکو غرض تشبیہ کہتے ہین اور جو لفظ دلالت
تشبیہ پر کرتا ہی اوسکو ادات تشبیہ کہتے ہین پس واضح ہو کہ ارکان تشبیہ کے پانچ چیزین ہین مشبہ مشبہ بہ وجہ شبہ
غرض تشبیہ ادات تشبیہ جیسے پھول سا چہرہ یہان چہرہ مشبہ پھول مشبہ بہ رنگینی وجہ شبہ اظہار خوبی معشوق
غرض تشبیہ اور لفظ سا ادات تشبیہ ہی اب اقسام تشبیہ باعتبار ان اصول پنجگانہ کے بیان کیے جاتے ہین

بیان مشبہ و مشبہ بہ مشبہ و مشبہ بہ کبھی دونون حسی ہوتے ہین یعنی جو کسی حس سے منجملہ حواس پنجگانہ
مدرک ہون حکیم تصدق حسین خان لکھنوی **شعر** سرو سا قد تو گل سے رخسارے شانے بازو بھرے بھرے سارے
کبھی دونون عقلی مستزاد ظفر **شعر** ہی حیات ابدی گر ہو شہادت حاصل ترے ہاتھون قاتل تیرے آب دم شمشیر کو تیرا
بسمل سمجھے ہی آب بقا تشبیہ شہادت کی حیات ابدی سے ہی یہ دونون مدرک بعقل ہوتے ہین اور کبھی ایک
حسی اور ایک عقلی بھی ہوتے ہین **بیان وجہ شبہ** وجہ شبہ بھی کبھی حسی کبھی عقلی ہوتی ہی فقاتل اور وجہ شبہ

فصل اول تشبیہ کے بیان مین

کبھی متعدد ہوتی ہی جیسے تشبیہ شجاع کی شیر کے ساتھہ کبھی متعدد جیسے تشبیہ قد کی سرو کے ساتھہ کہ یہان راستی و بلندی اور روجہ شبہ مین کبھی ایک ہیأت مجموعی دوسری ہیأت مجموعی سے تشبیہ دی جاتی ہی اوسکو تشبیہ مرکب یا مثل کہتے ہین ذوق **شعر** ارادہ گر کرے ناقص علوِ جاہِ کامل کا + تو یہ جانو کہ نابینا کنارِ بام چلتا ہی + ولہ گاہ می خُم مین ہی کہ شیشے مین کہیا کیا لیے سیر + روح کرتی ہی کسی مست کی قالب تبدیل + سودا **شعر** زلفین بکھری ہوئین مُنہ پر ہین جھومین دل + جسطرح ایک کھلونے پہ ہیٹین دو بالک + کبھی دو شی متضادہ کو بطور طنز اور ظرافت کے تشبیہ دیتے ہین اوسمین معنی متضادہ وجہ شبہ ہوتی ہی جیسے بخیل کی تشبیہ حاتم کے ساتھہ ــ جس تشبیہ مین وجہ شبہ مذکور ہوتی ہی اوسکو مفصل کہتے ہین جیسے نسیم **شعر** گول اوسکے ستون تھے ساعدِ حور + چلمن مژگان چشمِ مخمور + ورنہ مجمل

بیانِ غرضِ تشبیہ غرضِ تشبیہ کی بہت قسمین ہین کبھی تزیین مشبہ نظر سامع مین اور کبھی مذمت اور تقبیح مشبہ نظر سامع مین اور کبھی بیان حال مشبہ غرض تشبیہ ہوتی ہی جرأت **شعر** بشکلِ مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن + جو تم پھر تو پیارے پھرین ہمارے دن + یہان غرض اظہار حال سرگشتگی ہی + امانت **شعر** ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا + گہر و نیلم و یاقوت کو یکجا دیکھا + غرض تزیین مشبہ سے ہی + نسیم **شعر** زنبور سیاہ خال اوسکے + برگد کی جٹائین بال اوسکے + غرض مذمت مشبہ سے ہی

ادات تشبیہ جن تشبیہ مین ادات تشبیہ ہوتے ہین اوسکو مرسل اور جسمین نہین ہوتے اوسکو موکد کہتے ہین اور الفاظ تشبیہ مستعملہ اردو مثلاً مانند جیسا جون جون نظیر مقابل مشابہ برابر عدیل برنگ بسان وغیرہ ہین مثال مرسل + ذوق **شعر** اُنس ہی کیا دل کو تیر یار سے + ہی مشابہ زخم بھی سوفار سے + ولہ یون نگہ نکلے ہی چشمِ یار سے + مست جیسے خانۂ خمار سے + ولہ نظر آتا ہی برنگ لب ساغر جو ہلال + پیکا پڑتا ہی لب مست سے شوقِ تقبیل + مثال موکد + ناسخ **شعر** ہوا سے بال وڑ کر آتے ہین جو اوسکے چہرے پر + غزالِ چشم شوخی کر رہے ہین چین گیسو مین + **تشبیہ مطلق** اوسکو کہتے ہین کہ ایک چیز کو تشبیہ دین دوسری چیز سے اور تشبیہ مین چار چیزین آتی ہین مشبہ اور مشبہ بہ اور حروف تشبیہ اور وجہ شبہ چنانچہ بیان انکا ہو چکا مثال **شعر** رخ ترا مثل لالہ ہی رنگین + در دندان مرا جو زرِ عیار + **تشبیہ تفضیل** ہی کہ ایک شی کو کسی شی سے تشبیہ دین اور پھر مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح دین بعد رجوع کے چنانچہ شعر **شعر** تو ہی گل اور نہین کہ ہی دائم + تجھسے خرم ہی گل گلزار + **تشبیہ مشروط** یعنی تشبیہ سرو اور دولت کی ساتھہ محبوب کے بشرط رفتار و قیام قرار دی ہی **شعر** سرو ہی تو اگر ہو سرو روان + تو ہی دولت اگر ہو اوسکو قرار + **تشبیہ اضمار** اسطرح سے تشبیہ دینا کہ تشبیہ معلوم نہو **شعر** تیرہ کسواسطے ہی میرا بخت + گر ہی وہ زلف تیرہ جون شب تار + **تشبیہ تسویہ** تشبیہ مین دونون کا مساوی کر دینا **شعر** قد مرا اور تیرے ابرو کج + دیکھہ خمدیدہ ہی کمان کردار + **تشبیہ کنایت** تشبیہ مین مشبہ کو ذکر نکرنا **شعر** مین ہون کیون تلخکام گرچہ سدا + لعل شیرین ہی تیرا شکر بار + **تشبیہ عکس** یعنی مشبہ کو مشبہ بہ اور پھر مشبہ بہ کو مشبہ قرار دینا **شعر** مین ہون لاغر تری کمر کیطرح + ہی کمر تیری جیسا مین ہون نزار +

فصل دوم استعارے کے بیان مین

فصل دوم استعارے کے بیان مین اوپر ذکر ہوچکا کہ مجاز مین جب معنی حقیقی و مجازی کے درمیان علاقہ تشبیہ کا
ہوتا ہی اوسکو استعارہ کہتے ہین اور غرض استعارے سے یہ ہی کہ مشبہ کو عین مشبہ بہ قرار دین پس حالت استعارہ مین مشبہ کو
مستعار لہ و مشبہ بہ کو مستعار منہ و وجہ شبہ کو وجہ جامع کہتے ہین جیسے شیر بمعنی مرد شجاع پس شجاع مستعار لہ شیر مستعار منہ
شجاعت وجہ جامع ہی اور بطور تشبیہ مستعار لہ و مستعار منہ کبھی دونون حسی یا عقلی کبھی ایک حسی یا ایک عقلی فتامل پس اگر
صرف مشبہ بہ کو ذکر کرین اوسکو استعارہ بالتصریح کہتے ہین جیسے امانت **شعر** ربط رہنے لگا اوس شمع کو پروانون سے
آشنائی کا کیا حوصلہ بیگانون سے + شمع سے مراد معشوق اور پروانہ سے عاشق اور اگر صرف مشبہ کو ذکر کرین اوسکو
استعارہ بالکنایہ کہتے ہین لیکن اس صورت مین قرینہ ضرور ہوگا یعنی مناسبات و لوازمات مشبہ بہ محذوف کے اور اوس
قرینے کو استعارۂ تخییلیہ کہتے ہین + ناسخ **شعر** نہین ممکن کلک فکر لکھے شعر سب تجھے + برستا ہی بہت نیسان گہر ہوتے ہین کم پیدا +
فکر کو منشی قرار دیا اور کلک جو واسطے منشی کے ضرور ہی اوسکے واسطے ثابت کیا پس استعارہ فکر کا منشی کے ساتھ
استعارہ بالکنایہ ہی اور اثبات کلک کا اوسکے واسطے استعارۂ تخییلیہ **ولہ** پاس جسم نہ چاہیے ای پنجۂ جنون + بار گران ہی
جامۂ احرام دوش پر + جنون کو آدمی سے استعارہ کیا اور استعارہ دو قسم ہی اگر مستعار اسم جنس ہو وہ اصلیہ ہی جیسا امثلہ
سے ظاہر ہی اور اگر مستعار فعل یا حرف ہی اوسکو استعارۂ تبعیہ کہتے ہین ع بھاگ ان شعبدہ بازون سے مثال سیماب +
اجتناب کو بھاگنے سے استعارہ کیا اور بھاگ صیغہ امر کا ہی علاوہ اسکے استعارہ تین قسم ہی مطلقہ [1] مجردہ [2] مرشحہ [3]
مطلقہ وہ جسمین مناسبات مستعار لہ اور مستعار منہ کے ذکر نہون + نسیم **شعر** حاجت کے گمان سے جب ہوئی دیر + گھبرا کے
پلنگ سے اوٹھا شیر + شیر سے مراد مرد شجاع ہی + انشا **شعر** چین ہرگز نہین مخمل کے اوسے تکیے پر + اوس پری کے لیے
ہو جو سکے پر کا تکیہ + پری سے معشوق مراد ہی استعارۂ مجردہ وہ کہ صرف مناسبات مستعار لہ کے مذکور ہون + نسیم
شعر ثابت کچھ اثر ستارے کا ہی + اس چاند کو کیا گہن لگا ہی + لفظ گہن اور ستارہ مناسب چاند کے ہی جو مستعار منہ
چہرۂ یار کا ہی **ولہ** سرکی تھی جو محرم اوس قمر کی + برجون پہ سے چاندنی تھی سرکی + برج سے مراد پستان اور لفظ
محرم اوسکے لوازمات سے ہی + ناسخ **شعر** ناسخ نہو جیو مگس خوان اغنیا + سنتا ہون یہ سخن لب نان جوین سے مین +
مگس مراد پھرنے والے سے ہی کبھی مناسبات دونون کے بھی مذکور ہوتے ہین اور کبھی استعارہ بطور تمثیل
بھی ہوتا ہی یعنی مستعار منہ و مستعار لہ اور وجہ جامع ہر ایک مرکب چند چیز سے ہو اوسکو مجاز مرکب بھی کہتے ہین +
نسیم **شعر** انسان و پری کا سامنا کیا + مٹھی مین ہوا کا تھامنا کیا + مٹھی مین ہوا کا تھامنا استعارہ ہی کار بیہودہ کرنے سے

فصل سوم مجاز مرسل کے بیان مین

فصل سوم مجاز مرسل کئی قسم ہی کبھی سبب کو بجاے مسبب کے لاتے ہین + قلق **شعر** رطب و یابس سے زمانے کے
نہ آگاہ تھے ہم + حق بجانب ہی کہ نادان ہی واللہ تھے ہم + مراد رطب و یابس سے تغیر زمانہ ہی اور تغیر سبب
سردی و گرمی کا ہی کبھی مسبب کو بجاے سبب کے لاتے ہین **ولہ** بس ملاقات سے اب سیر ہوئے بھر گیا دل +

کیسی چاہت تھی کیسی تھی طبیعت مائل + مراد سیری سے بیزار ہونا ہی اور سیری سبب بیزاری کا غذا سے ہی کبھی ظرف
بجاے مظروف کے لاتے ہین جیسے لفظ قارورہ کہ معنی شیشے کے ہی معنی بول کے استعمال کرتے ہین کبھی مظروف
بجاے ظرف جیسے گلاب کو طاق مین کہدو یعنی شیشہ گلاب کو کبھی لفظ کو باعتبار حالت زمان ماضی کے استعمال کرتے ہین
جیسے طبیب زادے کو طبیب کہنا یا مشت خاک مراد انسان سے + سودا شعر اکسیر ہی تو کیا ہی ہی مشت خاک سہ وا + خاطر
پہ جب کسی کے اوس سے ملال آیا + کبھی باعتبار حالت زمان مستقبل کے ذکر کرتے ہین جیسے طالب علم کو مولوی کہنا
کبھی کل بجاے جز اور کبھی جز بجاے کل اور کبھی عام بجاے خاص اور خاص بجاے عام استعمال کیا جاتا ہی + نسیم
شعر جب صبح ہوئی تو منہ مین ڈالا + کالے نے من اوسکے سے کالا + کالا عام ہی اور سانپ مقصود ہی خاص کبھی
کسی شی کو بلفظ آلہ استعمال کرتے ہین + ذوق شعر زبان کھولین گے مجھ پر زبان کیا بد شعاری سے + کہ مین نے
خاک بھر دی منہ مین اونکے خاکساری سے + بدزبان یعنی بد کلام ہی + نوازش شعر ساتھ وہ میرے جنازے کے لحد تک
آئے + اے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے + لفظ قدم سے مراد آسنے سے ہی + نسیم شعر تحریر کیا کہ سنے مروت
آئینہ ہی تجھ پہ میری صورت + یعنی ظاہر ہی اور آئینہ آلہ ظہور صورت کا ہی مولفہ شعر سلے مین اپنے گھر مین وہ آرام
کرتے ہین کوچے مین اوسکے ہم ہین کھڑے آفتاب مین + یعنی دھوپ مین کبھی باسم مادہ کے استعمال کرتے ہین جیسے تلوار کو آہن کہنا

فصل چہارم کنایہ کے بیان مین

تعریف کنایہ کی اوپر لکھی گئی امثلہ اوسکے + مرور شعر بیاد دوستان پہرون
سے ہچکی لگ آتی ہی + کبھی مذکور جب ہوتا ہی کچھ گذرے فسانون کا + ہچکی لگنا کنایہ کثرت گریہ سے ہی +
نوازش شعر مرض یہ پھیل پڑا ہی تپ جدائی سے + کہ پیٹھ لگ گئی یارون کی چارپائی سے + پیٹھ چارپائی سے
لگ جانا مراد سقوط طاقت نشست و برخاست سے ہی ولہ لگے زمین پہ اب سب اوتارنے ہمکو + یہ دن دکھاے
تیرے انتظار نے ہمکو + زمین پر اوتارنا مراد قریب المرگ ہونے سے ہی + ناسخ شعر یہ التجا ہی پیرمغان کی جناب مین +
رکھون مین پاؤن ساقی گلفام دوش پر + ساق دوش پر رکھنا کنایہ مباشرت سے ہی + ذوق شعر عزیز اصلا
نہین منظور یہ ہمت کو کہ دریا نے + گرہ دے کر نہ باندھا گوہر شہوار دامن سے + گرہ دے کر دامن سے باندھنا
مراد عزیز رکھنے سے ہی فائدہ کنایے مین اگر وسائط لزوم نہون اور خفا بھی نہو اوسکو ایما و اشارت کہتے ہین جیسے
امثلہ بالا سے ظاہر ہی اور اگر وسائط نہون لیکن خفا ہو اوسکو رمز کہتے ہین جیسے عریض القفا کنایہ احمق سے کہ
یہ امر علم قیافے سے متعلق ہی اور اگر کثیر الوسائط ہو اوسکو تلویح کہتے ہین جیسے لنبے انگھے والا یعنی شخص درازقامت
اوپر گذر چکا اور کنایہ سے اگر موصوف غیر مذکور مقصود ہو اوسکو تعریض کہتے ہین جیسے خطاب مین معشوق
سنے وفا کے مصرع ہی دوست وہ جو دوست کی خاطر جلاے دل + مراد شاعر کی یہ ہی کہ تو از قسم دوستان نہین ہی

باب دوم علم بدیع مین

فصل چہارم کنایہ کے بیان مین

باب دوم علم بدیع مین

علم بدیع علم محسنات کلام کا ہی جو الفاظ و معنی مین ہوتے ہین لیکن وہ محسنات بر سبیل استحسان ہون نہ بسبیل وجوب

فصل اول صنائع معنوی مین

فصل اول صنائع معنوی ہین **تضاد** جسکو طباق اور مطابقہ بھی کہتے ہین یعنی دو لفظ ضد ایکدوسری کی لانا
خواہ وہ دو لفظ اسم ہون یا فعل یا حرف + ذوق **شعر** لڑتے ہین کہ نصیب سے گاہی فلک سے ہم + فرقت کی رات
کم نہین ہے روز معاف سے + رات اور روز مین تضاد ہی **و لہ** فلک تو ٹیڑھا ہی بس صبح سے تا شام چلتا ہی + اگر سیدھی
نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہی + ناسخ **شعر** صبح سے کرتے ہین معمار مرے گھر کو سفید + شام سے کرتی ہی فرقت کی
شب تار سیاہ + جرأت **شعر** خوبرویون کی خموشی مین بھی سو گھاتین ہین + یہ جو ہی کم سخنی اسمین بہت باتین ہین +
و لہ شعر نہ آیا اور کچھ اس چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + اور داخل طباق ہی

تدمیج

صنعت **تدمیج** یعنی ذکر اقسام رنگون کا کرنا بطریق کنایہ + امانت **شعر** گندمی رنگ کو بنکر نہ کبھو کرتے تھے +

مقابله

دھانی جوڑے سے کبھی مل نہ ہر کرتے تھے + **مقابلہ** یہ ہی کہ ایک کلام کے مقابل دوسرا کلام اس طرح سے ہو کہ الفاظ
دونون کے باہم تضاد رکھتے ہون + ذوق **شعر** خیر خواہ ہون کے ترے چہرے پہ ہو رنگ نشاط + اور بدخواہ ہون کے
رخسار پہ اشک حسرت + اس صنعت کو سکاکی مصنف مفتاح نے علیحدہ لکھا ہی اور مصنف تلخیص اور مطول نے داخل

مراعاة النظیر

تضاد کیا ہی **مراعاة النظیر** جسکو تناسب اور توفیق بھی کہتے ہین مراد ایراد ایسے الفاظ سے ہی جنمین اور کوئی نسبت
سوائے تضاد کے ہو + ذوق **شعر** تیرا ماتھی ہی فلک کا کہکشان ہی خرطوم + کان دونون مہ و خورشید ہی ذنب سر ہی راس +

ایهام
لغوی معنی وہم مین ڈالنا

ایہام یہ صنعت دو قسم ہی ایہام تضاد اور ایہام تناسب جسکو توریہ بھی کہتے ہین یعنی ایسا لفظ لانا کہ دو معنی
رکھتا ہو اور معنی دوم کہ غیر مقصود ہی کسی لفظ سے اگر نسبت تضاد کی رکھتا ہو وہ ایہام تضاد ہی اگر اور کوئی نسبت ہی
تو ایہام تناسب مثال ایہام تضاد کی + امانت **شعر** دل جو بھر آیا تو اک شور مچایا مین نے + سارے تالاب کے سوتون کو
جگایا مین نے + لفظ سوتون کا یہان معنی منبع ہی لیکن معنی دوم خفتہ کہ غیر مقصود ہی لفظ جگانے سے ایہام رکھتا ہی **و لہ شعر** ہجر ساقی مین
رولاتا ہی ہمین ابر سیاہ + غم واندوہ بڑھاتی ہی گھٹا ساون کی + لفظ گھٹا مناسب بڑھانے کے ہی اور معنی مقصود ابر کے
ہین مثال ایہام تناسب ذوق **شعر** نہ چھوڑیگی جیتا مجھے چشم قاتل + یقین ہی یقین بلکہ عین الیقین ہی + لفظ عین کے

مشاکلة

معنی مقصود محض کے ہین اور معنی دوم مناسب چشم کے ہین **مشاکلہ** وہ ہی کہ ایک چیز کو الفاظ مناسب چیز دیگر سے ذکر
کرین بسبب قرب دونون کے چنانچہ شعر **شعر** گردش ہی مین رہے ہی جو دن رات آسمان + شاید یہ چال بخت سے میرے اڑائی ہی

مزاوجة

مزاوجة یہ کہ دو معنی ذکر کرین اور جو امر ایک پر لکھا جائے دوسرے پر بھی ثابت کیا جائے + ست بدایونی **شعر**

ارصاد

ہم جو چپ بیٹھین تو کھلائین سڑی + آپ چپ بیٹھین تغافل ٹھہرے + **ارصاد** یا تسہیم یہ کہ قبل عجز بیت کے ایسا لفظ لاوین
کہ سامع کو معلوم ہو جاوے کہ فلان لفظ عجز مین آوے گا بشرطیکہ روی قافیہ سامع کو معلوم ہووے + سر **شعر**

مصحف

کمال تجھ زوال تجھ ذہی او سیر لاکھ حاسد ہون + بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی سنے کمالی کا + **مصحف** اسکو کہتے ہین

کہ تغیر نقاط سے وہ لفظ دو طرح ہو جائے جیسے اس شعر مین لفظ کبر شعر کبر تجکو پسند ہی ہر دم + ترک کر خو یہ خوش نہین نہار +

تزلزل

تزلزل اس صنعت کی یہ خاصیت ہی کہ تبدیل حرکت سے وہ لفظ دوسری صورت پر ہو جائے جیسے لفظ آخر کا مصراع اول

عکس

مین شعر میری جانب کو گر گذر جستہ + مین بھی تیرا ہون طالب دیدار + عکس وہ ہی کہ اول دو جزو ذکر کرین پھر جزو آخر کو
مقدم اور جزو اول کو موخر کردین + ذوق شعر نہیت نیک تری آیینہ حسن عمل + عمل خیر ترا جلوہ حسن نیت + والہ ہم و غیر
یکجا دونون ہم نہون گے + ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے + کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ایک مصرع کے قلب سے
مصرع دوم حاصل ہو اوسکو عکس و طرد کہتے ہین **بیت** یہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہان پائی + یوسف نے
کہان پائی یہ خوبی و زیبائی +

رجوع

رجوع وہ ہی کہ ایک کلام لکھکر اوسکو ناقص سمجھکر اوس سے بہتر لکھے + فرد شعر مراد ہ نہین
نسرین پری سے ہمسر ہی + نہین نہین یہ خطا ہی پری سے بہتر ہی +

استخدام

استخدام یہ ہی کہ ایک لفظ ذو معنیین ذکر کرین اور
ارادہ ایک معنی کا ہو اور دوسری جگہہ معنی دوم اوسکے ارادہ کرین للادری شعر مرکے حاصل کیا فرقت ہی مین لو نام وصال
جا رہی ہی منے متایا خلش ہجران کو + مصرع اول مین وصال سے معنی مرگ کے لئے ہین اور باعتبار لفظ ہجران کے کہ مصراع دوم
مین ہی وصل بمعنی ملاقات سمجھا جاتا ہی

لف و نشر

لف و نشر وہ ہی کہ اول چند چیز ذکر کرین پھر چند چیز ایسی ذکر کرین کہ ہر ایک
جزو اسکا تعلق اجزاے جملہ اول سے رکھتا ہو پس اگر تفصیل مطابق ترتیب اجمال کے ہی اوسکو لف و نشر مرتب کہتے ہین
ورنہ غیر مرتب مثال مرتب + امانت شعر زلف و عارض پہ فدا شام و سحر رہنے لگا + برق تن تن کے بت رشک قمر رہنے لگا
انشا شعر مثل خلیل و عیسی و نوح و ابو البشر ہین مجھکو بھی شہرہ جہان آتش و باد و آب و خاک + لااعلم شعر سرو گل شوق مین
تیرے قد و عارض کے سدا + نالہ کرتے ہین ہم قمری و بلبل کی طرح + امین وبار لف ہی مثال غیر مرتب **بیت**
یاد ہین اوس طرہ و رخسار کی + ہاتھ سر پر مارتا ہون صبح و شام + کبھی نشر درہم و برہم بھی ذکر کرتے ہین اوسکو
مختلط الترتیب کہتے ہین جیسے ہوشیار شعر عقل و روی و سعادت اوسکے سے + ہی مہ و مہر و مشتری ہیکار +

تفسیر

تفسیر
جسکو تبیین بھی کہتے ہین یعنی چند چیز اول مجمل ذکر کی جائین پھر اونکو مفصل کر دیا جائے للادری شعر ٹوٹا پھٹا سکہ کیا
اور پھر کھلا بندھا + مالا دوپٹہ محرم و جوڑا شب وصال + انشا شعر ایکجا سے اک اوڑا سے ایک ڈوبا سے اک گرا سے +
لیوین لپیٹ لپٹ کے جان آتش و باد و آب و خاک + یہ مثال تفسیر خفی کی ہی اگر الفاظ مبہم کو مکرر لاوین اوسکو تفسیر
جلی کہتے ہین جیسے ہوشیار شعر دشمنون سے رکھے ہی داد و ستد + دل ہی غم لے ہی اونکی جان نزار + اور یہ صنعت بھی
مرتب اور غیر مرتب ہوتی ہی اور فرق لف و نشر اور تفسیر مین یہ ہی کہ اگر الفاظ کے درمیان تناسب بطور مراعاۃ النظیر کے ہو
اوسکو لف و نشر کہتے ہین ورنہ تفسیر اور واضح ہو کہ سکاکی کے نزدیک تفسیر کا وجود نہین بلکہ لف و نشر ہی

جمع

جمع مراد جمع کرنے
چند چیز سے ہی ایک حکم مین جیسے ذوق شعر خط پر مجاز لفظ مین کاکل بہر مگیسو بر ہم عشق کی سرکار مین جتنے بڑھے ہند و بڑھے
نسیم شعر چکنی ڈلی عطر الایچی پان نقل و مے و جام و خوان الوان + رغبت سے اونہین کھلا پلا سکے + بولا شہزادہ مسکرا کے

ولہ شعر معمول سے بزم مین ہوئے جمع مینا و کباب و مجمر و شمع + **تفریق** وہ کہ دو چیز دمین فرق بیان کیا جاوے
ناسخ شعر شمشاد کو ترے قد موزون سے کیا شبیہ سینہ کہان یہ چہرہ کہان یہ کمر کہان + **تقسیم مسلسل** طرز اس صنعت کا
یہ ہی کہ شاعر ایک مصرع یا ایک بیت مین چند چیز کو درج کرے اور دوسرے مصرع مین چند لفظ لاوے کہ ہر ایک کی
تطبیق مناسب اونکے ہو جاوے چنانچہ شعر تیری محفل مین زہرہ و کیوان + اک دعا گو دوم ہی خدمتگار + **تجرید**
یہ صنعت اس طرح پر ہی کہ ایک موصوف مشہور کی صفت بیان کیجاوے مگر اپنے ممدوح کو ایک پہلو سے اوسکے مساوی
کر دے چنانچہ شعر شعر کرم تو حاتم سے کب سخا مین ہی کو وہ دیتا تھا مال و زر بسیار + **تقسیم** لاادری شعر وہی آدی دیوے گا
مجھے صبر و سکون جسنے دیا + رخ زیبا تجھے اور دیدۂ گریان مجھکو + **قطعہ** قسمت کیا ہر چیز کو قسام ازل نے + جو شخص
کہ جس چیز کے قابل نظر آیا + بلبل کو دیا نالہ اور پروانے کو جلنا + غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا + **جمع مع التفریق**
شعر دونون صاحب فیض ہین آپمین نیسان اور تو + پر وہ دیتا ہی صدف کو قطرہ تو مجکو گہر + **جمع مع تقسیم**
شعر تیغ و افسر کا ہی تو مالک عنایت سے تری + تیغ رستم لے گیا افسر سکندر لے گیا + **جمع مع تفریق و تقسیم**
قطعہ سب سخی ہین ابر و دریا اور وہ عالیجناب + پاوین فیض اسنے نباتات اور غواص و گدا + پر کرے ہی نالہ دریا
ابر رووے وقت فیض + بالب خندان وہ والا فر ہے ہی دائما + **مبالغہ مقبول** یعنی مدح یا ذم مین حد سے گذر جانا
اور وہ تین قسم ہی اگر ادعای مذکور بحسب عقل اور عادت ممکن ہی اوسکو تبلیغ اور اگر بحسب عقل ممکن لیکن خلاف عادت
ہی اوسکو اغراق اور اگر بحسب عقل و عادت دونون کے ممتنع ہی اوسکو غلو کہتے ہین مثال تبلیغ انشا شعر دل کے نالو سے
جگر دکھنے لگا + یان تلک روئے کہ سر دکھنے لگا + اکثر کثرت گریہ سے سر درد پیدا ہوتا ہی اور قرین قیاس بھی ہی
مثال اغراق سحر لکھنوی در تعریف اسپ شعر مبحکو ہو کوئی انگریزا گر اوس پہ سوار + حاضری کھاوے سیاتو میں لندن میز
لفن + اگرچہ عقل دلالت کرتی ہی کہ کمال تیز روی سے ممکن ہی لیکن خلاف عادت ہی مثال غلو در تعریف اسپ
ولہ شعر گردنی اوڑھ کے سو جاوے اگر کوئی سئیس + رات بھر خواب مین ٹاپا کرے اور ترد کھن + **مذہب کلامی**
یعنی کلام مین دلیل مثل اہل علم کلام کے لکھی جاوے لاادری شعر کس طرح ہنسنے اس دہن تنگ سے وہ شوخ + تقسیم یہ
جز کے ہین دلائل سبھی باطل + **مذہب فقہی** اگر دلیل بطور علما کے ہو لاادری شعر آنکھین خدا نے دیکھنے کو
دین ہین میری جان + دیکھا کسی نے تیری طرف کو تو کیا ہوا + **حسن التعلیل** یعنی کسی امر کی علت بطرز پسندیدہ
ثابت کرنا کہ در حقیقت وہ نہو ناسخ شعر سودا سے چشم یار کی ہی یہ بھی اک دلیل + خشکی کمال ہی جو ہرن کے کباب مین +
سرو شعر تری رہتی ہی اکثر چادر مہتاب تر بت پر + کہ تا معلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون + انشا شعر ایکدم تو دیکھنے کو
نکالی تھی اپنی تیغ + اندام خور پہ لرزہ ہی تا حال ملتزم + **تاکید المدح بمایشبہ الذم** یعنی اس طرح صفت کیجائے کہ سامع کو
بادی النظر مین اشتباہ ہو کہ قائل ارادہ ذم کا رکھتا ہی لیکن بعد غور اور فہم معنی معلوم کرے کہ عین مدح ہی شعر

تفریق
تقسیم مسلسل
تجرید
تقسیم
جمع مع التفریق
جمع مع تقسیم
جمع مع تفریق و تقسیم
مبالغہ مقبول
مذہب کلامی
مذہب فقہی
حسن التعلیل
تاکید المدح بمایشبہ الذم

تاکید الذم بما یشبه المدح

تو سراپا حسن ہی لیکن نہین ہی آدمی مکو ئی سمجھا حور ہی تو یا پری ہی کیا ہی تو + لفظ لیکن کہ واسطے استثنا کے آتا ہی سامع کو
اشتباہ دیتا ہی کہ قائل کوئی مضمون مخالف جملۂ اول کے لکھیگا مگر غور مضمون شعر سے معلوم ہوا کہ عین مدح ہی
تاکید الذم بما یشبه المدح شعر ہم سا نہین کوئی زمانے مین ہنر کیا ہی + کہ گر صحبت مین کوئی بیٹھے تو وہ سمجھا ہی
بن جائے + نوازش شعر کسے تیغ جفاے چرخ سے امید ہنسنے کی + جو ہووے بھی تو ہان شاید دہان زخم خندان ہو +

استباع

استباع جسکو مدح موجہ بھی کہتے ہین وہ ہی کہ مدح کسی کی اسطرح کرین کہ ایک مدح سے مدح دوم حاصل ہو لمولفہ
شعر لب ترا شیرین ہی مانند سخن + اور کمر معدوم ہی مثل دہن + **ادماج** وہ ہی کہ ایسا کلام ہو کہ اوس سے دو معنی حاصل ہون

ادماج
معنی لغوی لپیٹنا

جرأت شعر بشکل مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن + جو تم بھر اؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن + لفظ پھر آؤ
دو معنی رکھتا ہی + امانت شعر سُنی کسی نے نہین غم کی داستان میری + وہ کم سخن ہون کہ گویا نہین زبان میری + لفظ
گویا خواہ بمعنی گوینده اور خواہ مخفف گوئیا کہ کلمۂ تشبیہ ہی + سرور شعر گر اوسکے ہجر مین یون ہی اندوگین رہے + تو ہووے گا
وصال و لا یقین ہے + وصال بمعنی مرگ و بمعنی ملاقات دونون جائز ہین + لاادری شعر اوسکے عارض کو دیکھ جیتے

توجیه

ہین + عارضی اپنی زندگانی ہی + منسوب بعارض یا چند روزہ **توجیه** جسکو ذوالوجہین او محتمل الضدین بھی کہتے ہین
وہ ہی کہ کلام دو صورت مختلف پر دلالت کرے جیسے ہجو اور مدح علی ہذا القیاس لمولفہ شعر کیا ہی تاثیر ہی واسد
تری صحبت کو + یک بیک لحظہ مین بن جاسے ہی احمق دانا + اور اسی کی قسم ہی کہ ایک مصرع متضمن ہزل ہو اور مصرع

الہزل الذی یراد به الجد

دوم رفع اشتباہ بمعنی ہزل کا کرے چنانچہ خسرو دہلوی کہتے ہین + شعر گہر میفروشم بدست تو خر + سخن ہاے شیرین بہ از
سیم و زر + تو خوش خفتہ بودی کہ من کردہ ام + دعا و ثنا و بوقت سحر + میان دو ران تو خواہم نہاد + یکی اسپ تازی
دگر زین زر + **الہزل الذی یراد به الجد** کہ کلام مین صرف الفاظ ظرافت کے ہون مگر مضمون خوب اور بہتر ہو
اشعار دنیا اک زال بیوا ہی جسنے مہر و وفا ؤنے حیا ہی + مردون کے لیے یہ رن ہی رہزن + دنیا کی عدو ہی دین کی دشمن +

تجاہل العارف

تجاہل العارف یا تجاہل عارف جسکو سکاکی مصنف مفتاح نے سوق المعلوم مساق غیرہ لکھا ہی یعنی امر معلوم سے
اظہار بیخبری کا کرنا واسطے کسی فائدے کے مہجور شعر ہی زلف یا دھوان ہی یہ شمع جمال کا + اعجاز حسن ناز سے
اونچا نہو سکا + یا ابر آفتاب کے پہلو مین آگیا + پیدا ہی یا کہ شام غریبان یہ بر ملا + جرأت شعر مکر جانے کا قاتل نے

قول بالموجب

نرالا ڈھب نکالا ہی + ہر اک سے پوچھتا ہی کسنے اسکو مار ڈالا ہی + **قول بالموجب** کسی شخص کے کلام کو خلاف مراد قائل
گمان کرنا + لمولفہ شعر تو جو کہتا ہی کہ تو دل سے نہین کرتا ہی پیار + سچ ہی پیارے مین تو تجکو جان سے ہون چاہتا +

اطراد

ایضاً شعر ناصحا کہتا ہی جو تو عشق اوسکا چھوڑ دے + کیا کوئی بہتر ہی اوس سے جسپہ عاشق ہوؤن مین + **اطراد**
یہ کہ نام ممدوح کا مع نام آباء کے بترتیب ذکر کرین + قدسی شعر بہار گلشن دین محمد عربی + ضیای چشم علی نور دیدۂ
زہرا + بہار خرمی خاطر حسین و حسن + سرور سینۂ زین العباد شمع ہدی + فروغ شمع شبستان باقر و صادق غریب خاک

تعجب

خسہ ہان علی بن موسیٰ + تعجب یعنی کلام مین تعجب ظاہر کرنا + ناسخ شعر بگڑ جاتا ہی سیب بختہ گردش روز رکھتے
ہین + تعجب ہی کہ برسون مین نہ وہ سیب ذقن بگڑا + امانت شعر پھول سے سینے پہ کب ہین سرپستان پیدا ہوئے

اعتراض الکلام قبل الاتمام

گلشن مین اناروں سے پستان پیدا + اعتراض الکلام قبل الاتمام یا حشو اندر جملے کے ایسا لفظ لانا کہ معنی
بغیر اوسکے بھی درست ہو سکین وہ تین قسم ہی ملیح و متوسط و قبیح اگر اوس لفظ سے زینت کلام ہی تو ملیح اگر رکھنا اور
نہ رکھنا یکسان ہی متوسط اگر مخل فصاحت ہی قبیح ہی مثال ملیح + امانت شعر یان سے اب جاؤن تو مین راہ لاؤن اوسکو
زیب زینت کا سب انداز بتاؤن اوسکو + زیب و زینت حشو ہی نظیر شعر جور اور ظلم سے اوسکے نہ کبھی گھبرایا +
نہ کبھی شکوۂ بیداد زبان پر لایا + مثال متوسط شعر تو ہی بحر بیکران مین تشنہ و تفسیدہ لب + اے جہان جود وہمت
پیاس کو میری بجھا + مثال قبیح شعر اگر تو نے ستم مجھپر کیا تو کیا ہوا پیارے + جفا معشوق در محبوب کا سہتے ہین
سب عاشق + شعر روئے آنسو اسقدر ہم ہجر مین + اشک کے طوفان سے دریا ہو گیا + لفظ آنسو حشو ہی کبھی ایک جملہ معترضہ
بھی دوسرے جملے کے اندر واقع ہو جاتا ہی جیسے + غالب شعر خامہ میرا کہ وہ ہی باربد بزم سخن + شاہ کی مدح مین

تلمیح

یون نغمہ سرا ہوتا ہی + تلمیح یا تلمیح وہ صنعت ہی کہ کلام مشتمل ہو کسی قصے معروف یا کسی مضمون مشہور پر + سرور
شعر طور کو نور کے جلوے مین جلایا اسنے + کبھی آتش کو ہی گلزار بنایا اسنے + ناسخ شعر حاجت نہین نماز

سیاقۃ الاعداد

کی مستی مین ادا + کیا مرتبہ دیا ہی خدا نے شراب کو + تلمیح ہی آیہ لا تقربوا الصلوٰۃ کی طرف سیاقۃ الاعداد
اعداد کو کلام مین بترتیب یا بلا ترتیب ذکر کرنا + ذوق شعر ان کوشش جہت مین ہفت دریا لوگ کہتے ہین + گرے
تھے اشک کے قطرے مرے دو چار آنکھون سے + امانت شعر ایک ہفتے مین ہین نرگس بیمار آنکھین + کوئی دو تین دن

تنسیق الصفات

اوس سے جو کرے چار آنکھین + تنسیق الصفات ایک موصوف کو صفات متوالیہ سے ذکر کرنا + انشا شعر مستجمع الکمال
و مستحسن الشیم + ینبوع فضل وجود وسخا معدن کرم + حکیم تصدق حسین خان شعر سینے پر دونون چھاتیان انمول
اونچی چلبلی کڑی کراری گول + صنعت تلمیح و سیاقۃ الاعداد و تنسیق الصفات کو صاحب حدائق البلاغۃ نے صنائع

سوال و جواب

لفظی مین لکھا ہی سوال و جواب جسکو مراجعہ بھی کہتے ہین خواہ ہر مصرع مین سوال و جواب خواہ ایک مین سوال دوسرے
مین جواب خواہ ایک بیت مین سوال دوسرے مین جواب ہو + نسیم شعر پوچھا کہ طلب کہا قناعت + پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت +
وله شعر بولا وہ کہ خواب دیکھتا تھا + آتش پہ کباب دیکھتا تھا + بولی وہ کہ ہم بتائین تعبیر + دلسوزی کرے گا کوئی دلگیر +
بولا وہ کہ رات کو افق مین + خورشید تھا آتش شفق مین + بولی وہ بشر ہو تم دلاور + سرسبز ہو قوم آتشی پر + بولا وہ کہ
دیکھی اک شبستان + شعلہ ہوا انجمن مین رقصان + بولی وہ کہ شعلہ مین پری ہون + جو ناچ نچاؤ ناچتی ہون +

حسن الطلب

حسن الطلب یعنی کوئی شی بطرز پسندیدہ طلب کرنا قطعہ دل مرا مجھسے طلب کرتا ہی سو دینار سرخ + مین کہتا ہون کہ
مفلس پاس اتنا زر کہان + سنکے کہتا ہی کہ تمکو شرم بھی آتی نہین + جو مجھ سے کیا فائدہ فرمایئے اے مہربان +

حسن التکریر

آپ ہین یاے لیسے کہ جسکے ہاتھہ سے + بحر کا کیسہ تہی ہی اور خالی جیب کان + کسکو باور ہی کہ تم رکھتے نہین ہو
اندنون + اسقدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کہان + حسن التکریر + شعر تو نے مجھے پیارے برا اگر کہا کہا

حسن المطلع

یا مصلحت سے غیر کے مُنہ پر کہا کہا + حسن المطلع وہ ہی کہ شعر اول قصیدے کا الفاظ بدیع اور معانی بلیغ سے

حسن المقطع

لکھا جاے اور مستحسن اور مطبوع ہو اور الفاظ فال نیک کے ہون حسن المقطع وہ ہی کہ اشعار آخر قصیدے کے

حسن التخلص

الفاظ فصیح اور معانی خوب سے لکھے جائین حسن التخلص وہ ہی کہ کسی مضمون مثل ذکر عشق وغیرہ سے مدح ممدوح
کی طرف رجوع کرین اور اسی کو گریز کہتے ہین ان تینون صنعت کی مثال باب چہارم مین مثال قصیدے سے واضح ہوگی
اسی صنعت حسن التخلص کو قطع الکلام بھی کہتے ہین اور اگر کوئی کلمہ شعر بہ رجوع مطلب دیگر ذکر کرین اوسکو اقتضاب کہتے ہین

تشبیہ و استعارہ

چنانچہ دیباچہ کتاب مین لفظ اما بعد اور خطوط مین بعد شرح شوق ملاقات و مکرر آنکہ وغیرہ لکھتے ہین تشبیہ و استعارہ

التفات

بیان انکا مفصل باب اول مین ہو چکا التفات یہ ہی کہ ایک شخص کو کئی طرق سے یاد کرین منجملہ طرق ثلثہ خطاب و غیبت
اور تکلم کے خواہ خطاب سے غیبت کو خواہ غیبت سے تکلم کو خواہ تکلم سے خطاب کو علی ہذا القیاس + انشا شعر اون
انگلیو نمین تو ل کے چھلے نظر پڑے + واللہ تم بھی سخت چھلے نظر پڑے + غالب شعر کفر سوز اوسکا وہ جلوہ ہی
کہ جس سے لوٹے + رنگ عاشق کی طرح رونق بتخانہ چین + جان بنا ہا دل و جان فیض رسانا شاہا + وصی ختم رسل

تعلیق

تو ہی بفتوائے یقین + تعلیق منحصر کرنا کسی امر کا ثبوت یا نفی دوسرے امر پر حکم اول کو جزا اور دوم کو شرط کہتے ہین
+ غالب شعر اگر وہ سرو قد گرم خرام ناز آجائے + کف ہر خاک گلشن شکل قمری نالہ فرسا ہو + رسالہ عبد الواسع مین

تلمیح

اسکی کئی قسمین لکھین ہین تلمیح جسکو ذولسانین بھی کہتے ہین یعنی ایک مصرع یا شعر ایک زبان مین ہو اور دوسرا
مصرع یا شعر زبان دیگر مین + انشا شعر ای عشق مجھے شاہ میلی کو دکھالا + قم خذ بیدی وفقک اللہ تعالی + امیر خسرو
شعر زحال مسکین مکن تغافل دُرای نینان بنای بتیان + چو تاب ہجران ندارم ای جان نہ لیو کاہے لگاے چھتیان +

ارسال المثل

ارسال المثل وہ کہ کوئی ضرب المثل کلام مین لائین سودا شعر گالی نہین نے بوسہ حرے دلکو گوارا + جھوٹا کوئی

جامع اللسانین

کھاتا ہی تو میٹھے ہی کے لالچ + اگر دو مثل ایک شعر مین واقع ہون تو ارسال المثلین کہتے ہین + جامع اللسانین
جسکو ذو ردولی بھی لکھا ہی ایسا کلام کہ اوسکو بے تغیر نقاط دو زبان مین پڑھہ سکین مثال فارسی و ہندی

متضمن اللسانین

یار اجاے تو بہتر + متضمن اللسانین و متضمن الالسنہ یعنی کلام بہ تغییر نقاط دو یا کئی زبان مین پڑھا جاسکے
انشا فارسی + بیا بیا حب من جالیا بپا کی باش + اردو + پیا پیا جب من جالیا پیا کے پاس + عربی بیا بنا

قلب اللسانین

حب من حالنا یبا کی ناس + اسکو ذو رویتین بھی کہتے ہین + قلب اللسانین وہ کلام کہ اگر اوسکو مقلوب پڑھین
زبان دیگر مین اوس سے معنی حاصل ہون شعر ہان یار ماہ روز در خانہ اندر آ + یار لمے داری مارا سمے بیار +
مقلوب بزبان عربی آرکجہ ناھنا خرد ذو رہا مرکاینا ہ رای بی مارامی لا دیما ادا سے

کلام الجامع کلام شعر پند نصیحت حکمت و شکایت روزگار کی لکھنا ابداع کلام مین نیا مضمون لکھنا حقیقت مین کوئی صنعت نہین بلکہ اساتذہ کا کلام اکثر ہوتا ہی تضمین و اقتباس وہ ہی کہ کسی دوسرے شاعر کا مصرع یا بیت معروف اپنے کلام مین لاوین بطور مناسب تضمین مصرع کو ابداع اور رفو بھی کہتے ہین اور تضمین بیت یا زیادہ اشعار کو استعانت کہتے ہین + غالب قطعہ مشکل ہی زبس کلام میرا اے دل + سن سن کے اوسے سخنوران کامل + آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش + گویم مشکل وگر نگویم مشکل + مصرعہ چہارم مشہور کسی شاعر کا ہی

فصل دوم صنائع لفظی مین جناس بین اللفظین یا تجنیس اور یہ کئی قسم ہی اول تام یعنی دو لفظ نوع اور عدد اور ہیئت مین موافق ہون پس اگر دونون اسم یا فعل یا حرف ہین اوسکو تجنیس تام مماثل ورنہ مستوفی کہتے ہین مثال مماثل شعر تم رات کو نہ آئے جو اپنے قرار پر + یہ ظلم تمنے کیا کیا اس بیقرار پر + قرار اول بمعنی وعدہ اور دوم بمعنی آرام مثال مستوفی + امانت شعر آبداری سے جو ملو نظر آیا وہ گلا + رشک کی برف سے کیا جسم صراحی کا گلا + ولہ شعر ایڑی دیکھون مین عجائب ہین درخشان تو نہیے + اوسکے تو نیچے کو نہ روی مہ تابان پونہچے + **دوم** تجنیس مرکب یعنی دو لفظ متجانس مین سے ایک مفرد ہو دوسرا مرکب پس اگر کتابت مین موافق ہون اوسکو مرکب متشابہ کہتے ہین ورنہ مرکب مفروق مثال مرکب متشابہ + مجروح شعر جتنے مر مر گئے بتو تم پر + اونکے مرقد ہین سنگ مرمر کے + آباد شعر اشک برسانے مین شرط آنکھون نے باہم بدلی + صاف رونے مین سبنے دیدۂ پرنم بدلی + مثال مرکب مفروق + امانت شعر روے گل ہی نہین تیز وہ رخسارے ہین + ایک رخ کیسا خجل اوس سے تو رخ سارے ہین + ولہ شعر پانون آخر کو مرا اور تری پیشانی ہی + جو مین کہتا ہون وہ اک دن ترے پیش آنی ہی + اور اگر تجنیس ایک کلمہ اور دوسرے کلمے کے جزو سے مرکب ہو اوسکو تجنیس مرفو کہتے ہین + امانت شعر سینہ وہ سینہ کہ دیکھے تو تڑپ جا بشر + ایسے سینے نہین دیکھے ہین کسی نے سن بھر + لفظ کسی کا جزو سے لفظ نے کے ساتھ ملکر تجنیس ہوا اور اگر صرف صورت اور تعداد حروف مین مشابہ ہون لیکن حرکات مین مختلف اوسکو محرف کہتے ہین + ذوق شعر پھینکے ہی ایک جنبش مژگان مین وہ پری + اس اپنے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے + اور اگر ایک لفظ مین بہ نسبت دوسری کے ایک حرف زائد ہو اوسکو تجنیس زائد یا تجنیس ناقص یا تجنیس مطرف کہتے ہین اور وہ حرف زائد تین حالت سے خالی نہین یا شروع مین یا وسط مین یا آخر مین ہوگا مثال اونکی امانت شعر ناف اوس شوخ کی بن جائے تہ قفل وہین + پیٹ کے آگے تجھے کوئی لپیٹ آئے نہ بن + ولہ شعر اوسکی قامت پہ قیامت کا کرون گر مین خیال + کب قیامت نے بھلا پائی ہی یہ حشر کی چال + محسن شعر اوٹھ کھڑے ہوئیے تعظیم ہی طاعت ہی قد و قامت نہین یہ نعرۂ قد قامت ہی + سوز شعر چشم کا کام اشکباری ہی + چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی + سرور شعر کیا جو وعدۂ شب اوسنے دن پہاڑ ہوا + یہ دیکھیو مری شامت کہ ہوتی شام نہین + اور اگر وہ دو لفظ

کلام الجامع و شعر پند

تضمین و اقتباس

فصل دوم صنائع لفظی جناس بین اللفظین

نوع حروف مین مختلف ہون پس اگر حروف مختلفہ قریب المخرج ہین اوسکو جناس مضارع کہتے ہین ورنہ جناس لاحق مثال
جناس مضارع + انشا شعر اقرب سمجھ سکے اپنے سے رہ جاے وہین بس + عقرب کے نیش پر بھی جو رکھے حل تو دم +
مثال جناس لاحق + امانت شعر جان نا ساز ہو وہ نغمۂ خوش ناز ہی یہ + دل مضطر کو سدا سوز ہو وہ ساز ہی یہ + ولہ شعر
عشق کے نام سے جسم سبک گاہ نہ تھا + دور تھا کوہ مصیبت غم جانکاہ نہ تھا + نسیم شعر خط خاتم سے کے وہ ہوائی
بیتا ہوئی اور ریتے پرائی + اور جو کسی وقسم تجنیس کے دو لفظ متجانس بلا فصل متواتر واقع ہون اوسکو تجنیس مکرر و مزدوج
کہتے ہین مثال تام مکرر + انشا شعر میری زبان سے مدح کہان اوسکی ہو سکے + توصیف مین ہی جسکے زبان قلم قلم +
مثال مرکب مکرر ولہ شعر جو بات تجھسے چاہیے ہی اپنا مزاج آج + قربان تیرے گل پہ نہ ٹال آج آج آج + دہکی ہی
آگ دلمین جو ہمی اشتیاق کی + تیرے سوا کسے ہو اسکا علاج آج + تمام غزل اسی صنعت مین ہی مثال زائد مکرر +
نواب دایونی شعر لیا بر مینا و جام مین بکڑ بجاے کمان کمانہ + ہماری چھاتی کے داغ دل کا کرے ہی تک کر نشان نشانہ +
تمام غزل اسی صنعت مین ہی + ناسخ شعر یہ التجا ہی پیر مغان کی جناب مین + رکھون مین ساق ساقی گلفام دوش پر +
مثال جناس لاحق مکرر + انشا شعر جب تک کہ خوب واقف راز نہان نہون + مین تو سخن مین عشق کے بولون نہ ہان نہون +
خلوت مین تیری بار نہ جلوت مین مجھکو ملے + باتین جو دل مین بھر رہی ہین سو کہان کہون + تمام غزل اسی صنعت مین
ہی اور اگر صرف صورت کتابت مین موافق ہون اوسکو تجنیس خط یا تصحیف کہتے ہین جیسے الفاظ زخم رخم و حشم و جسم
وشمع و سمع وغیرہ + غالب شعر باغ شگفتہ تیرا بساط انشاط دل + ابر بہار خمکدہ کس کے دماغ کا + اور یاسی مین داخل ہی لانا
الفاظ دائرہ دار متواتر کا لا اعلم شعر رتبہ بڑہے ہی خلق سے اپنی ہی شان کا + صاحب کہے سے کچھ نہی گھٹتے ہی نہ بالکا +

قلب

یا آنا مدات حروف کا متواتر اور یہ تجنیس ہی کی ایک قسم ہی قلب یعنی اختلاف ترتیب حروف کا اور وہ دو قسم ہی
قلب کل اور قلب بعض قلب کل وہ ہی کہ حروف کلمہ بالترتیب قلب کیے جائین + انشا شعر ابھی جھڑ ملگا دے بارش
کوئی مست بھر کے نعرہ + جو زمین پہ پھینک مارے قدح شراب اولٹا + ولہ شعر تو جو باتون مین رکے گا تو یہ جانونگا کہ سمجھا +
مرے جان و دل کے مالک نے مرا کلام اولٹا + مجھے مار کیون نہ ڈالے تری الف ولٹ کے کافر + کہ سکھا دیا ہی تونے اوسے لفظ
رام اولٹا + سحر ایک ماش پھینکا جو مجھے دکھا کے اوسنے + تو اشارہ مین نے تاڑا کہ یہ لفظ شام اولٹا + فقط اس لفافے پر یکر
کہ خط آشنا کو پہنچے + تو لکھا ہی اوسنے انشا یہ مرا ہی نام اولٹا + مقلوب بعض وہ کہ حروف کلمے کے نا مرتب قلب کرین
جیسے مرحوم و محروم + شرر شعر کمال بحث ہی علم کلام مین رہتی + دہن مین لوگ بہت قیل و قال کرتے ہین + اور اگر
تمام کلام کے قلب سے وہی کلام حاصل ہو اوسکو مقلوب مستوی کہتے ہین مصرع اول شعر انشا کا مقلوب مستوی ہی + شعر
رواج اور یہ ہی وہ ہو آشنا انشا + کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ رسم اہل کلام + اور جب ایک بیت یا مصرع کے الفاظ اول
و آخر مقلوب ہون اوسکو مقلوب مجنح کہتے ہین جیسے ہوشیار شعر لاے وشن کہان جو خاک ہو دل + حال پر میرے رحم کر لے یار +

اسکے اجزا مقلوب مستوی ہین کبھی تمام مصرع مقلوب مستوی ہوتا ہی + انشا شعر مرلو روح و ردلو روح ورد ام + مآل
کل امور سرو مآل کلام + اسمین غیر منقوط و مقلوب مستوی دونون صنعتین مجتمع ہین اور ایک قسم قلب کی ہی ایسی رباعی
کہ لفظ اول مصرع دوم مقلوب لفظ آخر مصرع اول اور لفظ اول مصرع سوم مقلوب لفظ آخر مصرع دوم کا ہو علی ہذا القیاس
رباعی رت بیبید ا ہمیشہ ہووے نور + رب کی قدرت سے ہوتے ہین اسباب در + ردجو کوئی یہ بات کرے اوسکا تن +
اشتقاق نرت کیجیے قیچیان لگا کہون سے تر + اور شامل تجنیس ہی اشتقاق و شبہ اشتقاق **اشتقاق** ایسے الفاظ کا لانا
شبہ اشتقاق کہ ایک مادے سے مشتق ہون + نسیم شعر ہنسنے ہنستے کہا ہنسے کیون + ہنستا نہین ہے سبب کوئی یون **شبہ اشتقاق**
رد العجز علی الصدر امانت شعر ہیچ اگر پوچھو تو وہ ساعد ون کی جا مین ہین + کشور حسن ہین شانون کی بڑی شانین ہین + ولہ کلیان
پڑتی تھین کب + گلبدن اس طرح کی جب + پانچا بیسی کا ترے پانچون مین فرق ہی اب + **رد العجز علی الصدر**
یہ صنعت منحصر ہی بعض مصطلحات عروض کے جاننے پر واضح ہو کہ باصطلاح عروضیان جزو اول مصرع اول کو
صدر اور اوسکے جزو آخر کو عروض اور مصرع دوم کے جزو اول کو ابتدا اور جزو آخر کو ضرب و عجز کہتے ہین اور اجزا
وسط ہر دو مصاریع کو حشو بس یہ صنعت چار قسم ہی اول یہ کہ جو لفظ صدر مین آئے وہی عجز مین دوم یہ کہ جو لفظ حشو
مصرع اول مین واقع ہو وہی عجز مین آئے سوم جو لفظ عروض مین ہی وہی عجز مین بھی چہارم جو لفظ ابتدا
مین واقع ہو وہی عجز مین واقع ہو مگر ہر ایک قسم تین تین نوع پر ہی کیونکہ وقوع لفظ کا مکرر تین حالت سے خالی نہین
یا وہی لفظ بعینہ مکرر لکھا جائے یا بطریق تجنیس یا بطریق اشتقاق یا شبہ اشتقاق + سحر شعر کمال شی زوال شی ہی
اوسپر لاکھ حاسد ہون + بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی بے کمالی کا + مجروح شعر جتنے مرمر گئے ہتو تم پر +
اونکے مرقد ہین سنگ مرمر کے + انشا شعر سابقہ جلسے مری آہ سے رکھتی ہی گرم + تب سے ہی برق شرربار سیاق
آتش + ولہ شعر تھا وہان نام خدا عالم خود بینی گرم + اوسکے نتھنون کی پھڑک مین تھی غضب کی آہٹ ولہ قدرت
خدا کی دیکھو تو ہلال کا شرف + دم مارنے کی جا ہی نہین مارتے نہ دم + اور اسی صنعت کی ایک قسم ہی کہ لفظ آخر
مصرع اول مصرع دوم کے اول مین ہو اور لفظ آخر مصرع دوم مصرع اول کے سوم کے اول مین علی ہذا القیاس
اور اوسکو معاد کہتے ہین + رنگین شعر فرہاد کو شیرین جو بہت آتی یاد + یاد اوسکی ہین اپنے دل کو رکھتا وہ شاد + شاد
اوسکا ہمیشہ ذکر رکھتا اوسکو + اوسکو کر یاد شاد رہتا فرہاد + اسی قسم سے ہی امانت شعر اوسکے سلک در دندان سے
جو آنکھ اپنی لڑی + جب لڑی آنکھ تو اک فکر طبیعت کو پڑی + جب پڑی فکر تو ثابت ہوئی موتی کی لڑی + کیسی
لزوم مالا یلزم موتی کی لڑی اوسمین شرارت ہی بڑی + ہی شرارت جو بڑی اوسمین تو سیارے ہین + ہین جو سیارے تو آنکھون کے مرے
تارے ہین + **لزوم مالا یلزم** یا اعنات یہ صنعت ہی کہ قافیے مین التزام کسی حرف کا قبل روی کے کرین بس یہ
صرف اوس قافیے مین جسمین حرف قید یا تاسیس ہو واقع ہو سکتا ہی + انشا شعر اب کے یہ سردی پڑی ہر یک تارا جم گیا

کاسۂ چرخ بریں سارے کا سارا جمع کیا + تمام غزل میں التزام کیا ہی کہ قبل الف روی کے الف ورا لایا ہی ورنہ قافیہ
تار کا پیدا ابھی ہوسکتا ہی اور اسی میں داخل ہی لزوم کسی چیز کا ہر بیت یا مصرع میں + لا اعلم شعر ناگنی سیلی تری
اور حلقۂ بینی ہی مور جسطرح ہو مور سے اس ناگنی کو تو بچا + ناگنی جان بر کہاں ہو مور سے تدبیر بن + مور جسکا
ہو چلے وان ناگنی کا زور کیا + ہر مصرع میں ناگنی اور مور آیا ہی اور اسی قسم سے ہی غزل شہیدی بتکرار لفظ دو
شہیدی + شعر سو نذر تم دو ہی بوسے دو وے کچھ ڈھب کے دو + قول ہی مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو + اور اسی
قسم میں ہی قطع الحروف یعنی حذف کسی حرف کا کلام میں جیسے حذف الف میں لفظ ایک عبد العزیز اعجاز سہسوانی شعر سینہ شق ہو
سنو جو یکسر + عشق کی دل پہ وہ مصیبت ہی + اور اسکی قسم میں ہیں منقوط و غیر منقوط و رقطا و خیفا و مقطع و موصل
منقوط منقوط وہ کہ کلام کے سب حروف معجمہ ہوں شعر فارسی شعر بخشش فیض ببینی زین جشن + جنبش غیظ ببینی زین جشن +
غیر منقوط غیر منقوط یا تعطیل جسمیں سب حروف مہملہ ہوں انشاء اللہ خان کا ایک دیوان تمام اسی صنعت میں ہی یہ شعر اول اوسکا ہی
رقطا شعر اور کسکا آسرا ہو سر گروہ اس راہ کا + آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا + رقطا وہ کہ ہر کلمے میں ایک حرف منقوط
خیفا ایک غیر منقوط بالترتیب ہو خیفا یہ کہ کلام میں ایک کلمے کے حروف معجمہ اور ایک کے مہملہ بترتیب ہوں اس شعر کا
مصرع اول رقطا اور مصرع دوم صنعت خیفا میں ہی + انشا شعر شہ بلند نسب اب مجھے سبھی دیو + جبین لامع زینت
مقطع حصول جشن مرام + مقطع وہ کہ تمام حروف کلام کے کتابت میں علیحدہ لکھے جاویں عاجز بدایونی شعر ارے دے
موصل وہ دوا سے درد دوام + دوڑ دوڑا سے رات دن آرام + موصل وہ ہی کہ وہ حرف تمام کلام کے ملاکر لکھے جائیں
خواہ تین تین خواہ چار چار علیٰ ہذا القیاس کبھی تمام حروف مصرع کے ملاکر لکھے جاتے ہیں عاجز شعر کبھی کہتی سنی
تمنے حیف جی کی خبر + بنے کی کیسی ستم کیش نے کہے ہیں + بھیکھینسیتمنیعیفجیکیخبر + بنیکیکیسیستمکیشنیکیسیہیں
واسع الشفتین جب موصل لکھے سے حروف دندانہ دار بکثرت آویں اوسکو منشاری کہتے ہیں یعنی بصورت آرہ واسع الشفتین جسکے
پڑھنے میں لب سے لب نہ ملے عاجز شعر اقرار کر گیا تھا کہ آؤنگا رات کو + کیا ہو گیا نہ آیا ہنوز انتظار ہی + نظیر کی
ایک تمام غزل اسی صنعت میں ہی شعر اول اوسکا یہ ہی نظیر شعر آیا نہیں جو کر کرا اقرار ہنستے ہنستے + مجھل دے گیا ہی شاید
واصل الشفتین عیار ہنستے ہنستے + واصل الشفتین جسکے پڑھنے میں لب سے لب ہر کلمے میں ملے مثال فارسی شعر بت من مہ دم
تحت النقاط فریب مہ + بلب من لب پیالہ بنہ + تحت النقاط کہ سب حروف کے نقطے نیچے ہوں اعجاز شعر صد صد ہا ہی سہے
فوق النقاط صد مرحبا + اے دل دلگیر میرے واسطے + فوق النقاط کہ سب حروف کے نقطے اوپر ہوں اعجاز شعر
سجع اسقدر کم ہمت اودل تو نتھا + عشق آفت زا کا گر کرتا گلا + سجع نثر میں ایسا ہی جیسا قافیہ نظم میں لیکن سجع نظم میں
بھی واقع ہوتا ہی اور سجع تین قسم ہی مطرف ۱ متوازی ۲ موازنہ ۳ سجع مطرف وہ ہی کہ فقرۂ نثر میں دو کلمے آخر کے وزن
میں مختلف اور روی میں متفق ہوں جیسے رہ یار بڑا بد اطوار ہی اور نظم میں جیسے میر تقی + شعر عشق ہی تازہ کار

وتازہ خیال + ہر جگہہ اوسکی کئی ہی چال + اور سجع متوازی وہ ہی کہ دو فقرے کے کلمات آخر وزن اور روی دونون متفق
ہون جیسے مین تجھپر جان دیتا اور اپنے سر پر بلا لیتا ہون اور نظم مین جیسے میر حسن شعر کرون پہلے توحید یزدان
رقم + جھکا جسکے سجدے کو اول قلم + اگر جمیع الفاظ نثر یا نظم مین مقابل اور متحد الوزن و القوافی لائین اوسکو ترصیع کہتے
ہین جیسے نثر تیری تعریف تحریر سے بیرون ہی اور تیری توصیف تقریر سے افزون ہی + اور نظم غالب شعر تیری دانش
مری اصلاح مفاسد کی رہین + تیری بخشش مرے انجاح مقاصد کی کفیل + لفظ آخر بسبب رعایت قافیہ اصل قصیدہ مقفی
نہین اور سجع موازنہ وہ ہی کہ کلمات آخر دو فقرے نثر کے متحد الوزن ہون مگر روی مختلف جیسے ہمارا یار بڑا جمیل ہی اور
زمانے مین بے نظیر ہی اور کبھی ایسا سجع موازنہ ہوتا ہی کہ سب الفاظ نثر یا نظم مین متحد الوزن اور مختلف الروی مقابل واقع
ہوتے ہین اور یہ بمنزلہ ترصیع ہی جیسا قامت معزون کے روبرو سرو روان نا چیز ہی اور کاکل پیچان کے سامنے مشک ختن بے قدر ہی
اور مثال نظم غالب شعر اے شہنشاہ فلک منظر بے مثل و نظیر + اے جہاندار کرم شیوہ بے شبہ و عدیل + مصنف تلخیص نے اسکا مماثلہ
نام لکھا ہی مگر سکاکی نے اوسکو بھی داخل ترصیع لکھا ہی مگر اصل یہ ہی کہ ترصیع مین اتحاد وزن و قافیہ دونون شرط ہین اور یہان
قافیہ معتبر نہین اور واضح ہو کہ وزن یہان مراد وزن عروضیان سے ہی کہ اوسمین توافق حرکات کا ضرور نہین جیسے ابر دلبر
بر وزن مفاعیلن نہ وزن صرفیان مراد ہی کہ اوسمین توافق حرکات کا ضرور ہی اور شعراے عجم مسجع اوس نظم کو کہتے ہین
کہ ہر بیت قصیدے یا غزل مین تین سجع لائین اور چوتھا قافیہ اصل قصیدہ یا غزل کا ہو + ناسخ شعر یہ نور ہی روے مہ جبین کا کہ
ہو تجلی چاند چودھوین کا + جو حلقہ ہی زلف عنبرین کا + وہ ایک نافہ ہی مشک چین کا + زبسکہ وصف لب شیرین ہا ہی ورد زبان

ذوالقافیتین

شیرین + بدن مین جبتک ہی جان شیرین مزا دہن مین ہی انگبین کا + یہ جوش پر یان ہی اشک کا یم کہ ساتون دریا ہین قطرے سے کم +
جسے کہ کہتے ہین عشق صنم شرر ہی اک آہ آتشین کا + **ذوالقافیتین** جسمین دو قافیے ہون + اعلم شعر غیر کے آنے مین گھر تیرے
ہی نقصان تیرا + مین ترے واسطے کہتا ہون کہا مان مرا + اور اگر دو قافیے کے درمیان ردیف ہو اوسکو ذو القافیتین

متلون

مع الحاجب کہتے ہین + میر شعر کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا + کہین دلمین جنون ہوکے رہا + **متلون** جو شعر دو یا زیادہ
بحرون مین پڑھا جاے + انشا شعر بیٹھے جہان ہین غیر سب مجھکو بلاتے ہو عبث + دل کو کڑھا کر اور بھی جی کو جلاتے ہو
عبث + مفتعلن مفاعلن چار بار یا مفتعلن آٹھ بار + وله شعر نرگستان کی ہی ٹک دیکھو پھبن آئینے مین + باغ مت جاؤ کہ ہی اس
چمن آئینے مین + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن + وله شعر کچھ یہ مجھی کو یون نہین اوسکی
پھبن نے غش کیا + غنچے بھی جیب سے ٹکڑے ہوئے سارے چمن نے غش کیا + مثل شعر مثال دوم یہ چارون غزلین اسی صنعت مین
ہین علی بخش شرر بدایونی کی غزل چار بحر مین پڑھی جاتی ہی شعر اول یہ شعر ضعف سے پاؤن تہ سر آیا ہی آہ + ہو گئے تا لون سے
ہم اپنے تباہ + اول بحر رمل مسدس فاعلاتن فاعلاتن فاعلات + دوم رمل مسدس مخبون فاعلاتن فعلاتن فعلات + سوم خفیف
مخبون مقصور مشعث فاعلاتن مفاعلن فعلان + چہارم سریع مطوی موقوف مفتعلن مفتعلن فاعلات + متلون کی ایک قسم ہی

محذوف

محذوف و منقوص محذوف وہ شعر کہ جسکا لفظ اول ہر مصرع کا دور کر دیا جاوے تو کسی دوسری بحر مین ہو جاوے
لا اعلم شعر مجھکو سوا انکے لیے آفت جان بہر خدا + بندہ تیرا ہون مین کر رحم میان بہر خدا + آمین کیا فائدہ مجھکو جو کیا
تو نے قتل + کچھ نہ بھی انصاف کر اے سرو روان بہر خدا + لفظ مجھکو و بندہ و آمین و کچھ بھی ہر چہار مصرع سے دور

منقوص

کیجیے تو بحر دوم ہو جاتی ہی اور معنی قائم منقوص لا اعلم شعر بیرحم جلا نہ جی کو میرے چپ رہ + معلوم ہین مجھکو مکر تیرے
چپ رہ + کسواسطے اسقدر ہو گئے بس بس + تو آوے گا ہاے میرے ڈیرے چپ رہ + لفظ چپ رہ تین مصرع سے اور مصرع

ترافق

سوم لفظ بس بس دور کرنے سے وزن دیگر ہوتا ہی اور معنی قائم ترافق جسکو توافق بھی کہتے ہین جار مصرع اسطرح
کہنا کہ جس مصرع کو چاہین اول قرار دین اور علی ہذا القیاس دوم سوم چہارم لا اعلم شعر مفتون ہون مین اس شرم و حیا کا دلسے +
عاشق ہون مین اس ناز و ادا کا دلسے + شیدا ہون مین اس لطف و تپاک کا دلسے + کشتہ ہون مین اس طرز و فا کا دلسے +

نظم النثر

نظم النثر صنعت ایجاد امیر خسرو دہلوی ہی اور وہ یہ ہی کہ ایسے اشعار کہے جاوین کہ نثر بھی پڑھے جاوین لیکن حالت
نثر مین بندش اور نشست الفاظ کا درست ہونا اور صفاے کلام ضرور ہی کیونکہ بلا لحاظ اس قید کے ہر نظم کو نثر پڑھ سکتے ہین
نظم اجی صاحب سنو تو تمنے کل کیا کہا تھا اور آج کسلیے ٹل گئے اپنے کلام سے صاحب + ایسی الفت بھی کچھ نہین اب جب
ہمتو سر دینے تک بھی حاضر تھے + پر تمہارے تو دیکھے ڈھنگ سنئے + واہ جی واہ آپکے قربان ہو جیے کیا ہی ننھے اور

معرّب

نادان + بن گئے ہو خدا سے تک تو ڈرو + یاد تو کیجیے قرارون کو + معرّب یعنی اگر التزام فتحہ کا کیا جاوے تو کسرہ
و ضمہ نہ آئے اور اگر التزام کسرے کا ہو تو فتحہ اور ضمہ نہ آئے اور در حالت التزام ضمہ کسرہ اور فتحہ نہ واقع ہو مثال فتحہ
لمؤلفہ شعر کل کا وعدہ کر گیا ہی کل صنم + کر نہ آیا آج تو بس ہی غضب + مثال ضمہ از ہوشیار شعر صلصل و سنبل و گل و بلبل +

جامع الحروف

مجھکو جو ہون حصول خوب ہو یار + لفظ یار مین فتحہ بسبب التزام قافیے قصیدے کے ہی جامع الحروف وہ کلام ہی جسمین
سب حروف تہجی موجود ہون شعر این جفا ہا الغیاث اے کافر ترسا لقب + لذت صد حظ مریض عشق تو بر دار طلب +
اور اسی قسم سے ہی یہ قطعہ کہ ایک ایک جملہ حروف متشابہ مین سے بترتیب ارقطع واقع ہوئے ہین قطعہ جواب علاج ہو
کچھ درد یاس کا اے کاش + تو ہوئے حرص نشاط اور سماع دف کا ذوق + ہلاک ہون کہ دل خام کار نادان کو + فغان و آہ یہ

توشیح (توشیح بمعنی حمائل پہنانا)

لائے ہین ہاے غم کے شوق + توشیح وہ کلام نظم ہی کہ اگر حروف اول جملہ مصاریع کو یکجا کرین کوئی نام یا بیت حاصل ہو
جیسے باہم چھوٹے لعل لمؤلفہ شعر چشم نے تیری مجھے لوٹ لیا اے دلدار + ہی برا حال مرا دیکھ ادھر کو اے یار + وعدۂ
وصل کسی روز تو پورا کر دے + ٹالے بالے مین گذارے گا کہان تک ہر بار + یا خدا کونسا جادو کیا مجھپر اوسنے گیا
چھین کے مجھسے خرد و صبر و قرار + عشق مین تیرے ہوا سحر کا یہ حال زبون + لب شیرین سے نہ پوچھا کبھی حال دل زار +

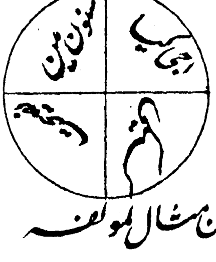
مبادلة الراسین

مبادلة الراسین وہ ہی کہ دو لفظ مین حرف اول تبدیل کر دیا جائے لمؤلفہ شعر اگر حق نے بخشی ہی عقل نجیب +

براعة الاستهلال

تو سن مجھسے یہ ایک نقل عجیب + براعة الاستهلال ایسے الفاظ کا اول قصیدے یا مثنوی وغیرہ مین کہنا جس سے

معلوم ہو جائے وہ مطلب جو آگے بیان کیا جائے گا جیسے مثنوی گلزار نسیم کے شعر اول کتر داستان کے اسی صنعت مین ہین
نسیم **شعر** پایا جو سفید چشم صفحا + یون میل قلم نے سرمہ کھینچا + **وله شعر** شادی کے لیے ہی کلک شنجرف + انگشت قبول
تضمین المزدوج — دیدہ حرف + **تضمین المزدوج** مراد اس سے ہی کہ کلام مین دو لفظ مسجع لائین + نسیم **شعر** وان پھانس چبھی ہی
اظہار مضمر — او سکے غم کی + ہان سانس نہین ہی ایک دم کی + پھانس اور سانس تضمین المزدوج ہی **اظہار مضمر** جیسے **ع** ہی لب دوست
مخزن شکر + **رباعی ۱** عاشق سا مہر وار راز دل زار + **۲** سو طرح کا زیور اور خال رخسار + **۳** سب آو کرو غور
نشان وصاحب + **۴** مشتاق کا عرم جانگر آخر کار + اگر کوئی شخص ایک حرف مصرع بالا سے لے لیں اوس سے
پوچھے کہ رباعی کے کون کون مصرع مین وہ حرف واقع ہی جنمین بتلا وے اونکے ہندسے جمع کرکے مصرع مذکور
معما — مین سے مطابق اوسکے شمار کرکے وہی حرف ہوگا **معما** وہ کلام ہی کہ جس سے کوئی نام مرد کا بموجب اصول وقواعد معما
کے نکلے جیسے باسم مہتاب رای حکیم مومن خان مومن **شعر** بنے کیونکر سبھی ہی کار اولٹا + ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا +
بعمل قلب نام مہتاب رای مصرع دوم سے حاصل ہوتا ہی اگرچہ معما داخل علم بدیع ہی مگر چونکہ اسکے شعب و فروع بہت ہین
لغز — لہذا براسہ ایک فن گنا جاتا ہی **لغز** وہ کلام ہی کہ جس سے باعتبار علامات اور خواص اور صفات کے کوئی چیز معلوم
کیجاوے اور اوسکو فارسی مین چیستان کہتے ہین مثال فارسی تراز **شعر** یکی اسپی عجب دیدم کہ شش پای و دو سُم دارد + عجایب تر
ازین بشنو میان پشت دُم دارد + **چیستان** باسم کرسی از سید برکت علی سیفی تخلص **شعر** چیست آن چیزی کہ ہست
اندر مکان + چار پا دارد ولی نبود روان + گاہ بالای فلک کہ بر زمین + آیتی باشد ز رب العالمین + ہست زیبا
در عمارات بلند + بہر حسن خط ہم امد دلپسند + گرچہ در آغوش انسان کشد + پیشو منسوب خاکشن نجز و دار سلوک و فقر
مدور — میباید اساس + تا کہ باشد از پی سیفی لباس + **مدور** وہ کہ ارکان شعر کو
دائرے مین لکھین جس جگہ سے چاہین شروع کرین
وزن اور معنی قائم رہین مثال المولفہ **مصرع**



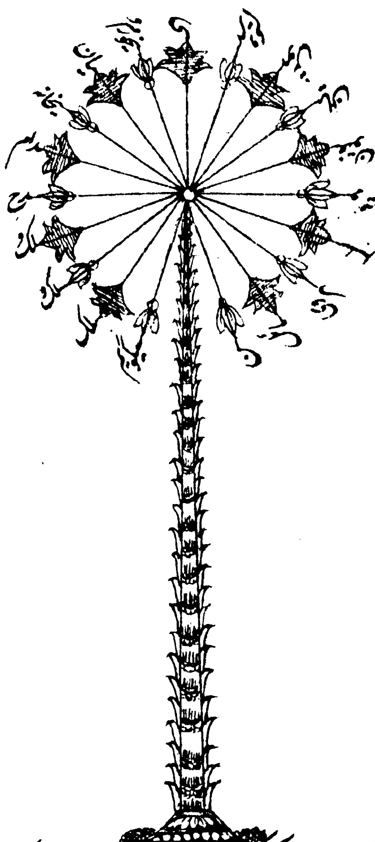
مربع — **مربع** وہ صنعت کہ اشعار طول اور عرض مین یکسان پڑھے جاوین مثال المولفہ

کرون کیا	خفا ہی	الٰہی	وہ دلبر
عبث ہی	وہ مجھسے	عبث کیون	سمن بر
الٰہی	عبث کیون	خفا ہی	غضب ہی
وہ دلبر	سمن بر	غضب ہی	ستمگر

مثلث — **مثلث** وہ ہی کہ رباعی کے تین مصرع کہے جائین اور بعض الفاظ اونھین مصرعون سے مصرع چہارم بن جاوے
رباعی تجھسا نہین پیارا کوئی اے رشک قمر + محبوب کوئی نہو گا تجھسے بہتر + اے دلبر نازنین تجھے کہتے ہین سب +

مشجر مشجر جو کلام کہ بصورت شجر لکھکر پڑھتے ہین اسکے مثال درخت تاڑ تجھسا نہین محبوب کوئی اے دلبر





تاریخ تاریخ وہ کلام جسکے کسی مصرع یا الفاظ خاص کے حروف سے باعتبار حساب جمل سنہ کسی واقعے کے حاصل ہوتے ہون مثال اسکی تاریخات تصنیف کتاب ہذا سے مبرہن ہوگی کبھی تاریخ مین بطور تعمیہ اشارہ کرتے ہین تدخلے یا تخرجے کیطرف یعنی کوئی حرف زائد یا کم کردینے پر تخرجہ تاریخ تولد مین فال ہی

باب سوم علم عروض مین

باب سوم علم عروض مین مشتمل مقدمے اور فصل پر

مقدمہ مقدمہ تعریف عروض و شعر اور فضیلت شعر مین واضح ہو کہ عروض وہ علم ہی کہ جس سے کلام موزون یعنی نظم اور غیر موزون یعنی نثر مین تمیز ہو جاتی ہی اور کلام موزون گوکہ بامعنی اور مقفی ہو بشرطیکہ قصد متکلم سے صادر ہوا ہو شعر کہتے ہین اور بقول بعض قصد متکلم شعر مین داخل شرط نہین یہ قول غلط ہی کیونکہ ایسا شخص کوئی شاذ ہو گا کہ کبھی کلام موزون نے قصد اوس سے سرزد نہوا ہو پس تمام جہان شاعر ہوا اس لیے کلام الٰہی ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ + ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تَقْتُلُوْنَ + لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا اور حدیث شریف انا ابن عبد المطلب + انا النبی لا کذب شعر نہین اور قول بعض کا ہی کہ قافیہ بھی شعر مین ضروریات سے نہین بلکہ امر عارضی ہی مثل مطلع غزل وغیرہ

اور واضع عروض کا خلیل بن احمد بصری ہی کہ کوبہ گاذر کی آواز سے اس علم کو استخراج کیا اور وجہ تسمیہ مین اسکے اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ عروض نام مکے کا ہی اور خلیل کو مکے مین اس علم کا الہام ہوا تیمنا اوسکو مکے کے نام سے موسوم کیا یا یہ کہ عروض کے معنی ظہور کے ہین اور اس علم سے بھی وزن صحیح اور غیر صحیح ظاہر ہو جاتا ہی یا یہ کہ عروض کے معنی جاے ظہور کے ہین اور یہ علم بھی معروض علیہ شعر کا ہی اور بقول بعض عروض راہ کشادہ درۂ کوہ کو کہتے ہین چنانچہ راہ درۂ کوہ سے موضع اور منزل کو پہونچ جاتے ہین اسی طرح اس علم سے کلام صحیح وغیر صحیح وموزون وغیر موزون معلوم ہو جاتے ہین اور بقول بعض عروض بمعنی ابر ہی اور جیسے ابر سے فائدہ پہونچتا ہی ایسے ہی علم عروض سے فوائد کلام حاصل ہوتے ہین اور یا یہ کہ عروض نام ستون خیمے کا ہی اور بیت بمعنی خانہ پلاس کہ اکثر اہل عرب زمانۂ قدیم مین بناتے تھے پس جیسا کہ خیمے کو ستون اور رسی اور میخ ضرور ہی بیت کو بھی عروض وسبب و وتد فاصلہ لازم ہی اور شعر اول آدم علیہ السلام نے زبان سریانی مین ہابیل کے مرثیے مین جبکہ قابیل نے اوسکو مار ڈالا کہا ہی اور اسکے مطلع کا ترجمہ زبان عربی مین یہ ہی **شعر** تغیرت البلاد ومن علیہا + ووجہ الارض مغبرا وقبیحا + اور موجد شعر عربی یعرب بن قحطان بن سام بن نوح علیہ السلام ہی شعر اول اوسکا یہ ہی **شعر** من الناس من اب وام + خلیف جہل وطیف علم + اور موجد شعر فارسی بہرام گور بادشاہ جد نوشیروان عادل ہی شعر اول اوسکا یہ ہی **شعر** منم آن پیل دمان ومنم آن شیر یلہ + نام بہرام مرا و پدرم بوجبلہ + اور بعض کہتے ہین کہ مصرع دوم **ع** نام بہرام ترا و پدرت بوجبلہ + دلارام نام اوسکی معشوقہ کا ہی کہ اوسکے جواب مین کہا تھا اور بقول بعض موجد شعر فارسی ابوحفص حکیم سغدی ہوا کہ سنہ ۳۰۰ ہجری مین تھا شعر اوسکا یہ ہی **شعر** آہوے کوہی در دشت چگونہ دودا + یار ندارد بی یار چگونہ رودا + اور اوسکے بعد سنہ چارصدی ہجری مین عنصری وعسجدی وفرخی نامی شاعر ہوئے اور پھر سنہ پانصدی مین فلکی وخاقانی شروانی ورودکی وغیرہ نامور ہوئے من بعد نظامی اپنے وقت کے اوستاد ہوئے اور کہا ہی **قطعہ** در شعر سہ تن پیمبرانند + ہر چند کہ لا نبی بعدی + ابیات وقصیدہ وغزل را فردوسی وانوری وسعدی + اور اردو مین شعر گوئی زمانۂ شیخ سعدی اور امیر خسرو سے پائی جاتی ہی اور صاحب دیوان اول ولی شاعر ہوا اور فن شعر بہترین فنون ہی جو لوگ مذمت شعرا مین کلام الہی اَلشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُہُمُ الْغَاوٗنَ سند لاتے ہین وہ استثناے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کو خیال نہین کرتے اور حدیث اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لسحرا وان من الشعر لحکمة اور نیز ان المؤمن لیضرب بالسیف واللسان اور الشعراء تلامذ الرحمن اور الشعراء امراء الکلام سے خبر نہین رکھتے اگر فی الحقیقت فن شعر معیوب ہوتا تو اصحاب ومشائخ اسطرف توجہ نکرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصیدہ بانت سعاد مصنفۂ کعب بن زہیر کو اصلاح نفرماتے اور قصائد حسان بن ثابت پر صلۂ تحسین عنایت نکرتے فریدالدین عطار نے کہا ہی **شعر** شاعری جزویست از پیغمبری + جاہلانش کفر خوانند از خری + لیکن مضامین کفریہ اور کلام ہزل البتہ داخل عیب ہی سو وہ مخصوص نظم نہین نظم ونثر

دونون مین ممنوع ہی اور اَلشُّعَرَاءُ کَذَّابٌ اون شعراکے حق مین ہی جو ایام جہالت مین تعریف لات و منات کی شعر و سجع مین کرتے تھے اور اونکو خدا سمجھتے تھے اور مبالغہ و استعارہ و تشبیہ مثلاً کہنا کہ معشوق کا مُنہ مثل چاند کے ہی یا ممدوح کا گھوڑا افلاک الافلاک کی سیر کرتا ہی یا تیز روی مین جو ریاہی داخل کفر اور جھوٹ نہین جھوٹ وہ ہی کہ سننے والے کو اوس سے ادراک غلط حاصل ہو اور ایسے کلام کو سنکر ہر آدمی جانتا ہی کہ معنی حقیقی مراد نہین ہی تعریف مین مبالغہ ہی ایسی عبارتین حدیث شریف مین بھی آئی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کے گھوڑے کو دریا فرمایا چنانچہ صحیح بخاری مین روایت ہی

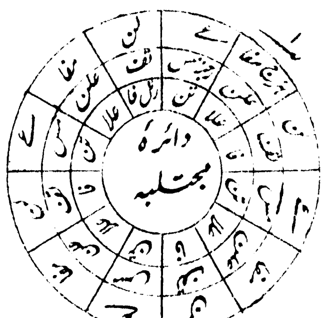
فصل اول ارکان اور اسما اور تعداد اور اصول بحور مین واضح ہو کہ خلیل نے عروض کو پندرہ بحر مین بنایا تھا لیکن ١٥ بحر مین حصر نہین ہو سکتا اور اونکو چند الفاظ مین جنکو ارکان و اصول افاعیل و افعال و تفاعیل کہتے ہین منتظم کیا وہ دس مین دو خماسی یعنی پنج حرفی فعولن فاعلن آٹھ سباعی مفاعیلن فاعلاتن مستفعلن مفاعلتن متفاعلن مفعولاتُ بضم التا بلا تنوین فاع لاتن مس تفع لن منفصل اور یہ تین چیز سے جنکو اصول سہ گانہ کہتے ہین مرکب ہین اول سبب یعنی کلمہ دو حرفی پس اگر اول متحرک دوم ساکن ہو تو اوسکو سبب خفیف کہتے ہین جیسے دل اگر دونون متحرک ہون اوسکو سبب ثقیل کہتے ہین جیسے لفظ دل در حالت اضافت دوم وتد یعنی کلمہ سہ حرفی پس اگر آخر ساکن ہی تو وتد مقرون یا مجموع کہتے ہین جیسے چمن اور اگر وسط ساکن تو مفروق جیسے لفظ یار در حالت اضافت سوم فاصلہ اگر تین حرف متحرک متوالی اور چہارم ساکن ہو تو صغری جیسے صنما اور اگر چار حرف متحرک متوالی اور پنجم ساکن ہو تو کبری کہتے ہین جیسے لفظ شکنمش فارسی مین فاصلے کی مثال اردو مین مسموع نہین بعض فاصلہ صغری کو فاصلہ بصاد مہملہ اور فاصلۂ کبری کو فاصلہ بضاد معجمہ کہتے ہین اور بعض دونون کو بضاد معجمہ بولتے ہین مع قید صغری و کبری اور بعض فاصلے کا کچھ وجود نہین رکھتے ہین کیونکہ فاصلہ صغری اجتماع سبب ثقیل اور خفیف کا ہی اور کبری اجتماع سبب ثقیل اور وتد مقرون کا ہی اور بعض عروضیان پارسی سبب و وتد و فاصلہ تینون کو تین تین قسم کہتے ہین سبب خفیف و ثقیل و متوسط و وتد مجموع و مفروق و کثرت فاصلہ صغری و کبری و عظمی مثال سبب متوسط یار یعنی ایک متحرک دو ساکن و وتد کثرت دو متحرک دو ساکن جیسے جہان فاصلۂ عظمی یا پنج حرف متحرک متوالی ایک ساکن اسکی مثال نہین ملی شعرائے قدیم نے اصول سہ گانہ مین اشعار مفرد کہے یعنی شعر مین صرف سبب یا صرف وتد یا صرف فاصلہ آئے لیکن جب وہ پسند طبائع نہوئے اوسکو چھوڑ کر اصول سہ گانہ کو باہم ترکیب دیکر اوزان ایجاد کیے اور واضح ہو کہ فعولن مرکب ہی وتد مجموع سے مقدم سبب خفیف پر اور فاعلن بالعکس اسکے اور مفاعیلن وتد مجموع سے مقدم دو سبب خفیف پر اور مستفعلن بالعکس اور مفعولاتُ دو سبب خفیف سے مقدم وتد مفروق پر اور فاع لاتن بالعکس اور مس تفع لن وتد مفروق سے درمیان دو سبب خفیف کے اور مفاعلتن وتد مجموع سے مقدم فاصلہ صغری پر اور متفاعلن بالعکس اسکے اور ١٥ بحر ایجاد خلیل یہ ہین ہزج رجز رمل منسرح مضارع مقتضب مجتث سریع خفیف طویل مدید بسیط وافر کامل متقارب پھر بحر متدارک ابوالحسن اخفش نے ایجاد کی بعد اخفش کے یوسف عروضی نیشاپوری نے

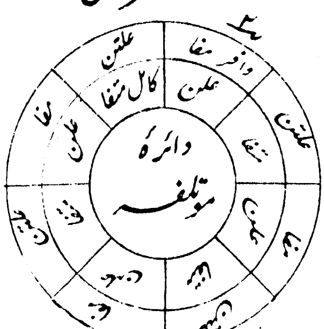
فصل اول ارکان اور اسما اور تعداد اور اصول بحور مین

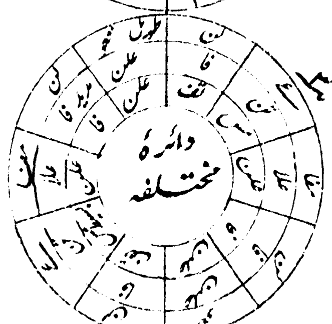
بحر قریب نکالی پھر کسی شخص نے مشاکل نکالی بعدہ بزرجمہر نے جدید جسکو غریب بھی کہتے ہین ایجاد کی علاوہ اسکے
رکفت زلل اوفر عریض خبب مواسع مرکن عمیق ذلیل صریم قلیب کبیر حمیم سلیم حمید صغیر بحور مخترعہ متاخرین
ہین یہان صرف ۱۹ بحور اول کا بیان کیا جاتا ہی پس انمین سے سات بحرین مفرد ہین یعنی تکرار ایک رکن سے حاصل ہوتی ہین
اول وافر اور اوسمین بیت آٹھہ مفاعلتن سے تمام ہوتی ہی اور کامل مین آٹھہ متفاعلن سے اور ہزج مین آٹھہ مفاعیلن سے
اور رجز مین آٹھہ مستفعلن سے اور رمل مین آٹھہ فاعلاتن سے اور متقارب مین آٹھہ فعولن سے تمام ہوتی ہی اور متدارک
آٹھہ فاعلن سے اور نو بحرین مرکب ہین یعنی تکرار دو رکن سے حاصل ہوتی ہین اول طویل اوسمین بیت چار فعولن مفاعیلن سے اور مدید مین چار فاعلاتن فاعلن
سے اور بسیط مین چار مستفعلن فاعلن سے اور سریع مین دو مستفعلن مستفعلن مفعولات سے اور خفیف مین دو فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن سے اور منسرح مین چار
مستفعلن مفعولات سے اور مجتث مین چار مس تفع لن فاعلاتن سے اور مضارع مین چار مفاعیلن فاع لاتن سے اور مقتضب مین چار مفعولا
مستفعلن سے تمام ہوتی ہی اور واضح ہو کہ اوزان مذکورہ بالا بطور اصول کے ہین اور انکو سالم کہتے ہین اور بسبب الحاق زحاف
کے جسکا بیان آگے آئے گا بہت قسم ہو جاتی ہین جسمین زحاف ہوتا ہی اوسکو مزاحف کہتے ہین اور جس بیت مین آٹھہ رکن
ہوتے ہین اوسکو مثمن اور جسمین چھہ ہون اوسکو مسدس کہتے ہین اور یہی دو مستعمل شعراے عجم ہین باقی مربع و مثلث و مثنی و موحد
مخصوص عرب ہی اور متاخرین نے بعض بحور کو دس سولہ بتیس رکن کا بھی کیا ہی اور اشعار مثمن و مسدس وغیرہ دو حصے ہوتے
ہین ہر حصے کو مصرع کہتے ہین اور مصرع اول کے رکن اول کو صدر اور رکن آخر کو عروض اور مصرع دوم کے رکن اول کو
ابتدا و مطلع اور رکن آخر کو ضرب و عجز اور باقی ارکان ہر دو مصاریع کو حشو کہتے ہین اور مربع مین حشو نہین ہوتا اور مثلث اور مثنی
کو بعض بمنزلہ مصرع اول کے خیال کرتے ہین رکن اول کو صدر آخر کو عروض اور بعضے بمنزلہ مصرع دوم رکن اول کو ابتدا
و مطلع آخر کو ضرب و عجز بولتے ہین اور رکن وسط مثلث کو حشو کہتے ہین اور بحر خفیف و سریع مسدس الاصل
ہین یعنی مثمن نہین آتی اور بحور مثمن الاصل کو اگر مسدس لاوین اوسکو مجزو کہتے ہین

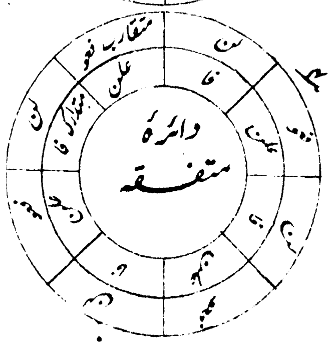
فصل دوم انفکاک بحور مین واضح ہو کہ بسبب حاصل ہونے ارکان عشرۂ مذکورہ کے ہمدگر سے باعتبار تقدیم و تاخیر اسباب
و اوتاد و فواصل کے بعض بحور بھی بعض بحور سے حاصل ہو سکتے ہین مثلاً رکن مفاعیلن کو اگر عکس کرو تو مستفعلن ہوتا ہی اور اگر
وتد کو درمیان دو سبب کے لاؤ تو فاعلاتن ہوتا ہی اور واسطے انفکاک بحور کے خلیل نے پانچ دائرے ایجاد کیے ہین اول دائرہ
مختلفہ بحر طویل و مدید و بسیط اوس سے استخراج ہین یعنی اگر فعو سے شروع کرین طویل حاصل ہوتی ہی اگر لن سے شروع کرین
تو لن مفاعی لن فعو بروزن فاعلاتن فاعلن بحر مدید حاصل ہوتی ہی اگر عیلن سے آغاز کرو تو عیلن فعولن مفا بروزن مستفعلن فاعلن
بحر بسیط ہی دوم دائرہ موتلفہ بحر کامل و وافر اس سے مستخرج ہین اگر متفا سے شروع کرین کامل اگر علتن سے شروع کرین بحر وافر
حاصل ہوتی ہی سوم دائرہ مجتلبہ بحر ہزج رمل رجز اس سے حاصل ہوتی ہی اگر مفا سے شروع کرین ہزج اگر عیلن سے تو رجز اگر لن
سے تو بحر رمل حاصل ہوگی چہارم دائرہ مشتبہہ بحر سریع و منسرح و خفیف و مضارع و مجتث و مقتضب اسی دائرے سے مستخرج ہین

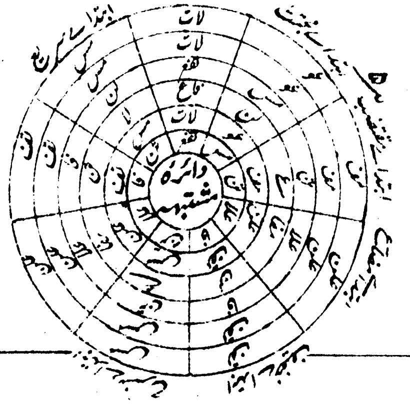
بشرطیکہ منسرح وغیرہ مثمن کو بھی مسدس اعتبار کرین پس اگر مستفعلن اول سے شروع کرین بحر سریع اگر دوم سے تو منسرح
مسدس اگر تفعلن دوم سے تو بحر خفیف اگر علن دوم سے تو مضارع مسدس اگر مفعولات سے تو مقتضب مسدس اگر عولات
سے شروع کرین بحر مجتث مسدس حاصل ہوتی ہی اور اس دائرے سے ظاہر ہی کہ مس تفع لن بحر خفیف مین اور فاع لاتن بحر مضارع
مین منفصل ہی کیونکہ تفع او فلع انفکاک مین مقابل لات کے واقع ہین اور بحر جدید قریب مشاکل بھی اسی دائرے سے
ہین اگر تفعلن اول سے شروع کیجیے جدید اگر علن اول سے تو قریب اگر لات سے تو بحر مشاکل ہوتی ہی واضح ہو کہ بعض اہل فن
نے دائرہ مشتبہہ کو بصورت دیگر لکھا ہی اور اوس سے صرف چار بحر مثمن الاصل ہی نکالی ہین مگر مزاحف اور ایک دائرہ جدید مسمی بہ
منتزعہ ایجاد کرکے اوس سے بحر سریع و خفیف او تین بحور مجددہ یعنی قریب و جدید و مشاکل کو کہ مسدس ہین استخراج
کیا ہی مگر مزاحف چونکہ مآل واحد ہی لہذا اوس کی شکل یہان نہین لکھی پنجم دائرہ منفردہ کہ اوس سے صرف بحر متقارب حاصل ہوتی ہی
اور اخفش نے متدارک اوس دائرے سے استخراج کرکے نام دائرے کا متفقہ رکھا یہ ہی شکل دائرون کی +











فصل سوم زحافات و علل کے بیان میں

فصل سوم زحافات و علل کے بیان مین واضح ہو کہ اکثر ارکان مین تغییر واقع ہوتی ہی وہ تغیرات تین قسم ہین اول کم کرنے کسی حرف سے دوم افزایش سے سوم تسکین متحرک سے بقول بعض زحاف ساکن یا حذف کرنے حرف آخر سبب کو کہتے ہین اور دیگر تغیرات کو علل اور بعض سب تغیرات کو زحاف **قسم اول** زحاف منفردہ **اضمار** عبارت ہی اسکان تاے متفاعلن سے اور چونکہ اہل عروض رکن مزاحف غیر مانوس کو لفظ مانوس متفق الوزن کے ساتھہ بدل لیتے ہین اسلیے متفاعلن مضمر کو مستفعلن سے بدل لیتے ہین **عصب** اسکان لام مفاعلتن کو کہتے ہین اور اوسکو مفاعیلن سے نقل کرتے ہین اور عصب مخصوص بحر وافر ہی **خبن** عبارت ہی اسقاط ساکن سبب خفیف سے کہ اول رکن کے واقع ہو پس فاعلن مخبون فعلن اور فاعلاتن متصل فعلاتن اور مستفعلن متصل یا منفصل متفعلن منقول بہ مفاعلن اور مفعولات معولات منقول بہ فعولات یا مفاعیل ہوتا ہی اور جس بحر مین یہ پانچ رکن ہون وہ مخبون ہوگی **طی** عبارت ہی اسقاط ساکن چہارم دو سبب خفیف سے کہ اول رکن مین واقع ہون پس مستفعلن مستعلن منقول بہ مفتعلن اور مفعولات مفعلات منقول بہ فاعلات اور طی بحر بسیط اور رجز اور سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہی اور بشرط اضمار بحر کامل مین بھی آتا ہی **کف** عبارت ہی اسقاط ساکن ہفتم سبب سے پس مفاعیلن مفاعیل اور فاعلاتن متصل یا منفصل فاعلات ہوتا ہی اور یہ زحاف بحر طویل اور مدید اور ہزج اور رمل اور خفیف و مجتث و مضارع مین واقع ہوتا ہی **قبض** عبارت ہی اسقاط ساکن پنجم سبب سے پس مفاعیلن مفاعلن اور فعولن فعول ہوتا ہی اور یہ زحاف بحر طویل و ہزج و مدید و متقارب و مضارع مین واقع ہوتا ہی **قسم دوم** زحاف مزدوجہ یعنی جو دو زحاف سے مرکب ہین **خبل** اجتماع خبن اور طی کو کہتے ہین پس مستفعلن متعلن منقول بہ فعلتن اور مفعولات معلات منقول بہ فعلات ہو جاتا ہی اور بحر منسرح وغیرہ مین واقع ہوتا ہی **خزل** اجتماع اضمار و طی کا ہی پس متفاعلن متفعلن ہو جاتا ہی منقول بہ مفتعلن آتا ہی اور یہ مخصوص اسی رکن اور بحر کامل سے ہی **وقص** عبارت ہی اجتماع اضمار و خبن سے رکن متفاعلن مین منقول بہ مفاعلن سے ہو جاتا ہی اور مخصوص بحر کامل ہی **عقل** مراد اجتماع عصب اور قبض سے ہی پس مفاعلتن منقول بہ مفاعلن ہو جاتا ہی اور مخصوص بحر وافر ہی **شکل** مراد اجتماع خبن و کف سے ہی پس فاعلاتن فعلات اور مستفعلن متفعل بضم لام منقول بہ مفاعیل ہو جاتا ہی اور یہ بحر خفیف و مدید و رمل و مقتضب و مجتث مین واقع ہوتا ہی **نقص** عبارت اجتماع عصب و کف سے پس مفاعلتن مفاعیل ہو جاتا ہی اور مخصوص بحر وافر ہی اور صاحب حدائق البلاغۃ نے لکھا ہی کہ نقص عبارت اجتماع اضمار و طی سے ہی رکن متفاعلن مین پس متفعلن منقول بہ مفتعلن ہوتا ہی اور مخصوص بحر کامل ہی اور داخل زحاف ہی **تشعیث** عبارت اسقاط متحرک وتد مجموع فاعلاتن سے ہی بقول بعض عین ساقط ہوتا ہی اور بقول بعض لام اور بقول بعض ساکن وتد مجموع یعنی الف کو ساقط کرکے ماقبل کو ساکن کر دیتے ہین تینون صورت مین منقول مفعولن سے ہوتا ہی اور یہ مدید و خفیف و رمل و مجتث مین آتا ہی مضارع مین نہین آتا کیونکہ اوسمین وتد مجموع نہین ہی وتد مفروق ہی **معاقبہ** دو سبب خفیف کہ کسی شعر مین مجتمع ہون اونکا زحاف سے سلامت رکھنا بطور جواز

یا ایک سلامت کہنا بطور وجوب اور یہ اجتماع ہو دو سبب کا خواہ از روے وضع رکن کے ہو جیسے مستفعلن و مفاعیلن مین خواہ زحاف سے جیسے مستفعلن کہ متفاعلن سے بعمل اضمار حاصل ہوتا ہی اور مفاعلتن عصب سے مفاعیلن ہو جاتا ہی خواہ دو ارکان کے اتصال سے مثلاً بحر رمل مین فاعلاتن فاعلاتن یا سبب آخر رکن اول و سبب اول رکن آخر دونون کو سالم رکھکے تن فا کہو یا نون سبب اول کو حذف کر کے ت فا کہو یا الف سبب ثانی کو دور کر کے تن ف پڑھو اور نہین جائز ہی کہ نون و الف دونون معاً دور کر کے ت ف پڑھو کیونکہ اس صورت مین تفعلا فاصلہ کبری کہ اہل عروض ثقیل سمجھتے ہین پیدا ہو جائے گا اور معاقبہ مدید و منسرح و رمل و وافر و ہزج و خفیف و طویل و کامل و مجتث مین واقع ہوتا ہی اور کامل و وافر مین بشرطیکہ مضمر و معصوب ہو واقع ہو گا مراقبہ معاً حذف نکرنا دو سبب خفیف کا مفاعیلن و مفعولات و مستفعلن سے مشاکل و قریب و جدید مین مراقبہ لازم ہی سریع و منسرح مین اکثر واقع ہوتا ہی اور خفیف مین جائز ہی مکانفہ بحر سریع و منسرح و بسیط و رجز مین تین حالت مین جائز رکھنا یعنی ان بحور مین جائز ہی کہ دونون سبب خفیف کو معاً سلامت رکھین یا معاً حذف کر دین یا ایک کو سلامت رکھین ایک کو ساقط کر دین **قسم سوم** علل کے بیان مین یعنی تغیرات سواے زحاف وہ تین قسم ہین اول وہ کہ آخر رکن مین زیادہ کرین تین ہین **اذالہ** وہ ہی کہ الف وتد مجموع مین کہ آخر رکن کے ہو قبل ساکن زیادہ کرین پس متفاعلن متفاعلان اور فاعلن فاعلان اور مستفعلن مستفعلان ہوتا ہی اور یہ رجز و متدارک و بسیط و کامل و سریع و منسرح و مقتضب مین آتا ہی اور عروض و ضرب مین اکثر واقع ہوتا ہی اور حشو مین شاذ اور صدر و ابتدا مین ممنوع **تسبیغ** یا اسباغ وہ ہی کہ سبب خفیف مین کہ آخر رکن کے واقع ہو قبل ساکن کے الف لائین پس مفاعیلن مفاعیلان و فعولن فعولان اور فاعلاتن فاعلاتان منقول بہ فاعلیان اور بحر ہزج و رمل و مضارع و متقارب و مدید و طویل و مجتث مین محل الوقوع ہی **ترفیل** وتد مجموع مین کہ عروض و ضرب مین واقع ہو سبب خفیف زیادہ کرنا پس متفاعلن متفاعلن تن منقول بہ متفاعلاتن اور مستفعلن مستفعلن تن منقول بہ مستفعلاتن اور فاعلن فاعلن تن منقول بہ فاعلاتن ہو جاتا ہی اور یہ نادر الوقوع ہی عربی مین مخصوص بحر کامل ہی اور رجز مین بھی آتا ہی اور جو اول رکن مین زیادہ کرین **خزم** وہ ہی یعنی ایک یا دو یا تین یا چار حرف زیادہ کر دینا اور اوسکو تقطیع مین شمار نہین کرتے اور یہ مخصوص اشعار عرب ہی قدماے فارسی ایک حرف زیادہ لے آتے تھے مگر متاخرین فارسی اور اردو مین متروک اور جو آخر ارکان سے ساقط ہوتے ہین نو ہین **حذف** عبارت ہی اسقاط سبب خفیف سے آخر رکن سے پس فعولن فعو منقول بہ فعل مفاعیلن مفاعی منقول بہ معولن فاعلاتن فاعلا منقول بہ فاعلن ہوتا ہی اور حذف رمل و طویل و متقارب و مجتث و مدید و ہزج و خفیف مین واقع ہوتا ہی **قطف** عبارت اجتماع عصب و حذف سے ہی پس مفاعلتن مفاعل منقول بہ فعولن حاصل ہوتا ہی اور مختص بحر وافر ہی **قصر** عبارت اسقاط ساکن سبب سے کہ آخر رکن کے ہو اور اسکان ماقبل سے ہی پس مفاعیلن مفاعیل اور فاعلاتن فاعلات یا فاعلان اور فعولن فعول اور مس تفع لن منفصل مستفعل منقول بہ مفعولن ہو جاتا ہی **قطع** عبارت اسقاط ساکن وتد مجموع کا کہ آخر رکن کے ہو اور سکان ماقبل سے ہی

مراقبہ ایک دوسرے کی نگہبانی کرنا ۱۲
مکانفہ ایک دوسرے کو دیکھنا ۱۲
اذالہ دامن دراز کرنا ۱۲
تسبیغ تمام کرنا ۱۲
ترفیل دامن کھینچنا و دراز کرنا ۱۲
خزم بفتح خاے معجمہ و سکون زاے معجمہ اونٹ کی ناک مین حلقہ کرنا ۱۲
حذف دور ڈال دینا ۱۲
قطف انگور وغیرہ کا توڑنا ۱۲
قصر چھوٹا کرنا ۱۲
قطع کاٹنا ۱۲

پس مستفعلن مستفعل منقول مفعولن فاعلن فاعل منقول بہ فعلن بسکون عین متفاعلن متفاعل منقول بہ فعلاتن ہوتا ہی اور قطع فاعلاتن مین اس طرح ہوتا ہی کہ سبب خفیف آخر کو دور کرکے اور ساکن وتد مجموع کو بھی دور کرکے ماقبل کو ساکن کرین پس فاعل منقول بہ فعلن رہتا ہی اور یہ بحر رجز و کامل و رمل و متدارک و بسیط و مدید و سریع و خفیف و مجتث و مقتضب مین آتا ہی **حذذ** عبارت اسقاط وتد مجموع سے ہی آخر رکن سے پس مستفعلن مستف اور فاعلن فا اور متفاعلن متفا اول منقول بہ فعلن بسکون عین دوم بہ فع سوم بہ فعلن بتحریک عین ہوا اور یہ بحر کامل و رجز و متدارک مین اکثر آتا ہی **صلم** عبارت اسقاط وتد مفروق سے ہی رکن مفعولات سے پس مفعو منقول بہ فعلن بسکون عین رہا **وقف** عبارت ہی اسکان تا کے مفعولات اور نقل بہ مفعولان ہی **کسف** عبارت ہی اجتماع وقف و کسف مفعولات مین پس مفعولا منقول بہ مفعولن ہوا اور صلم و وقف و کسف تینون بحر سریع و منسرح و مقتضب مین آتے ہین **بتر** اجتماع حذف و قطع کا ہی فعولن مین فع رہا اور اجتماع قطع و حذف کا فاعلاتن ہین فاعل منقول بہ فعلن اور اجتماع خرم اور جب کا مفاعیلن مین فا منقول بہ فع حاصل ہوا اور یہ بحر تقارب و ہزج و رمل و مضارع و مجتث و خفیف مین آتا ہی بیان خرم و جب کا آگے آئے گا اور جس رکن مین یہ حاف آتا ہی اوسکو ابتر کہتے ہین اور جو اول رکن سے ساقط ہوتے ہین وہ یہ ہین **خرم** عبارت ہی اسقاط حرف اول وتد مجموع سے کہ اول رکن مین واقع ہو جیسے مفاعیلن مین فاعیلن منقول بہ مفعولن ہوا اور یہ تغییر جب مفاعیلن مین آتی ہی اوسکو اخرم ہی کہتے ہین اور بحر ہزج و مضارع مین واقع ہوتا ہی ورنہ جب اور کسی رکن مین واقع ہوتا ہی تو کسی لقب خاص سے کہا جاتا ہی چنانچہ جب فعولن مین صرف خرم کرین اوسکو ثلم کہتے ہین اگر خرم کو قبض کے ساتھ جمع کرین اوسکو ثرم **ثلم** جیسا کہ فعولن مین خرم کرین عولن منقول بہ فعلن بسکون عین حاصل ہوتا ہی **ثرم** عبارت اجتماع قبض و خرم سے ہی فعولن مین پس عول منقول بہ فعل رہا یہ دونون تغیر طویل و متقارب مین واقع ہوتے ہین **شتر** اجتماع خرم و قبض کا ہی مفاعیلن مین پس فاعلن حاصل ہوا اوسکو اشتر کہتے ہین **خرب** اجتماع خرم و کف کا ہی مفاعیلن مین پس فاعیل منقول بہ مفعول رہا اشتر و اخرب دونون ہزج و مضارع مین واقع ہوتے ہین **عضب** مفاعلتن مین خرم کرنا فاعلتن منقول بہ مفتعلن ہو **قصم** اجتماع خرم اور عصب بصاد مہملہ کا ہی مفاعلتن مین پس فاعلتن منقول بہ مفعولن رہا **جمم** اجتماع عقل و خرم کا مفاعلتن مین پس فاعلتن منقول بہ فاعلن ہو **عقص** اجتماع خرم و نقص سے ہی مفاعلتن مین پس فاعلت منقول بہ مفعول رہا عضب و قصم و جمم و عقص مخصوص بحر وافر ہین **رفع** اسقاط ایک سبب کا اوس رکن سے جسکے اول مین دو سبب واقع ہون چنانچہ مستفعلن تفعلن منقول بہ فاعلن اور مفعولات عولات منقول بہ مفعول ہوا اور یہ بحر منسرح و رجز مین آتا ہی **قسم چہارم** مرکبات جدیدہ مین یعنی جو متاخرین نے بعد خلیل کے استخراج کیے **جب** اسقاط دو سبب خفیف کا ہی آخر مفاعیلن سے پس مفا منقول بہ فعل رہا **ہتم** اجتماع حذف و قصر کا ہی مفاعیلن مین پس مفاع منقول بہ فعول ہوا **زلل** اجتماع خرم و ہتم کا ہی مفاعیلن مین فاع رہا یہ تینون ہزج و مضارع مین واقع ہوتے ہین **خلع** اجتماع خبن و قطع کا ہی پس مستفعلن فعولن اور فاعلن فعل ہو گیا **جحف** یہ کہ اول فاعلاتن کو خبن کیا فعلاتن رہا پس فعلا کہ فاصلہ صغری ہی دور کیا تن رہا منقول

بہ فع ہوا ربع اجتماع خبن وقطع کا ہی فاعلاتن مین بعد خبن فعلاتن بعد قطع فعلن یا بسکون لام رمل و مضارع مین
آتا ہی **جدع** اسقاط دونون سبب خفیف مفعولات کا لو یا سکان تا کا پس لات متقول فاع رہا **نحر** مفعولات مین بعد
جدع کے دور کردینا الف کا فاع مین سے فع رہا اور یہ دونون بحر سریع و منسرح و مقتضب مین آتے ہین **کشف** اجتماع
طی و کسف کا مفعولات مین پس مفعلا منقول بہ فاعلن ہو **قسم پنجم** اس فن کی یہ کہ ہر ایک رکن مین کون کون تغیرات واقع
ہوتے ہین اور فروع ہر رکن کے کسقدر ہین **زحاف مفاعیلن** کے ۱۲ ہین قبض کف خرم خرب بتر شتر حذف
قصر ہتم جب زلل تسبیغ اور **فروع** ۱۶ مقبوض مفاعلن مکفوف مفاعیل اخرم مفعولن اخرب مفعول ابتر فع اشتر فاعلن
محذوف فعولن مقصور مفاعیل بسکون لام اہتم فعول مجبوب فعل ازل فاع مسبغ مفاعیلان مقبوض مسبغ مفاعلان
اخرم مسبغ مفعولان اشتر مسبغ فاعلان مجبوب مسبغ فعولان **زحاف فاعلاتن** ۱۱ ہین خبن کف شکل قطع
حذف قصر تشعیث جحف تسبیغ بتر ربع **فروع** ۱۵ ہین مخبون فعلاتن مکفوف فاعلات مشکول فعلات
مخبون محذوف فعلن بکسر عین محذوف فاعلن مقصور فاعلات مشعث مفعولن مجحوف فع مسبغ فاعلیان
ابتر فعلن بسکون عین مربوع فعل مقصور مخبون فعلان بکسر عین مقطوع مسبغ فعلان بسکون عین مجحوب مسبغ
فاع مخبون مسبغ فعلیان **زحاف مستفعلن** ۹ ہین خبن طی خبل قطع خلع حذذ اذاله رفع ترفیل فروع ۱۶
مخبون مفاعلن مطوی مفتعلن مخبول فعلتن مقطوع مفعولن مخلع فعولن محذوذ فعلن بسکون عین مذال مستفعلان مرفوع فاعلن
مرفل مستفعلاتن مخبون مذال مفاعلان مطوی مذال مفتعلان مرفوع مذال فاعلان محذوذ فع مخبول مذال
فعلتان مخبون مرفل مفاعلاتن مطوی مرفل مفتعلاتن **زحاف مفعولات** ۹ ہین خبن طی وقف کسف صلم
رفع خبل جدع نحر اور **فروع** ۱۵ ہین مخبون مفاعیل بضم التا مطوی فاعلات بضم التا موقوف مفعولان مکسوف
مفعولن اصلم فعلن بسکون عین مرفوع مفعول مخبول فعلات بضم تا مجدوع فاع منحور فع مخبون موقوف مفاعیل
بسکون لام مطوی موقوف فاعلات بسکون تا مطوی مکسوف فاعلن مخبول موقوف فعلات مخبول مکسوف فعلن بکسر عین
مخبون مکسوف فعولن **زحاف مفاعلتن** سات ہین عصب عقل عضب قطف قصم جمم عقص **فروع** آٹھ ہین معصوب
مفاعیلن معضوب مفتعلن معقول مفاعلن مقطوف فعولن اقصم مفعولن اجم فاعلن اعقص مفعول معصوب مکفوف مفاعیل
زحاف متفاعلن سات ہین اضمار وقص قطع خزل حذذ اذاله ترفیل **فروع** ۱۷ ہین مضمر مستفعلن موقوص
مفاعلن مقطوع فعلاتن مخزول مفتعلن احذ فعلن بکسر عین مذال متفاعلان مرفل متفاعلاتن احذ مضمر فعلن بسکون
عین مقطوع مضمر مفعولن احذ مذال فعلان بکسر عین احذ مضمر مذال فعلان بسکون عین مخزول مذال مفتعلان
مضمر مذال مستفعلان مضمر مرفل مستفعلاتن موقوص مذال مفاعلان موقوص مرفل مفاعلاتن مخزول مرفل مفتعلاتن
زحاف فعولن کے سات ہین قبض قصر حذف ثلم ثرم بتر تسبیغ **فروع** آٹھ ہین مقبوض فعول بضم لام مقصور

فعولن بسکون لام محذوف فعل اثلم فعلن اثرم فعل ابتر فع مسبغ فعولان اثلم مسبغ فعلان بسکون عین زحاف **فاعلن** کے
۶ ہیں قطع خبن خلع حذف تذییل اذالہ و **فروع** ۸ ہیں مقطوع فعلن بسکون عین مخبون فعلن بکسر عین مخلع فعل بفتح عین و سکون
لام محذوف فع مرفل فاعلاتن مذال فاعلان مخبون مذال فعلان مخبون مرفل فعلاتن مقطوع مذال فعلان **زحاف فلاع لاتن**
منفصل کے ۳ ہیں کف قصر حذف **فروع** بھی ۳ مکفوف فاعلات بضم التا مقصور فاعلات ساکن الآخر محذوف فاعلن
زحاف مس تفع لن کے ۳ ہیں خبن قصر شکل مخبون مفاعلن مقصور مفعولن مشکول مفاعل بضم لام مخبون مقصور فعولن یہ چار فروع ہین

فصل چہارم تقطیع

فصل چہارم تقطیع کے بیان مین تقطیع اصطلاح مین وہ ہی کہ اجزاے شعر کو اجزاے ارکان اوس بحر کے ساتھ
اس طرح مقابل قطع کرنا کہ متحرک مقابل متحرک کے اور ساکن مقابل ساکن کے واقع ہو اور اتفاق نوعیت حرکت کا ضرور نہین
یعنی اگر مقابل فتحے کے کسرہ یا ضمہ ہو تو مضایقہ نہین علی ہذا القیاس مثلاً مرے دلبر اور سخن کہنا دونون بروزن مفاعیلن اور
تقطیع مین حروف ملفوظی معتبر ہی غیر ملفوظ شمار مین نہین آتے پس جو حرف کہ تلفظ مین آتے ہین اور کتابت مین نہین وہ یہ ہین
اول الف ممدودہ کہ بجاے دو الف کے گنا جاتا ہی جیسے آیا ہی بروزن مفعولن اور سواے اسکے اور الفاظ زبان عربی کے
بھی حالت اشباع حرکت بجاے حرف شمار کیے جاتے ہین جیسے الف رحمن اور اسمٰعیل اور سمٰوات اور طٰہٰ اور ہٰذا کا اور واو
و یا الفاظ لہ و بہ مین **دوم** تنوین جیسے ایضاً و علمٌ بروزن فعلن **سوم** حرف مشدد و بجاے دو حرف شمار کیا جاتا ہی جیسے
فرخ بروزن فعلن **چہارم** ہمزہ بھی ایک حرف گنا جاتا ہی جیسے جاؤ بروزن فعلن اور جو کتابت مین ہین اور تلفظ
مین نہین آتے **اول** الف وصل بعض الفاظ مثل اس اُس اب اک وغیرہ کا جبکہ ملفوظ نہوگا تقطیع مین بھی شمار نہوگا جیسے الف
لفظ اک کا اس مصرع مین ناسخ مصرع ہر قدم پر جاے گرد اک آتش محشر اوٹھا + کبھی الف آخر لفظ کا بھی ملفوظ نہین ہوتا
جیسے ع رہا دل غم سے بیقرار سدا + اور الفاظ عربی مین الف اکثر نہین پڑھا جاتا جیسے یا ایہا الناس اور انا الحق اور ابا از
اور عبد المجید وغیرہ **دوم** یاے بعض الفاظ کی بھی تلفظ مین نہین آتی جیسے ع مجھے اب طاقت گفتار نہین + اور بعض
الفاظ عربی مین مثل فی الجملہ اور غازی الدین اور ابی الفضل اور اولی الالباب اور ذوی الروح وغیرہ اور یا لفظ مین کی
جیسے ع مین جا بن بلبل ہون گلا کا ٹو یک گلے سے لگو + **سوم** واو بھی بعض مواقع مین تلفظ مین نہین آتا جیسے واو جو کو تو
وغیرہ کلمہ ع یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہین + اور واو معدولہ جیسے خود اور خویش اور واوس کا کہ تقطیع مین خد
اور خیش اور اس گنا جاے گا اور الفاظ عربی مین جیسے ابو الحسن اور بو الہوس اور اولو العلم اور واو عطف کا
جیسے واو اول و سوم اس مصرع مین ع دل و جان و قرار و ہوش نہین + **چہارم** حرکت بجاے حرف گنی جاتی ہی جیسے
اضافت یا اس مصرع مین ع نکہت زلف مسلسل سے پریشان تھا دماغ + **پنجم** حرف مخلوط التلفظ جیسے کیا گھر کچھ
مجھ منہ ہنسنا کہ تقطیع مین کا گر کچ مج مہ ہسنا گنا جاتا ہی **ششم** ہاے مختفی آخر بعض الفاظ کے کبھی شمار مین نہین
آتی ع نسیم **شعر** اب خامہ سے واشگاف یون ہی + دل ملنے کی راہ صاف یون ہی + اگر عروض و ضرب مین واقع ہو تو بجاے

حرف شمار مین آتی ہی؛ ولہ شعر مانگا کاغذ دوات خامہ لکھا گلچین کے نام نامہ + اور یہ ہا حالت اضافت مین ہمزۂ ملینہ
سے بدل جاتی ہی تب حرف کے شمار مین آتی ہی اور در حالت اشباع اضافت وہ حرف کے شمار مین آتی ہی جیسے
ع نالۂ دل عرش پہ پونہچا مرا + ع نالہ دل عرش پر پونہچا مرا + ہفتم نون غنہ بعد حرف علت جیسے کہان کہین کہون
یون وون جہان؛ مین وغیرہ مین البتہ اگر آخر مصرع مین ہوگا بجاے حرف ساکن گنا جائےگا ناسخ شعر رفعت کبھی
کسی کی گوارا یہان نہین + جس سرزمین کے ہم ہین وہان آسمان نہین + قاعدۂ دیگر جب کوئی دو حرف ساکن
سواے نون غنہ بعد حرف علت کے وسط مصرع مین واقع ہون تو تقطیع مین ساکن دوم متحرک کیا جاتا ہی مگر آخر مصرع
مین وہ نون بحال رہتے ہین غالب شعر خون ہی دل خاک مین احوال بتان پر یعنی + اسکے ناخن ہوے محتاج حنا میرے بعد
حرف کاف لفظ خاک کا متحرک ہوگا اور دال لفظ بعد کا بحال رہےگا اور اگر تین ساکن جمع ہون پس اگر
وسط مصرع مین ہین تو اول کو بحال دوسرے کو متحرک تیسرے کو ساقط کرتے ہین اور اگر آخر مصرع مین تو ایک کو
ساقط باقی کو بحال ع ہی دوست وہ جو دوست کی خاطر جلاے دل + غالب شعر آمد خط سے ہوا ہی سرد جو بازار دوست +
دود شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست + الفاظ جو اوپر لکھے گئے بطور نمونے کے ہین اسی طرح جاننا چاہیے کہ حروف
ملفوظ معتبر اور غیر ملفوظ ساقط ہوتے ہین اب ایک شعر کی تقطیع بطور مثال لکھی جاتی ہی میر حسن شعر کرون پہلے
توحید یزدان رقم + جھکا جسکے سجدے کو اول قلم + بر وزن فعولن فعولن فعولن فعل ہی اس طرح کرو یہ فعولن لتوحی
فعولن دیزدا فعولن رقم فعل + جھکا جس فعولن کسجدے فعولن کُ اول فعولن قلم فعل + اور یاد رہے کہ تقطیع مین جاننا
بحور اور ارکان کا ضرور ہی تاکہ تقطیع حقیقی اور غیر حقیقی مین تمیز ہو مثلاً ع نہ ہو اوس سے مایوس امیدوار + کہ بحر تقارب
مین بر وزن فعولن فعولن فعولن فعول ہی وزن غیر حقیقی مین بھی یون تقطیع ہو سکتا ہی نہواوس فعولن سمایوس مفاعیل
امیدوا مستفعلان اور جب ایک بحر دوسری بحر کے ساتھ مشتبہ ہو تو جس سے نہ تکلف حاصل ہو اوس بحر سے
سمجھنا چاہیے جیسے شعر امام الدین طالب کا شعر روانہ مرے گھر سے جب ہوا صنم + ستم ہوا ستم ہوا ستم + کہ تقطیع اوسکی چھہ
مفاعلن سے ہی اگر مفاعلن کو منقول مستفعلن مخبون کا سمجھین بحر رجز مسدس مخبون ہوگی اور اگر مفاعیلن مقبوض اعتبار کرین
بحر ہزج مسدس مقبوض ہوگی لیکن مفاعلن مستفعلن سے بعد نقل حاصل ہوتا ہی اور مفاعیلن مقبوض سے بدون نقل لہذا اسکو بحر ہزج سے سمجھنا بہتر ہے

فصل پنجم
بحر ہزج

فصل پنجم مثال بحور اور اوزان مستعملہ شعراے اردو مین واضح ہو کہ بحور طویل و مدید و بسیط و وافر و مقتضب
کامل مستعمل شعراے عجم نہین اور شاذ قابل اعتبار نہین بحر ہزج مثمن سالم مفاعیلن آٹھہ بار ناسخ شعر مرا سینہ ہی مشرق
آفتاب داغ ہجران کا + طلوع صبح محشر چاک ہی میرے گریبان کا + اس وزن مین اگر کوئی رکن سالم اور کوئی مسبغ
لائین تو جائز ہی مثمن مقبوض بہادر سنگھ کام بدایونی شعر یہ تھوڑی سی تھوڑی می مندسے کلائی موڑ موڑ کر + بھلا ہو
تیرا ساقیا پلادے خم نچوڑ کر + مفاعلن آٹھہ بار مثمن اشتر فاعلن مفاعیلن چار بار رنگین شعر عشق مین تیرے مرا رنگ

زعفرانی ہی + ضعف ہی رفیق اپنا یار ناتوانی ہی + مثمن اخرب سالم مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن آبانت شعر بھولا ہون
مین عالم کو سرشار اسے کہتے ہین + مستی سے نہین غافل ہشیار اسے کہتے ہین + مثمن اخرب مکفوف مقصور مفعول مفاعیل
مفاعیل مفاعیل + ذوق شعر جھومر کا نظر سر پہ ترے اب تو پڑا چاند + تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند + مثمن اخرب
مکفوف محذوف مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن + ناسخ شعر دل لیتی ہی وہ زلف سیہ فام ہمارا + بجھتا ہی چراغ آج سر شام
ہمارا + اجتماع ان دونون وزن کا ایک شعر مین جائز ہی + ذوق شعر ہی بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید زاہد جو دعا
مانگتا باران کے لیے ہی + مثمن مقصور محذوف + امام الدین طالب شعر تپ ہجر سے ای یار دل زار جلا ہی + ذرا دیکھ
دل زار نیا باغ کھلا ہی + مفاعیل مفاعیل مفاعیل فعولن اس وزن مین اگر سب مفاعیل آوین جائز ہی مسدس مقصور
العروض والضرب یا محذوف الاخیرین یعنی مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل یا فعولن اجتماع ان دونون کا ایک شعر
مین جائز ہی + راحت شعر شب فرقت مین بیتابی سے ہر دم + جلا کرتا ہون مثل شمع کا فور + مسدس اخرب مقبوض
محذوف الآخر یا مقصور الآخر و مسدس اخرم اشتر محذوف یا مقصور الآخر یعنی مفعول مفاعلن
فعولن + یا مفاعیل و مفعولن فاعلن فعولن + یا مفاعیل اجتماع ان چارون کا جائز ہی + نسیم شعر انسان کا سرود و رقص کیسا ہی +
پریون کا ناچ دیکھتا ہی + ولہ شعر خالق نے دیے تھے چار فرزند + دانا عاقل ذکی خردمند + مصرع اول و دوم
وسوم و چہارم وزن اول و سوم و دوم و چہارم پر ہی بحر رجز مثمن سالم مستفعلن آٹھ بار + ناسخ شعر زندان مین
بھی کوچہ ترا ای یار آتا ہی نظر + بلبل قفس مین ہی و لے گلزار آتا ہی نظر + مثمن مطوی مخبون مفتعلن مفاعلن چار بار
+ جرأت شعر پھرتا ہون تجھ بغیر مین ہو کے دوانہ ہو بہو + شہر بشہر وہ بدہ خانہ بخانہ کو بکو + بحر رمل مثمن محذوف
یا مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن + یا فاعلات + منیر شعر اس طرح دلکو محبت تجھسے ہی ای شعلہ رو +
جس طرح آتش سے رکھتا ہی سمندر اختلاط + عروض محذوف ضرب مقصور ہی مثمن مشکول فعلات فاعلاتن چار بار +
افشا شعر مجھے کیون نہ آسے ساقی نظر آفتاب اولٹا + کہ پڑا ہی آج خم مین قدح شراب اولٹا + مثمن مخبون مقصور یا
محذوف یا مخبون مسبغ مقطوع یا ابتر یعنی فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات + یا فعلن بکسر عین + یا فعلان
بسکون عین + یا فعلن بسکون عین + فنی شعر شہر سے گاہ نکل جاتا ہون صحرا کی طرف + صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کی طرف +
ولہ شعر راہ پر لائیے جسکو وہی رہزن ہو جائے + دوستی کیجیے جس سے وہی دشمن ہو جائے + جرأت شعر چین اس
دل کو نہ اک آن ترے بن آیا + دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا + ان چارون کا اجتماع جائز ہی اور انمین اگر صدر
و ابتدا مثل حشو کے یعنی مخبون آ جائے تو جائز ہی + امانت شعر نہ کسی بحر لطافت پہ کرے چشم کو وا + حلقۂ گیسو
محبوب ہی گرداب بلا + صدر مخبون ہی مسدس مقصور یا محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلات + یا فاعلن
اجتماع جائز ہی + غالب شعر پھر ہوا مدحت طرازی کا خیال + پھر مہ و خورشید کا دفتر کھلا + مسدس مخبون مقصور

بحر رجز

بحر رمل

یا محذوف یعنی فاعلاتن فعلاتن فعلات یا فعلن + غالب شعر کچھ تو دے اے فلک ناانصاف + آہ و فریاد کی رخصت
ہی سہی + اور عروض و ضرب اگر ابتر یا مسبغ مقطوع لائین او رصدر و ابتدا بھی اگر مخبون لائین جائز ہی ولہ شعر قطع کیجے
نہ تعلق ہمسے + کچھ نہیں ہی تو عداوت ہی سہی + عروض ابتر ہی ولہ شعر غلطی ہائے مضامین مت پوچھ + لوگ نالے کو
رسا باندھتے ہین + صدر مخبون اور ضرب مسبغ مقطوع ہی بحر سریع مطوی موقوف یا مکسوف مفتعلن مفتعلن — بحر
فاعلات یا فاعلن + طالب شعر ہمنے کیا تجھپہ دل و جان نثار + تو نہوا ہائے دل و جان سے یار + ذوق شعر دیکھا دم نزع
دلارام کو + عید ہوئی ذوق وے شام کو + اجتماع جائز ہی اور اگر بجاے مطوی یعنی مفتعلن کے مقطوع یعنی مفعولن آئے
جائز ہی لمولفہ شعر پوچھ نہ کچھ مجھسے کہ ہی کیا ہوا + دل مرا تجھپر ہی شیدا ہوا + اور اسی تغییر کو عوام سکتہ کہتے ہین مطوی
مقطوع مجدوع مفتعلن مفعولن فاع + طالب شعر تو ہی سراپا حسن او رناز + مین ہون مجسم سوز و گداز + اس وزن مین
بجاے مقطوع یعنی مفعولن کے لانا مکفوف یعنی مستفعل مضموم اللام کا جائز ہی جیسے مصرع ثانی مین علی ہذا القیاس بجاے
مجدوع یعنی فاع کے نحور یعنی فع لانا جائز ہی بحر منسرح مثمن مطوی موقوف مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات سودا — بحر منسرح
شعر سننے سمجھنے کو بات جن نے دئے گوش و ہوش + حق بطرف جسکے ہو آج نرہیو خموش + اس وزن مین اگر بجاے
مفعولات مطوی موقوف یعنی فاعلات کے مطوی مکسوف یعنی فاعلن واقع ہو تو جائز ہی جیسے مصرع دوسرے کے حشو مین
اور اگر رکن مستفعلن مین بجاے مطوی یعنی مفتعلن کے مقطوع یعنی مفعولن کسی جگہہ واقع ہو تو جائز ہی مثمن مطوی منحور
مفتعلن فاعلات مفتعلن فع + غالب شعر اک مری جان کو قرار نہیں ہی + طاقت بیداد انتظار نہیں ہی + اگر عروض
و ضرب بجاے نحور یعنی فع کے مجدوع یعنی فاع لائین جائز ہی بحر مضارع مثمن اخرب مفعول فاع لاتن چار بار — بحر مضارع
ذوق شعر ہم ہین غلام اونکے جو ہین ح فا کے بندے + اسکو یقین جانو کرہو خدا کے بندے + اسمین اگر عروض مسبغ آئے
یعنی فاعلیان تو جائز ہی میر درد شعر مرتا نہیں ہون کچھ مین اس سخت دل کے ہاتھون + پستا ہون آپ اپنے کمبخت دل کے
ہاتھون + اور اگر اس وزن مین رکن فاع لاتن کا حشو مین ایک جا سالم اور ایک جا مکفوف یعنی فاعلات اور بجاے
مفاعیلن مفاعیل آئے جائز ہی طالب شعر ظالم نہین ہی الفت دل مین ترے ذرا بھی + رحم آیا کچھ نہ تجھکو تر عشق مین ابھی
بر وزن مفعول فاعلات مفاعیل فاع لاتن مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف یا مقصور مفعول
فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلات + غالب شعر کیون جل گیا نہ تاب رخ یار دیکھکر + جلتا ہون اپنی طاقت
دیدار دیکھکر + ذوق شعر ہون طائر خیال نہ پر ہین نہ میرے بال + پر اوڑکے جا پہونچتا کہین سے کہین ہون مین +
اجتماع جائز ہی اور اگر فاع لاتن اور مفعول دونون حشو مین سالم لائین جائز ہی لمولفہ شعر یہ ظلم اوسکے دل پہ اوٹھاتا
ہمیشہ آہ + میرا جگر تو دیکھو اسد کی پناہ + مثمن مکفوف مقصور یا محذوف مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلات یا
فاعلن لمولفہ شعر اگر دل ہی ترا صاف تو کیون مجھسے خفا ہی + مجھے صاف یہ بتلا دے کہ کیا میری خطا ہی + بحر مجتث — بحر مجتث

مثمن مخبون مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن + غالب شعر عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہین ہم آگے + کہ اپنے سایے
سے سر پاون سے ہی دو قدم آگے + مثمن مخبون محذوف یعنی مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن اگر عروض و ضرب ابتر یعنی
فعلن بسکون عین یا مخبون مقصور یعنی فعلان بحرکت عین یا مقطوع مسبغ یعنی فعلان بسکون عین آئے تو مضایقہ نہین +
شعر ہوا ہوا نہ رویہ غم سے کہ لوٹتا جو کبھی + تمام سبزہ بیابان کا زعفران ہوتا + غالب شعر نہین ہی سایہ کہ سنکر نوید
مقدم یار + گئے ہین چند قدم پیشتر در و دیوار +

بحر خفیف

بحر خفیف مخبون فاعلاتن مفاعلن فعلاتن + طالب شعر سوز دل
شرح کرکرون سر محفل + دامن شمع ترکرون سر محفل + مخبون محذوف یعنی فاعلاتن مفاعلن فعلن عروض و ضرب اگر
ابتر یعنی فعلن بسکون عین مخبون مقصور یعنی فعلان بحرکت عین یا مخبون مقصور مشعث یعنی فعلان بسکون عین آئے تو جائز ہی +
غالب شعر دل ہواے خرام ناز سے پھر + محشرستان بیقراری ہی + ذوق شعر واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد + کہ شراب و کباب کی
باتین +

بحر مقتضب

بحر مقتضب مثمن مطوی فاعلات مفتعلن چار بار لمؤلفہ شعر تجھہ بغیر رشک پری کب خوش آسے سیر چمن +
گل ہین خار دلکو مرے دیتے ہین زیادہ الم +

بحر کامل

بحر کامل مثمن سالم متفاعلن آٹھہ بار + جرأت شعر جو چمن ہین گئے رسے ای تو صبا
تو یہ کہیو بلبل زار سے + کہ خزان کا دن بھی ہی سامنے نہ لگا نا دل کو بہار سے + اگر عروض و ضرب مذال ہو مضایقہ نہین +
وحشت شعر تری چشم کے جو مریض ہین جز اجل کے اونکی دوا نہین + ہو معالج اونکا مسیح بھی تو او نھین امید شفا نہین +
مثمن مضمر متفاعلن مستفعلن چار بار + طالب شعر نہوئی کبھی مجھسے خطا نہ ہوا کرو مجھپر خفا ندیا کرو تم گالیان نہ کیا کرو
مجھپر جفا + آمین اگر عروض و ضرب مضمر مذال ہو تو جائز ہی

بحر بسیط

بحر بسیط مثمن سالم مستفعلن فاعلن چار بار + ولایت علی گویا شعر
مین نے کہا آ صنم اپنے گھر نہ جا صنم + تو ہی خفا کیا صنم میری قسم کھا صنم + بسیط مثمن مخبون مفاعلن فعلن چار بار +
ولہ شعر دکھادے شکل ذرا صنم بولے خدا + یہ ہی سوال مرا گلہ رہے نہ ذرا + مسدس مطوی مفتعلن فاعلن مفتعلن ولہ شعر
دیکھکے تجکو پری اک ذری + آ گئی مجھکو وہین بیخبری +

بحر وافر

بحر وافر مثمن سالم مفاعلتن آٹھہ بار + طالب شعر ذرا کے
کہا بھلائے بھلا خفا جو ذرا ہوا وہ صنم + مرا بھی ذرا گلہ نرہا ہنسا جو کیا مجھے یہ ستم +

بحر متقارب

بحر متقارب مثمن سالم فعولن
آٹھہ بار + ذوق شعر چنی تو نے افشان جو ای مہ جبین ہی + ستارون مین کیا کیا چنان ور جبین ہی + مثمن مقصور یا
محذوف فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل + میر حسن شعر کدھر ہی تو ای ساقی گلعذار + مرا غم سے دل ہو گیا خار خار +
اجتماع جائز ہی + متقارب مثمن اثلم فعلن فعولن چار بار + طالب شعر ای واے قسمت دیکھا نہ تجھکو حسرت رہے کی
تا مرگ مجھکو + مثمن مقبوض اثلم مقصور فعول فعلن چار بار + ولہ شعر تڑپ رہا ہون مین نیم بسمل خبر لے میری شتاب قاتل +

بحر متدارک

بحر متدارک مثمن سالم فاعلن آٹھہ بار + ولہ شعر کیا کرون مین گلہ ہائے کیا کیا + دل مرا چھین کر مفت ہی لے لیا +
مثمن مخبون فعلن بکسر عین آٹھہ بار + ظفر شعر مراد شمن اگرچہ زمانہ رہا + تر ایون ہی مین دوست یگانہ رہا + مثمن
مقطوع فعلن بسکون عین آٹھہ بار + طالب شعر ہر دم کرتا ہون مین زاری + دیکھی بس بس تیری یاری + فائدہ

بعض شعرائے عجم اور فصحائے ہند نے آٹھہ سے زیادہ رکن کے اشعار بھی کہے ہین جیسے شعر ظفر کا معشر یعنی دس رکن کا
شعر ہو کے خاک اپنا مٹا دینا جسے منظور ہو وہ خاکسار + خاکِ رہ ہو خاکِ پا ہو یہ بھی ہو اور وہ بھی اور کچھہ نہو + بروزن فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات + یا فاعلن اور بعض بحور کا مضاعف استعمال کیا ہی جیسے بحر ہزج مثمن سالم مضاعف علم
شعر چمن مین وہ نگارِ سبز خط گیسو پریشان است قد خوش چشم مہ سیما جو آکر جلوہ گر ہوئے + بنفشہ جا بڑے سوامین سنبل
پیچ کھائے یا بگل شمشاد نرگس رد گل چاک جگر ہوئے + متقارب مثمن سالم مضاعف + ذوق شعر تمنا نہین ہی کہ امداد دلکو
طپش کا صلہ ہو کہ مزد قلق ہو + یہی حق ہی قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل ترے پاؤن پر جان بحق ہو + متقارب مثمن مقبوض
اثلم مضاعف + ہوس شعر سوائے اندوہ و یاس و حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو + اوٹھائیں کاندھے پہ بارِ ہستی سفر ہی
بہتر ہی یہان سے ہمکو + فعولُ فعلن آٹھہ بار متدارک مثمن مخبون مضاعف + شر شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے
ہوئے نہ اودھر کے ہوئے + گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ اودھر کے ہوئے + فعلن سولہ بار
متدارک مثمن مقطوع احذ مضاعف + ذوق شعر جس ہاتھہ مین خاتم لعل کی ہو ادراوسمین زلف سرکش ہو + پھر زلف سے وہ
دست ہوسے جسمین اخگر آتش ہو + فعلن سولہ بار بعض جا مخبون واقع ہوا ہی عروض و ضرب حذ ہی بروزن فعلن فعلن
فعلن فعلن فعلن فعلن فع کبھی حشو بھی محذوذ ہوتا ہی + تراب شعر باد خزان کے قدمون سے باغ ہوا تھا خارستان
دم سے ترے اے باد صبا آگ لگی گلشن مین ہی + فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن فع + جرات شعر رنگ بھبوکا ہونٹھہ ملائم
اور رگون مین سختی ہی + سینے سے لے ناف تلک اک قاقم کی سی تختی ہی + فائدہ ایک مصرع کا آخر مقصور آئے دوسرا
محذوف تو جائز ہی جیسا اکثر اوپر گذرا اور اگر عروض و ضرب مین سے ایک سالم ہو دوسرا مسبغ تو بھی جائز ہی جیسا اوپر گذرا
اور اس بیت مین + شر شعر ہوا مشہور عالم مین ہمارا نام سو سو کوس + لیے پھرتی ہی ہمکو گردش ایام سو سو کوس + یا صدر
و ابتدا مین سے ایک سالم دوسرا مخبون جیسے + غالب شعر غلطیہائے مضامین مت پوچھہ + لوگ نالے کو رسا باندھتے ہین +
فصل ششم واضح ہو کہ سوائے بحور شانزدہ گانۂ مذکور الصدر کے دیگر بحور کہ ایجاد متاخرین ہین چونکہ اکثر غیر مستعمل ششم
اور بحور قدیم سے با دنی تفاوت حاصل ہو سکتی ہین لہذا شرح بیان اونکا نہین کیا مجملاً نام اونکے لکھتا ہون
اول **قریب** مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن دوبار دوم **جدید** جسکو غریب بھی کہتے ہین فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن
دوبار سوم **مشاکل** فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن دوبار سوائے اسکے بعض اہل عروض نے دائرۂ مختلفہ سے سوائے
طویل مدید بسیط کے بحر عریض و عمیق کو انفکاک کیا ہی یعنی مفا سے شروع کرکے مفاعیلن فعولن چار بار عریض اور لن فعو
سے شروع کرکے لن فعولن مفاعی بوزن فاعلن فاعلاتن بحر عمیق اور بعض اہل عروض پارسی مثل بہرام سرخسی بزرجمہری
وغیرہ نے بحور نوزدہ گانۂ مذکور سے نو بحرین اور استخراج کی ہین اور کہتے ہین کہ دائرہ اوسکا عبد اللہ قرشی نے
ایجاد کرکے منعکسہ نام رکھا اول **صریم** مفاعیلن فاعلاتن دوبار دوم **کبیر** مفعولات مفعولات مستفعلن دوبار سوم **بدیل**

مستفع لن مستفع لن دوبار چہارم قلیب فاعلات مفاعیلن دوبار پنجم حمید مفعولات مستفعلن مفعولات دوبار ششم صغیر مستفعلن فاعلاتن مستفعلن دوبار ہفتم اضم فلع لاتن مفاعیلن فاع لاتن ہشتم سلیم مستفعلن مفعولات مفعولات دوبار نہم حمیم فاع لاتن مستفع لن مستفع لن دوبار اور سوا اسکے عاشق صادق نام ایک شخص نے ہمعصران امیر خسرو دہلوی سے رسالہ جامع الصنائع مصنفہ اپنے مین تین بحرین اور ایجاد کی ہین اور دو رکن بھی تازہ پیدا کیے ہین متفاعلتن اور مفعولاتن اور غور سے معلوم ہوگا کہ متفاعلتن اجتماع دو فعلن بکسر عین کا ہی اور مفعولاتن دو فعلن بسکون عین کا کہ متدارک مخبون اور مقطوع ہین وہ تین بحرین یہ ہین اول کفت متفاعلتن آٹھہ بار دوم زلل مفتعلاتن آٹھہ بار سوم اوفر مفعولاتن آٹھہ بار اور علاوہ ازین اور بھی بحرین ہین خبب مفعول فعلات چار بار مواسع فاعلتن مفعول فعولن چار بار مرکن مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن فعلاتن دوبار

باب چہارم علم قوافی مین

فصل اول حروف قافیہ کے بیان مین واضح ہو کہ قافیہ اصطلاح مین عبارت ہی ایک یا چند حروف معین سے کہ اونکو آخر مصرع یا بیت مین الفاظ مختلفہ مین لائین اور وہ نو حرف ہین اول روی کہ اصل قافیہ ہی یعنی روی قافیے مین ضرور ہوگا گو اور حرف نہون اور چار حرف یعنی ردف قید تاسیس دخیل روی سے قبل آتے ہین اور چار حرف یعنی وصل خروج نائرہ مزید بعد روی کے واقع ہوتے ہین پس ردف عبارت ہی حروف مدہ یعنی الف و واو و یاے تحتانی سے کہ بدون واسطہ حرف متحرک کے قبل روی سے واقع ہو اور اونکے ماقبل کی حرکت اونکے مطابق ہو یعنی ماقبل الف فتحہ اور ماقبل واو ضمہ اور ماقبل یا کسرہ ہو غالب **شعر** جس بزم مین تو ناز سے گفتار مین آوے + جان کالبد صورت دیوار مین آوے + **ولہ شعر** نقش فریادی ہی کسکی شوخی تحریر کا + کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا + **ولہ شعر** شب کہ وہ مجلس فروز خلوت ناموس تھا + رشتۂ ہر شمع خار کسوت فانوس تھا + اور اگر درمیان ردف اور روی کے ایک ساکن واقع ہو بعض اوسکو دخیل ردف سمجھکر ردف زائد یا مرکب کہتے ہین اور محقق طوسی نے دخیل روی سمجھکر اوسکو روی مضاعف لکھا ہی اور وہ چھہ حرف ہین س ش ر ف خ ن کی مثال جیسے راست کاست دوست پوست زیست چیست علی ہذا القیاس باقی حروف جیسے گوشت کارد کوفت تاخت چاند اور قافیہ واو و یاے معروف و مجہول کا بعض اساتذۂ فارسی کے کلام مین پایا جاتا ہی لیکن احتراز بہتر ہی اور شعراے اردو مین تو محض ناجائز ہی سودا **شعر** کرتے اوسکو لگے نہ ذرہ دیر + مہرہ کو شکل نان و پنیر + **ولہ شعر** ہوا دیکھہ حیران صغیر و کبیر + جب آکے اوٹھہ بھاگے قالین کے شیر **حرف قید** اور کوئی حرف سواے حروف علت کہ قبل روی سے ساکن واقع ہو جیسے ابر صبر ستر چتر نثر کثر اجر ہجر بحر نحر سخت تخت صدر قدر عذب جذب درد مرد دزد دمز دست پست چشم پشم

باب چہارم علم قوافی مین فصل اول

جَصل فَصل وَشع رَضع نطع قطع نظم لظم جعد رعد نفت رفت عقل نقل ذکر فکر حلم علم امر جمر پند بند دُور جُو ۔ قہر زہر سیر خیر
مانعم ہو کہ مثال ۲ اور یا مین ماقبل کو حرکت موافق اوسکے نہین ورنہ ردف ہو جاتا حرف تاسیس وہ الف ساکن ہی کہ قبل
روی ہی اور اوسمین اور روی کے ایک متحرک جسکو دخیل کہتے ہین واسطہ ہو جیسے کامل شامل و تجاہل و تساہل
نسیم شعر مشرق سے روان ہوا دلا اور جس طرح افق سے شاہ خاور ۔ واو حرف دخیل ہی اور اختلاف وف کا جائز نہین
اور اختلاف تاسیس کا اہل عجم کے نزدیک مضایقہ نہین بلکہ التزام تاسیس از قسم صنائع ہی اور اتفاق دخیل کا بھی چندان
ضرور نہین کیونکہ قافیہ عاقل و جاہل و شامل کا جائز ہی اتفاق انکا اختیاری ہی ۔ سودا شعر لگا کہنے کہ کوئی ہی خاصہ
بولا او سوقت دیو بھی کانا ۔ اور اختلاف حرف قید کا بھی اگرچہ جائز نہین مگر شعراے فارس بلحاظ قرب مخرج کے
اکثر ایسا قافیہ جائز رکھتے ہین جیسا اس شعر مین شعر امڈا ہی آنسو ونکا مری آنکھ سے وہ بحر ۔ ہین جسکے آگے سات سمند بھی
ایک لہر ۔ بیکلی دو مین وانہین حرف وصل بے فاصلہ بعد روی کے آتا ہی اور اوسکو متحرک کر دیتا ہی جیسے ہاے نسبت
اور یاے مصدری اور علامت اضافت یا جمع وغیرہ اور علی ہذا القیاس وصل کے بعد خروج اور اوسکے بعد مزید[۱] اور پھر
نائرہ[۲] بترتیب آتے ہین اور جو حرف بعد نائرہ کے آئے وہ داخل نائرہ ہی اور بقول خواجہ نصیر الدین طوسی کے وہ داخل
ردیف ہی خواہ کلمہ مستقل ہو خواہ غیر مستقل مگر باتفاق اکثر علماء ردیف مین مستقل ہونا کلمے کا شرط ہی جیسے جلادے گا کلادے گا
انہین لام حرف روی الف وصل و خروج یا مزید کاف و الف نائرہ ۔ شعر کیا تجلی ہی ترے چاند سے رخسار و تن ۔ چاندنی
چھٹکی ہی گھر کی تری دیوارون پر ۔ سے حرف روی واو وصل نون خروج پر ردیف اور اختلاف ان چارون حرف کا ناجائز ہی
اور علامت شناخت حرف روی و حرف وصل کی یہ ہی کہ وصل کے حذف کرنے سے لفظ بامعنی رہتا ہی اور حذف روی سے مہمل

فصل دوم حرکات حروف قافیہ مین اور وہ چھہ ہین رس اشباع توجیہ حذو مجری نفاذ رس[۳] حرکت فتحہ حرف ماقبل تاسیس
کو کہتے ہین اور اشباع[۴] حرکت حرف دخیل کو ۔ شعر کیا ہو قمر اوس حور شمائل کے برابر ۔ ہین جوتی کے تارے مہ کامل کے
برابر ۔ حرکت فتحہ میم و کاف رس اور حرکت کسرہ یا و میم اشباع ہی اور حذو[۵] حرکت حرف ماقبل ردف اور قید کو کہتے ہین مثال
حذو ردف ۔ غالب شعر دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہین ۔ یعنی ہماری جیب مین اک تار بھی نہین ۔ وله شعر ذکر میرا بہ بدی
بھی اوسے منظور نہین ۔ غیر کی بات بگڑ جاے تو کچھہ دور نہین ۔ مثال حذو قید وله شعر ہمسے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایکدن
ورنہ ہم چھیڑین گے رکھکر عذر مستی ایکدن ۔ اور توجیہ[۶] حرکت ماقبل روی کو کہتے ہین بشرطیکہ روی ساکن ہو اور کوئی
حرف حروف قافیہ سے اوسکے ساتھہ ہو وله شعر یہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکھتے ہین ۔ کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہین
حرکت دال و با توجیہ ہی اور حرکت حرف روی کو مجری[۷] کہتے ہین جیسے حرکت تا شعر غالب مثال حذو قید مین اور حرکت
حرف وصل کو نفاذ کہتے ہین ۔ سرور شعر غیرون کے ساتھہ تمکو وان ہمکناریان ہین ۔ یان دہلو و دل اور
بیقراریان ہین ۔ اور حرکت خروج و مزید کو بھی نفاذ ہی کہتے ہین اور اختلاف کسی حرکت کا اردو مین جائز نہین

فصل دوم حرکات حروف قافیہ مین

[۱] مزید بمعنی زیادہ [illegible]
[۲] نائرہ لغت مین بمعنی [illegible]
[۳] رس لغت مین [illegible]
[۴] اشباع [illegible]
[۵] حذو [illegible]
[۶] توجیہ [illegible]
[۷] مجری [illegible]

اگر بعضون کے نزدیک جبکہ حرف روی متحرک ہو یعنی مع حرف وصل ہو تو اختلاف توجیہ و اشباع
و حذو قید کا جائز ہی جیسے آہستہ و دستہ سکندری عنصری برابری شاطری

فصل سوم القاب قافیہ مین روی اگر ساکن ہو اوسکو **مقید** اور متحرک ہو اوسکو **مطلق** کہتے ہین اور یہ دونون دو
دو قسم ہین یعنی اگر سواے روی کوئی دوسرا حرف قافیے مین نہو اوسکو مجرد کہتے ہین اور اگر اور حرف بھی ہو تو قافیے کو
اوس سے منسوب کرتے ہین مثلاً مقید مجردہ یا مرفہ یا موسسہ یا موصولہ علی ہذا القیاس مطلق مجردہ یا مرفہ یا موسسہ
یا موصولہ اور واضح ہو کہ قافیہ اگر حرف قید کے ساتھہ ہو اوسکو بھی مرفہ کہتے ہین اور اگر مشتمل خروج اور مزید یا نایرہ ہو اوسکو بھی موصولہ ہی کہتے ہین

فصل چہارم تقسیم القاب قافیہ مین باعتبار حروف ساکن اور متحرک کے اور وہ پانچ قسم ہی مترادف متواتر متدارک
متراکب متکاوس **مترادف** وہ کہ آخر قافیے مین دو ساکن بلافصل واقع ہون غالب **شعر** نالہ جز حسن طلب اے ستم ایجاد
نہین + ہی تقاضاے جفا شکوہ بیداد نہین + **متواتر** وہ کہ مابین دو ساکن کے ایک متحرک واقع ہو **ولہ شعر** رہا گر کوئی
تا قیامت سلامت + پھر اک روز مرنا ہی حضرت سلامت + **متدارک** وہ کہ درمیان دو ساکن کے دو متحرک ہون میر حسن
شعر کرون پہلے توحید یزدان رقم + جھکا جسکے سجدے کو اول قلم + **متراکب** وہ کہ درمیان دو ساکن کے تین متحرک واقع ہون
طالب **شعر** تیغ ابرو سے جو چند زنگر رے + اوسکی آئی ہی موت کیون نمرے + **متکاوس** وہ کہ درمیان دو ساکن کے چار متحرک واقع ہون اور یہ ثقیل اور مخصوص عرب ہی

فصل پنجم عیوب قافیہ مین اول **غلو** یعنی روی ایک جگہہ ساکن دوسری جگہہ متحرک لانا **شعر** نہ پوچھہ مجھسے کہ رکھتا ہی
اضطراب جگر + نہین ہی مجھکو خبر دل سے لے کے تا بجگر + دوم **اکفا** یعنی اختلاف حرف روی کا خواہ ایک حرف فارسی
اور ایک عربی یا ہندی ہو جیسے سگ و شک ولب و تپ تور و چھوڑ وغیرہ خواہ دونون حرف قریب المخرج ہون جیسے نکاح
گناہ الغیاث التماس **شعر** دل کو زبس تصور جانان سے ربط ہی + تصویر یار آینہ دل پہ ثبت ہی + رشیع اسو **شعر**
ساق سیمین کو تری دیکھکے گوری گوری + شمع محفل مین ہوئی جاتی ہی تھوڑی تھوڑی + از عشرت **شعر** اگر آہن کا ہو معشوق کا
دل + یہ عاشق کا اگر ہی جذب کامل + وہ آہن کو بھی بالتخصیص کھینچے + برنگ سنگ مقناطیس کھینچے + وجہ الاحتراز ہی سوم **سناد** یعنی اختلاف
ردف اور یہ فارسی ہندی مین محض ناجائز ہی البتہ اہل عرب ذفتا اور ردف کا قافیہ درست رکھتے ہین جیسے جمیل و
نزول و منیر و بدر چہارم **اختلاف حرف قید** خواہ بعید المخرج خواہ قریب المخرج جیسے عمر و شعر و بحر و شہر
مثال فصل اول مین گذری پنجم **اختلاف اشباع** جیسے تجاہل و کاہل اور ان دونون کو بھی بعض داخل سناد
جانتے ہین ششم **اقوا** یعنی اختلاف توجیہ و حذو و قید کا مثلاً قافیہ دُرا اور دَرا اور مست و دُرست کا + سودا **شعر** لکھا
مجنون کو شیر شتر + کہہ وہ یا مستقی سے جا فصد کر + **ولہ شعر** ترے کوچے سے جو مین آگے چلتے دیکھا + جی کبھی تن سے نہ اسطرح
نکلتے دیکھا + تیغ تیری کا سدا شکر ادا کرتے مین + لبون کو زخم کے دن رات مین ہلتے دیکھا + **ولہ شعر** ساقی چمن مین
چھوڑ کے مجھکو کدھر چلا + پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بھر چلا + عالم تو مر رہا ہی ہر اک آن پر تری + تیغ دسپر کو تو لے کے

یکس پہ پھر چلا + ہفتم **تعدی** یعنی حرف وصل ایک جگہہ متحرک دوسری جگہہ ساکن لائین اور بقول سکاکی کے تعدی جب مخل وزن ہو عیب ہی ورنہ نہین مگر شعراے عجم کے نزدیک عیب ہی ہشتم **ایطا** جسکو فارسی مین شایگان کہتے ہین قافیے مین معنی واحد پر تکرار کلمے کی کرنا اور وہ دو قسم ہی خفی اور جلی **خفی** وہ کہ تکرار بادی النظر مین معلوم ہو جیسے دانا بینا حیران سرگردان آب گلاب **جلی** وہ کہ تکرار ظاہر ہو جیسے دردمند حاجتمند جلو رہو بکری مرغی جانا رونا جاتا ہی دیکھتا ہی اور زوائد یعنی علامت جمع یا تانیث یا علامت کسی صیغے کے آخر سے دور کیجائے تو قافیہ درست نہین رہتا مثلاً درد اور حاجت یا چل اور رہ یا جا اور رو اور دیکھہ کا قافیہ نہین ہو سکتا اور ایطاے خفی متقدمین نے غزل اور قطعے مین بعد سات بیت کے اور قصیدے مین بعد چودہ بیت کے جائز رکھا ہی اور متاخرین کے نزدیک بعد بیس تیس بیت کے جائز ہی اور اگر لفظ واحد کو معنی مختلف پر لائین داخل صنائع ہی + امانت **شعر** آبداری سے جو ملو نظر آیا وہ گلا + رشک کی برف سے کیا جسم صراحی کا گلا + نہم **تکرار قافیہ معمول** وہ دو قسم ہی ترکیبی و تحلیلی **ترکیبی** وہ کہ دو لفظ مرکب قافیے دوسرے لفظ کے واقع ہون + آباد **شعر** رنج پونہچاتی ہی فرقت مین کلائی مجھکو + آج کل کیا نہین مدت سے کل آئی مجھکو + **تحلیلی** وہ کہ ایک لفظ کے دو ٹکڑے کرکے ایک کو داخل قافیہ دوسرے کو داخل ردیف رکھین + امانت **شعر** آتش رشک سے حالت مری کیا کیا نہوئی + دل کی اوقات بسر صورت پروانہ ہوئی + اور قافیہ معمول تمام غزل مین ایک دو قافیہ معمول ہی اگر مطلع مین ہو تو بھی مضایقہ نہین + دہم **تضمین** یعنی قافیہ ایسا ہو کہ معنی مصرع ثانی پر موقوف ہون + طالب **شعر** کس روسے سنجلے دل سے غم یار اگر + تو مجھکو دکھاے اپنا رخسار مگر + دیکھے نہ رقیب تجھکو زنہار دگر + دیکھے بھی نگر اوسکی طرف یار نظر + اور واضح ہو کہ ان وعیب کو متاخرین صنعت جانتے ہین یازدہم **تغییر** یعنی تبدل قافیے کا ایک غزل یا قصیدے مین مثلاً قافیہ جم نم وغیرہ کا ہی بعد چند شعر جام و نام وغیرہ قافیہ کردین

فصل ششم ردیف کے بیان مین واضح ہو کہ ردیف کہ ایجاد شعراے عجم ہی کلمہ مستقل کو کہتے ہین کہ اوسکو آخر مصرع یا بیت کے بعد قافیے کے لاتے ہین اور محقق طوسی کے نزدیک کلمہ غیر مستقل بھی ردیف ہو سکتا ہی اور بقول محقق مذکور اگر ایک کلمہ معنی مختلف پر دو جگہہ واقع ہو وہ بھی ردیف ہی لیکن باتفاق جملہ علماء ردیف مین لفظ مستقل اور واقع ہونا سب جگہہ معنی واحد پر شرط ہی اور جائز ہی کہ تمام مصرع مشتمل قافیے اور ردیف پر ہو + طالب **شعر** گھر پاس نہین کہ یار پاس آے مرے + زر پاس نہین کہ یار پاس آے مرے + پہلے ہی مین کر چکا ہون طالب قربان + سر پاس نہین کہ یار پاس آے مرے + اور اگر ردیف درمیان دو قافیے کے واقع ہو اوسکو حاجب کہتے ہین + میر **شعر** کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا + کہین دل مین جنون ہوکے رہا +

باب پنجم اقسام نظم و نثر کے بیان مین

واضح ہو کہ کلام دو قسم ہی نثر اور نظم نثر تین قسم ہی مسجع مرجز عاری اور نظم دس قسم ہی فرد غزل قصیدہ تشبیب
رباعی قطعہ مثنوی ترجیع بند مسمط مستزاد فرد عبارت ہی ایک شعر سے خواہ مقفی خواہ غیر مقفی لیکن کسی غزل یا قصیدہ
وغیرہ کی نہو ورنہ قسم علیحدہ شمار نہ کی جاتی اور بقول صاحب بحر لطافت سنے قافیہ ہونا اوسکا بھی ضرور ہی کیونکہ وجہ
تسمیہ اوسکی خالی ہونا قافیے سے ہی اور متضمن کسی مثل وغیرہ مضمون خاص کے ہو اور اکثر شعراے متقدمین فرد کہتے ہین فوق
فرد جس جگہہ بیٹھے ہین با دیدۂ نم اوٹھے ہین ✣ آج کس شخص کا مُنہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین ✣ سودا فرد تو ٹک جگر تو مرے
مرغ نامہ بر کا دیکھہ ✣ وہان اوڑے ہی جہان پر جلین فرشتون کے ✣ غزل ان اشعار متفق الوزن و القوافی کو کہتے ہین کہ بیان
حسن و عشق و صفت خط و خال معشوق و مجاورت و مکالمت محبوب و حدیث وصال و ہجر و جور و جفاے یار و ذکر شراب و شکوہ
الم مفارقت و جفاے فلک مین ہو اور سواے اسکے اور قسم کے مضامین مثل نصیحت و معرفت و وعظ وغیرہ جو بعض جہلا لکھتے ہین
غزل نہین ہو سکتی اور شعر اول کے دونون مصرعون مین قافیہ ہو اور اوسکو مطلع کہتے ہین باقی اشعار کے مصرع دوم مین قافیہ
ہو مصرع اول مین کچھہ ضرور نہین اور شعر دوم کو حسن مطلع یا زیب مطلع کہتے ہین اور متاخرین شعر آخر غزل مین تخلص یعنی نام فرضی
اپنا ضرور ذکر کرتے ہین گو متقدمین مین کچھہ یہ قید نہ تھی اور اوسکو مقطع کہتے ہین بعض شعرا مطلع مین بھی تخلص ذکر کرتے
ہین اور مقطع مین کر اسطرح لاتے ہین کہ معنی دیگر مفہوم ہون مگر یہ قابل پسند اہل تحقیق نہین جیسے سودا شعر جی دیتا ہی
بوسے کی توقع کی فغان تو ✣ ٹک دیکھیو سودا یہ ترا خام نہووے ✣ اور تعداد اشعار غزل کی پانچ سات تو گیارہ تیرہ
پندرہ و سترہ ہی اور بعض نے انتہا ۲۵ شعر لکھی ہی مگر متاخرین فارسی کے کلام مین چالیس سے بھی زیادہ اشعار کی غزل
پائی جاتی ہی اور بقول بعض ادنی تین بیت ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ اشعار طاق ہون جفت نہون اور غزل کا مضمون ہر شعر کا
جدا گانہ ہوتا ہی یعنی اگر ایک شعر مین وصال اور دوسرے مین ہجر کا مضمون ہو تو جائز ہی لیکن قدما اکثر صرف ایک ہی مضمون مین
غزل کہتے تھے اور یاد رہے کہ اشعار فارسی اور اُردو مین عشق مرد کا امرد پر اور ہندی بھاکھا مین عشق عورت کا مرد پر
بیان کیا جاتا ہی پس اگر زبان ریختہ مین وہ دلبر آئی لکھین ناجائز ہی وہ دلبر آیا لکھنا چاہیے اور اگر کوئی شخص عاشق عورت
لکھے تو یہ امر خاص ہی فقط مثال غزل جرأت غزل مشکل مہی گردش ہی ہمکو سارے دن ✣ جو تم پھر آؤ تو پیارے
پھرین ہمارے دن ✣ نہین ہی تیرے مریضان ہجر کا چارہ ✣ اب اپنی زیست کے بھرتے ہین یہ بچارے دن ✣
کب اوس سے ہوگی ملاقات مین یہ پوچھون ہون ✣ ذرا تو دیکھہ نجومی مرے ستارے دن ✣ بو صل کیونکہ مبدل ہوین
ہجر کے ایام ✣ مگر خدا ہی یہ بگڑے ہوئے سنوارے دن ✣ لگا یا سوگ جوانی مین کیون بیان جرأت ✣ ابھی تو کھیل تماشے
کے تھے تمہارے دن ✣ قصیدہ بعینہ مثل غزل کے ہی صرف فرق یہ ہی کہ غزل مین خصوصیت مضمون کی ہی اور
قصیدے مین عام ہی خواہ حمد خواہ نعت خواہ مدح یا ہجو خواہ حکایت وغیرہ ہو اور قصیدہ کم پچیس اور بقول بعض پندرہ بیت سے
نہین ہوتا اور حد قصیدے کی نہین لیکن متاخرین عجم نے ایکسو تیس اور بقول بعض ایک سو ستر بیت مقرر کی ہی

اور اوسمین اشعار معانی دقیق بلیغ اور صنائع و بدائع لفظی و معنوی بیان کیے جاتے ہین کہ جس سے زور طبیعت شاعر کا معلوم ہو اور قصیدۂ مدح مین دو تین چار مطلع بھی علحدہ علحدہ لاتے ہین اور یہ محسنات قصیدہ سے ہی اور اکثر قصیدہ اپنے مضمون سے موسوم ہوتا ہی یعنی اگر ذکر عشق مین ہی تو عشقیہ اگر شکایت گردش زمانہ مین ہی تو حالیہ اگر اپنی تعریف مین تو فخریہ یا حرف ردیف سے موسوم ہوتا ہی جیسے اگر ردیف جیم ہی تو جیمیہ اور ردیف میم تو میمیہ یا ردیف سے جیسے ردیف آفتاب ہو تو شمسیہ تشبیب بھی مثل غزل کے ہوتا ہی کہ اوسمین ذکر ایام شباب و شراب و کباب و شاہد و مستی و صحبت یار و موسم بہار و باران و گلزار وغیرہ کا ہو پھر اوس سے کسی اور نظم خواہ مدح ممدوح خواہ تعریف معشوق وغیرہ کی طرف رجوع کرین غرض کہ تشبیب ایک خاص قسم تمہید کی جسے گریز بھی کہتے ہین اور بعض اہل تحقیق جملہ تمہید کو خواہ اوسمین کوئی مضمون ہو تشبیب کہتے ہین جس قصیدے مین تشبیب نہو اوسکو مجرد کہتے ہین

مثال قصیدہ مع تشبیب

اوٹھہ گیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل
دیکھکر باغ جہان مین کرم عز و جل
بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے
شاخ مین گاو زمین کے بھی جو پھوٹے کونپل
کشت کرنے مین ہر اک تخم سے از فیض ہوا
آگیا لعل و زمرد کے پرکھنے مین خلل
نسبت اس فصل کو پر کیا ہی سخن سے میرے
ہے گا سبز بہر مجمع و ہر اک محفل
ہی مجھے فیض سخن اسکی ہی مداحی کا
وصی ختم رسل اور امام اول
مدح غائب سے کھلے اوسکے نہ مداح کا دل
ایک شئی دو نظر آتی ہی بچشم احول
راے تیری کے موافق جو نہ لکھے نسخہ
دولت ہر دو جہان سے ہو غنی عبد اقل
نرم اور سخت سہاوی ہی کسو پر آ سے
نہ جھڑا کوہ نہ مہر ملے وہ نہ بیرا اوسمین بل
وصف تیرے کی ہی شایان زبان تیری ہی

تیغ ابرو نے کیا ملک خزان مستاصل
قوت نامیہ لیتی ہی نباتات کے عرض
لوٹتے ہی سبزے پہ از بسکہ وہی ہیکل
آنجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی
گرتے گرتے سر زمین گرد براتا ہی نکل
تا کجا شرح کرون مین کہ بقول عرفی
ہی فضا اسکی تو دو چار ہی ون مین فیصل
ہو جہان کے شعرا کا مرے آگے سر سبز
ذات پر جسکی مبرہن کنہ عز و جل
خاک نعلین کی جسکے مدد طالع سے
رو بر و مطلع ثانی سے یہ ہو عقدہ حل
مرضی حق تری مرضی سے ہی جو نہ جز ہر فرد
کرے تاثیر نہ عیسی کا مداوا بہ کسل
وصف تجھ تیغ دو سر کا مین کہون کیا یہ نہ دراز
خواہ بر روے قمر خواہ وہ بر پشت جبل
زیر ران ہی جو تری رخش فلک سیر شہا
سمجھے ہی آپ کو یا تجھکو خداوند اجل

سجدۂ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک
ڈال سے پات تلک پھول سے لے کر تا پھل
جوش روئیدگی خاک سے اب دور نہین
خط گلزار کے صفحے پہ طلائی جدول
جوہری کو چمنستان جہان مین اس فصل
اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل
اور میرا سخن آفاق مین تا یوم قیام
نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل
شیر یزدان شہ مردان علی عالی قدر
پوچھے اوس شخص کو جو شخص ہوا اعماے ازل
دید تیری بدوئی حق سے نگہ کا ہی خلل
اس یقین مین نہ گمان کر سکے زنہار خلل
سامنے مین وسعت کعبے کے ترے ہر صبح و مسا
دل مجنون کا جو میدان مین کم سے ہی مستقل
اسکو آسیب نہین صورت شمشیر قضا
ہی وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل
مدح اپنی نہ سمجھ یہ جو کہا مین اس سے

رتبہ تجھ مدح کا اعلیٰ ہی سخن سے اسفل
سو تو وہ کیا ہی رہا ہووے جو تجھسے مخفی
گردش چرخ سے جون شیشہ ساعت کے گل
اسکے تگ سے جب ورمیرا کجھہ پسلا
صبح جب نکلے ہی خورشید تو سے کر مشعل
رہت گیسون سے گہی اتنی ہی اس ملعونکو
آب پیتا ہی گیا ہی بدن اسکا سب گل
یہ نکر مجھپہ گوارا کہ گزند اسکے سے
کہ اسے عمر ابد ہی جو وہان آے اجل
طاقت طول سخن آگے بھی تک سودا کو
نظم تجھ مدح کی بہتر ز کلام اول
برگ پیدا کرے تا باغ میں ہر ایک نہال
جب تلک اس سے بر آئے مری امید امل

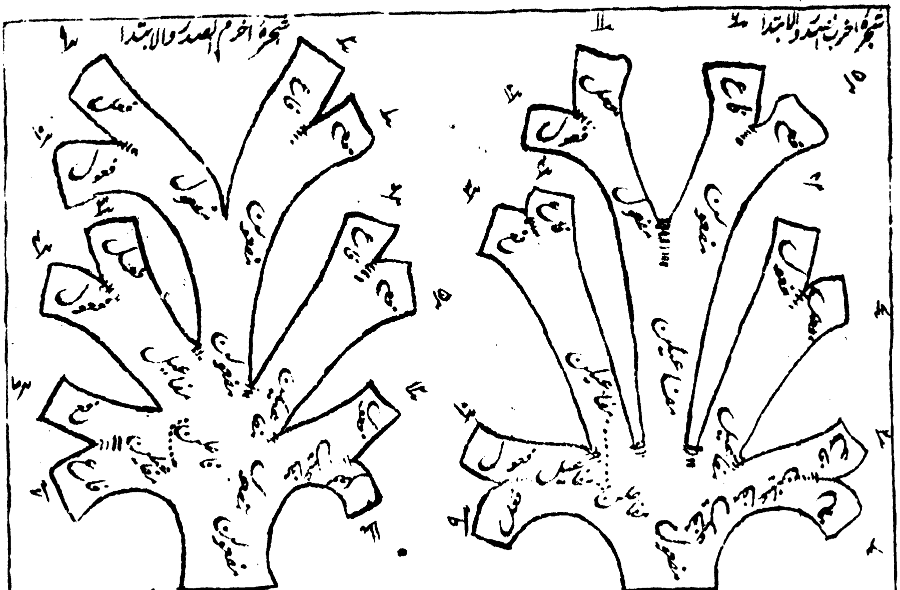
عرض احوال ہی اپنا ہی مجھے اس سے غرض
نہیں ساز دو جہان تیری نظر سے او جھل
کہی جاتی نہیں وہ مجھسے جو اس ظالم نے
تب میں لاچار کہی شکوے میں اسکے غزل
سامنے اسکے اوٹھے دست تظلم اوسکا
کہ دیا شرکو اسنے نہ کبھی پھول نہ پھل
کرکے دریافت اس احوال کو اب یا مولا
ہند کی خاک میں اجزاے بدن جاوین گل
میری قسمت کے موافق تو معین کیجوے
بخش ای قوت بازوے نبی مرسل
تا ملے خلعت نوروز بہ بستان جہان
پھوٹے تا نامیہ سے شاخ شجر میں کونپل
نخل امید سے اپنے ہون بہ ثمر محب

تا بآخر یہ جو موزون میں کیا از اول
پر کرون کیا میں کہ ہی آنکھہ بہر دل میرا
کس طرح سے کی مرے اوقات میں ڈالی ہی خلل
داد گو اسکی فلک پوچھے کہ از روز ازل
جوہر عقل میں جس شخص کے آجاے خلل
رہبر اپنے کو جو ہیبت سے تری یا حیدر
تجھسے یون عرض کرے ہی یہ تیرا عبد اقل
جلد پہونچا بزمین نجف اس عاصی کو
اپنی سرکار سے اب ما تحلل کا بدل
چاہتا ہی کرے آخر وہ دعائیہ پر
یا مے تا نیر اعظم شرف از برج حمل
تا ہمی رہے یہ نظم بہ باب الجنت
ہو محبت نہ تری جسکو نہ یاد نہ پھل

رباعی جسکو ترانہ اور دوبیتی اور چار مصرعی اور ایک نام اسکا خصی بفتح خاے تخذ معاد غیر منقوط بھی ہی منسوب مخصص یعنی ناقص بھی کہتے ہین چار مصراع متفق الوزن والقوافی مین مصرع سوم مین اگر قافیہ ہو بہتر ہی اور نہو تو مضایقہ نہیں ایجاد رودکی ہی محمد بن قیس نے رسالہ عروض مین لکھا ہی کہ ایک دن استاد رودکی چلا جاتا تھا راہ مین بیٹا امیر یعقوب بن لیث صفا کا کہ دس سال کا تھا جوز بازی چند اطفال کے ساتھہ کرتا تھا یعنی چند جوز کو ایک گھڑے مین ڈالنا چاہتا تھا ایک بار چہہ جوز گھڑے مین جا پڑے اور ایک باقی بھی لڑھک کر جا پڑا تب وہ خوش ہوکر کہنے لگا مصرع غلطان غلطان ہمیرود تا لب گو رودکی نے سنکر اوس سے چوبیس وزن ایجاد کیے متن بعد عروضیون نے اس سے بہت زیادہ اوزان رباعی کے شمار کیے ہین غرض کہ رباعی عبارت ہی دو بیت سے کہ متفق ہون وزن اور قافیے مین لیکن مصرع سوم مین قافیہ شرط نہیں اور رباعی بحر ہزج مثمن سے مخصوص ہی اور نو زحاف یعنی خرم خرب قبض کف ہتم جب بتر شتر زلل واقع ہونے سے چوبیس وزن پیدا ہوے ہین اون مین سے

بارہ وزن اخرب الصدر والابتدا

ہین اور بارہ اخرم الصدر والابتدا



ان چھہ رباعی عبدالعزیز خان عزیز بریلوی کا ہر مصرع ایک وزن رباعی پر ہی تین رباعی اوزان اخرب کے اور تین اخرم کے
اخرب کے یہ تین ترتیب نشان ہر رباعی

حیرت کو مری غور اگر کرتا ہی + ۱
بینا ہی وہ جو نہ وا کرے آنکھہ یہان ۹
رباعی ہی اہل سخا سے چرخ دون سے جنگ ۱۰
زر جسکی گرہ مین ہمی ہی ہی دل تنگ ۴
لیکن ہی دیدۂ بصیرت درکار ۸
دیگر لازم ہی انسان کو ہو سب سے جدا ۱۱
شہرت عزلت مین ہی مثال عنقا ۷
دیکھو تو گلشن مین گل نے کیا ۹

ہی شبنم حیران کو مجھسے یہ حجاب ۱۲
آیینے کی آنکھہ مین بھر آتا ہی آب ۲
ہر پردۂ دیدہ ہی حجاب غفلت ۳
پایا ہی خسیسون نے تاج و اورنگ ۶

اور رباعیات اوزان اخرم کے یہ ہین رباعی

بینائی آنکھون مین نرگس کے ہوا ۱
ہوتا ہی مشہور رہے جو تنہا ۵
دیگر دنیا مین ہنسنے سے بشر کون ہی پاک ۱۲
ہنستے ہنستے دامن کر ڈالا چاک ۲

آنکھونکو کرے بیدار نہین یہ اور ہی آب ۸
دیگر سرمایۂ غفلت ہی تماشائے جہان ۷
عارف کو ہی یہ کھلتا ہی راز پنہان ۵
غنچے سے چمن مین ہی یہ معلوم ہوا ۱۱
ہین باغ عالم مین کیا کیا گل و خار ۱۰
گلشن مین تب کرے تماشائے بہار ۴
وحدت سے ہی فروغ خورشید فلک ۳
لیکن ہی دیوانہ اگر ہو نے باک ۶
اور روا فصیح ہو کہ اگرچہ اہل عروض قید

اس امر کی کرتے ہین کہ اوزان رباعی دائرۂ اول و دوم ایک رباعی مین باہم جمع نہون مگر شعرا کے کلام مین یہ قید
پائی نہین جاتی امیر سوز رباعی | مدت ہوئی ہمکو جانفشانی کرتے | کیا ہوتا جو مہربانی کرتے
تخت جگر و کباب دل تھے طیار | تم آتے تو ہم بھی میہمانی کرتے | دونون مصرع اول کے دائرۂ اخرم

کے اور مصرع سوم و چہارم دائرۂ اخرب سے ہین قطعہ عبارت ہی دو یا زیادہ ابیات متفق الوزن و القوافی سے
کہ مطلع خواہ نہو اور مضمون سب ابیات کا متعلق ہو جداگانہ نہو گویا کہ قطعہ کسی غزل یا قصیدے کا ٹکڑا ہی اور اشعار قطعہ
اقل ۲ اور زیادہ ۱۷۰ تک ہین + ذوق قطعہ مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا + کہ رہا مدنظر حسن کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہوا لیوے عطر جسے انگوٹھے تلے داب مجھے

مثنوی یا مزدوج ابیات متفق الوزن کہ ہر بیت کے مصرع باہم مقفی ہون ۔

میر تقی مثنوی

ہر جگہہ اسکی اک نئی ہی چال
کہیں آنکھوں سے خون ہو کے بہا
عشق ہی تازہ کار تازہ خیال
کہیں سر میں جنون ہو کے رہا

گہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہ پتنگا چراغ کا پایا

اور اوسکے واسطے سات بحرین مخصوص ہین **اول** متقارب مثمن مقصور یا محذوف الآخر ہین اور یہ بحر مخصوص ہی ذکر جنگ سلاطین وغیرہ کے واسطے چنانچہ شاہنامہ اگرچہ میر حسن نے مثنوی سحر البیان میں قصۂ عشقیہ اس بحر مین لکھا ہی **دوم** ہزج مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر اور یہ مخصوص ذکر عاشق و معشوق کے واسطے ہی جیسے نلدمن و پدماوت و اعجاز عشق **سوم** ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر یا محذوف الآخر اسمین بھی خصوصیت ذکر عشق کی ہی جیسے گلزار نسیم + **چہارم** خفیف مخبون مقصور یا محذوف اس مین معاملات نصائح و حکمت اکثر مذکور رہوتے ہین اور مضامین عشقیہ بھی اکثر نے لکھے ہین جیسے بہار عشق فریب عشق زہر عشق دریاے عشق سراپا سوز **پنجم** رمل مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر اس مین حکایات علما و اولیا و حقائق حکمت و نصائح وغیرہ زیبا ہی جیسے گلزار ابراہیم و ایجاد رنگین و گلزار ارشاد **ششم** رمل مسدس مخبون مقصور یا محذوف الآخر یعنی فعلاتن فعلاتن فعلان اسمین بھی مضامین علما و اولیا وغیرہ کا زیبا ہی اس وزن کا موجد بعض شخص امیر خسرو دہلوی کو کہتے ہین مگر غلط ہی کیونکہ اوس سے بیشتر کے شعرا کے اشعار پائے گئے ہین **ہفتم** سریع مسدس مطوی مقصور یا محذوف الآخر اس وزن مین سواے ذکر عاشق و معشوق کے اگر اور کچھہ ذکر ہو تو مضایقہ نہین اگر ان اوزان کے سوا اور وزن مین مثنوی کوئی شخص کہے تو دلچسپ نہین ہوتی

ترجیع بند اگر چند اشعار متفق الوزن والقوافی مثل قصیدے و غزل کے بعد ایک شعر متفق الوزن و مختلف القوافی لائین اوسکو بند کہتے ہین اور اگر چند بند اسی طرح جمع کیے جائین بشرطیکہ شعر مختلف القافیہ ہر بند مین ایک ہی سا واقع ہو اوسکو ترجیع بند کہتے ہین اور اگر اور اور شعر بعد ہر بند کے لائین اوسکو ترکیب بند کہتے ہین اور ہر بند کم ۵ بیت سے اور زیادہ گیارہ بیت سے نہو

مثال ترجیع بند حکیم مومن خان مومن

ہی اوس سے زیادہ بیوفا دل
یہ دشمن جان تمھین مبارک
مائل اودھر آپ ہی ہوا دل
اس چشم نے کر دیا خراب آہ
اللہ بگڑ گیا ہی کیا دل
ای محرم راز کیا کہون مین

دلدار کے کھینچنے پڑے ناز
یعنی نہین میرے کام کا دل
دیتا ہون دم اسلیے فتنہ گر پر
تہا ورنہ بہت ہی پارسا دل
گھونٹے ہی گلے کو کوئی ہمدم
کس آفت جان پر آگیا دلی

تو چھوڑ کے مجھے چلا گیا دل
افسوس کہ میرے پاس تہا دل
کیون دعوی دلربائی اتنا
انصاف سے دیکھنا مرا دل
کیسی مری جان پر بن آئی
کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
ای مونس غمگسار ہر دم

کیا پوچھتے ہو کیونکے گیا دل
پردے مین ہی رشک ماہ میرا
ہی مقبرہ خوابگاہ میرا
اس سد سکندری کو توڑو
ہی شوق بستم گواہ میرا
ای دوستو ہاتھہ سے چلا مین
خود جرم ہی عذر خواہ میرا
ناصح انصاف تو ہی کر یار
گویا کہ دلم نبود از من

آن شوخ چنان ربود از من
کیونکر نہو دل سیاہ میرا
بس آپ مین آؤ تم کہ شاید
آیینہ ہی سنگ راہ میرا
دیکھا تونے کہ رنگ بدلا
قابو مین نہین دل آہ میرا
ای چارہ گرا ہتو پھینک تبر
دل دینے مین کیا گناہ میرا

گویا کہ دلم نبود از من
کیا مرنے کے بعد پاؤن پھیلائے
ہو دل مین گذارگاہ میرا
مین کشتہ شہید سنے دیتا ہون
ای شوخ فسون نگاہ میرا
مرنا نہین اختیار کی بات
ہی حال بہت تباہ میرا
آن شوخ چنان ربود از من

مثال ترکیب بند از حکیم مومن خان مومن

دل کی طرح سے یہ بھی چلی جان کو کیا ہوا
کیا جانے اوسکی زلف پریشان کو کیا ہوا
شبنم کو پھر ہی بجانب خورشید التفات
برہم ہی حال کاکل پیچان کو کیا ہوا
بوے قباے یوسف گل ہی نسیم مین
اوس چشم رشک فتنۂ دوران کو کیا ہوا
کتان ہی سینہ چاک رخ ماہ دیکھکر
وہ مہر آسمان نکوئی کہان گیا
افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
جس سے کہ زندگی کا مزہ تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جا کے روئیے
وہ قدردان شکوۂ بیجا نہین رہا
کس سے بنائیے کہ سواے وفات کے
وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا
ہردم جبین آینہ آلودہ نم سے تھی

دم مین نہین ہی دم مرے جانان کو کیا ہوا
پیتی ہی اپنا خون دل افسوس سے حنا
شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا
لذت فزا نہین الم اوس لب کو کیا ہی
اوسکی شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا
دعوی ہی شوخیونکا غزالان دشت کو
اوس وہی غیرت مہ تابان کو کیا ہوا
یہ گلستان سراے تماشا نہین رہا
وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا
ای چرخ چاہنے سے رہے مہر ماہ کو
وہ شمع روی انجمن آرا نہین رہا
کسکو گلے لگائیے ای شوق ہمکنار
دنیا مین ہاے نام وفا کا نہین رہا
اوس نور چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے
یہ آب و تاب حسن اوسی مہ کے دم سے تھی

اسر پیٹتا ہی شانہ پڑا دونون ہاتھہ سے
اوس دست رشک پنجۂ مرجان کو کیا ہوا
دلمین شکن ہی زلف مسلسل کدھر گئی
کچھہ زخم نے مزہ ہی نمکدان کو کیا ہوا
گردش پہ اپنی ناز ہی پھر روزگار کو
اوس خوش نظر کی جنبش مژگان کو کیا ہوا
عجب حجاب شمع رخان جہان گیا
وہ نوبہار گلشن دنیا نہین رہا
حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ طالعی
کیا چاہین روزگار تمنا نہین رہا
دلمین جگہ نہونے کا کس سے گلہ کرین
وہ خوش گلوے سینہ مصفا نہین رہا
اب کسکو دیکھیے کہ کسیکو نہ دیکھیے
آنکھون مین جو رہے کوئی ایسا نہین رہا

مسمط سات قسم ہی مربع مخمس مسدس
مسبع مثمن متسع معشر اور یہ اسما باعتبار تعداد مصاریع ہر بند کے ہین پس چاہیے کہ ہر قسم کے بند اول کے سب مصرع

مقفی ہون آیندہ ہر بند کا قافیہ جدا مگر آخر مصرع اصل قافیہ بند اول کیطرف راجع ہو اور واضح ہو کہ سواے مخمس باقی اقسام اوسکے قدما مین رائج تھے اب کم مستعمل ہین اور شعراے زبان ریختہ نے قسم ہشتم یعنی مثلث جسکو اونکی اصطلاح مین تکرہ کہتے ہین ایجاد کیا ہی بصفت مذکور

مثال مثلث شعر

سب کو خدا کے نور کا جلوہ دکھا دیا
دل اوسکے عکس نور سے آئینہ ہوگیا
اوسکو مجرا ہی جو کہتا ہی یار آگے جو ضیا
آبرو رکھو مری ای یار آگے جو ضیا
جس طرف کو آن کر چمکے تری برق نگاہ
گر شاہ سر پہ افسر رکھکر ہوا تو پھر کیا
نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا
پھیری ہُما ئی اپنی ے ماہ تا بماہی
دارا و جم سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا
نادیدہ ہو ا دل یہ گرفتار کسیکا
یان دیدہ تو تھا طالب دیدار کسیکا
جو دم کہ گذرتا ہی دم باز پسین ہی
کہتے ہین جو کچھہ لوگ جواب اوسکا نہین ہی
لطف بہار تازگی گلستان نہین
سنبل مین بوے کاکل عنبر فشان نہین
سر پر اوڑاتی خاک ہی باد سحر کہین
بلبل کا آشیان ہی کہین بال و پر کہین
دلمین جگر ہین آنکھہ مین سر ہین کہان نہین
شمع سان داغ دل خستہ جلاتا ہی مجھے
ڈوبنا ضعف سے مشکل نظر آتا ہی مجھے
ناتوان جان کے سایے سے ڈراتا ہی مجھے
کہیو پیغام یہ اوس ماہ لقا سے میرا

سجدے کو مہر و ماہ نے بھی سر جھکا دیا
قامت نے اوسکے فتنۂ محشر جگا دیا
عشق مین جو بسر کے ہون ہمار آگے جو ضیا
اسقدر اپنی لگا دے ابتو میرے دلمین چاہ
سر جھکاؤن وان مین ہو سو بار آگے جو ضیا
اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
سب ملک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا
جب آن کر فنا کی سر پر پڑی تباہی

مثال مسدس شعر

یان ہجر سے جینا ہوا دشوار کسیکا
وان بند ہوا روزن دیوار کسیکا
وان اوس بت عیار کو پروا ہی نہین ہی
کہنا نہین سنتا ہی وہ زنہار کسیکا

مثال مسبع

ایسا کوئی چمن نہین جسمین خزان نہین
بلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیان نہین
شبنم سرشک گرم سے ہی چشم تر کہین
لالے سے آشکار ہی داغ جگر کہین

مثال مثمن شعر

عشق اوس زلف کا دیوانہ بناتا ہی مجھے
موج کے ساتھہ ہی دریا بھی بہاتا ہی مجھے
ہی تجھے زلف رسا کی قسم ای باد صبا
کہہ برا حال ہی ظالم ترے سودائی کا

برقع جو اپنے منہ سے صنم نے اوٹھا دیا
یوسف کا حسن قصۂ پارینہ ہوگیا

مثال مربع شعر

یار سے کہتا تھا یہ ہر بار آگے جو ضیا
جو نظر آئے تو ہی ماہی سے لے کر تا بماہ

مثال مخمس شعر

ماہی علم مراتب برزر ہوا تو پھر کیا
کیا رکھہ کے فوج لشکر کی سلطنت پناہی
پھر سر ہانہ لشکر نے تاج بادشاہی
ہی دام بلا طرۂ طرار کسیکا
وان بات بھی کرنے کو نہین بار کسیکا
یان لب پہ مرے آٹھہ پہر جان حزین ہی
غافل مرے احوال سے وہ پردہ نشین ہی
شعر افسوس اس چمن مین وہ سرو روان نہین
گل خندہ زن نہین کہ وہ آرام جان نہین
وہ چہچہے نہین ہین وہ شور و فغان نہین
پتھر پہ باغبان پٹکتا ہی سر کہین
خالی پڑا ہی درد و مصیبت سے گھر کہین
قلق اوس مہ کی جدائی کا ستاتا ہی مجھے
مثل وحشی کے شب و روز پھراتا ہی مجھے
قیس مجنون جو کبھی آپ مین پاتا ہی مجھے
اگر اوس شوخ کے کوچے مین گذر ہو تیرا
ہوگیا آج غم ہجر سے لاغر اتنا

ادھر سے سانے کا ہوتا ہی کبھی پرہو کا

مثال مثمن شعر

بیٹھنے دیتے نہین آبلۂ پا ہمکو
کبھی اس ہنسنے پہ آجاتا ہی رونا ہمکو
آپ ہی بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو
گل خندان کی قسم عارض زیبا کی قسم
دُرِ دندان کی قسم عقد ثریا کی قسم
کہ سوا تیرے کبھی کوئی نہ بھایا ہمکو

جسطرح حلقۂ پرکاہ کو اوڑتی ہی صبا
ہو گیا زلف گرہ گیر کا سودا ہمکو
پاؤن پڑ پڑ کے لیے جاتے ہین صحرا ہمکو
دردِ وحشت نے دکھایا ہی تماشا ہمکو
سنبلِ تر کی قسم زلفِ چلیپا کی قسم
دلِ نالان کی قسم بلبلِ شیدا کی قسم
غمِ مجنون کی قسم عشوۂ لیلی کی قسم

مثال معشر شعر

مرگ نے دیر کیون لگائی ہی
اپنے طالع کی نارسائی ہی
کوفت سے جان لب پہ آئی ہی
نہوا شوق اپنے دل سے کم
اوس دہن نے دکھائی راہِ عدم
اوسکے کوچے مین مثل نقش قدم

رنگ چہرے کا اوڑا لئے لیے جاتا ہی مجھے
طوق و زنجیر سے بس اُنس ہی زیبا ہمکو
کبھی ہنستے ہین کبھی اوس گل نے رُلایا ہمکو
آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنایا ہمکو
شورِ محشر کی قسم قامتِ رعنا کی قسم
چشمِ جادو کی قسم نرگسِ شہلا کی قسم
حسنِ یوسف کی قسم عشقِ زلیخا کی قسم
نہ اوسے پاسِ آشنائی ہی
عمر جینے سے تنگ آئی ہی
ورنہ مرنے مین کیا بُرائی ہی
ہمنے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہی
بوسۂ لعل لب سے وائے ستم
آبِ حیوان تھا اپنے حق مین سم
ہوگئے خاک سے برابر ہم

نہمین طاقتِ جدائی ہی
بات قسمت نے یہ بڑھائی ہی
زندگی سخت سنے حیائی ہی
اوسکے جورِ جفا سے باہم
ہوئے کامیاب مرتے دم
کیا کہون دوستو حکایتِ غم
دان وہی نازِ خودنمائی ہی

فائدہ واضح ہو کہ شعرای متاخرین اکثر اقسام مسمط مسدس و مثمن وغیرہ کو بطور ترجیع بند و ترکیب بند کے استعمال کرتے ہین اور مخمس مین اکثر غزل کسی کی تضمین کرتے ہین مثال

مسدس ترکیب بند امانت شعر

غرقِ بحرِ غم و اندوہ مین دل آہ نہو
دل اگر زہرہ جبینون پہ نمائل ہوئے
انتہا سوچ کے دارفتۂ ممنوع کام نہو
سرو کی طرح سے اسن باغمین آزاد رہے
کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دلکو
نہ اوسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو
علاج کیجیے کیا کچھہ نہین بن آتی ہی
نہ اوسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو

عشق کے حال سے یارب کوئی آگاہ نہو
حسنِ یوسف بھی نظر آئے تو کچھہ چاہ نہو
عشق کے نام سے یارب کوئی بدنام نہو
ابتدا عمر مین الفت کا سرانجام نہو

مثال مسدس ترجیع بند و لہ شعر

نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دلکو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دلکو
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہی
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دلکو

پاؤن اس راہ مین کھلکر کبھی گمراہ نہو
مثل ہاروت اسیر چہ بابل ہوئے
خاص مین شورشِ وحشت کی خبر عام نہو
نہ گرفتارِ قدِ غیرتِ شمشاد رہے
فراق مین یہ غمِ بے حساب ہی دلکو
خیالِ یار مین کیا اضطراب ہی دلکو
جدائی اوسکی خدایا بہت ستاتی ہی
نہ یار آتا ہی مجھہ تک نہ جان جاتی ہی
کبھی ایک مصرع بطور ترکیب بند اور کبھی ترجیع بند ہوتا ہی نظم شعر

دنیا مین کوئی خاص کوئی عام رہے گا
شادی نہ غم گردش ایام رہے گا
یہ چرخ جو کھاتا ہی پڑا گنبد ازرق
سب ٹھاٹھ یہ اک آن مین ہو جائگا ہو حق

سے صاحب حشمت ہو رہنہ ناکام رہے گا
نے عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہے گا
یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہین معلق
آغاز کسی شی کا نہ انجام رہے گا

زردار نہ بے زر نہ بد انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا
لوح و قلم و عرش برین ثابت و مطلق
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

مخمس مائل تضمین غزل عشرت

جو جاؤن جاؤن کا اوسکو سبق ابھی سے ہی
دماغ دوستو اپنے جو کجکلاہ کا ہی
گیا نہین وہ ارادہ ہی سیر ماہ کا ہی
غم فراق سے جو سینہ شق ابھی سے ہی
شب فراق مین دلبر قلق ابھی سے ہی
نہ جور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہی
یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہی
سپید چہرہ بہ رنگ افق ابھی سے ہی
سحر ہی دور مرا رنگ فق ابھی سے ہی
ہراس دل مین سمایا ہوا جو راہ کا ہی

مستزاد اصل مین ایک جزو زن رباعی کا بعد ہر مصرع رباعی کے لانا ہی اور خوبی مستزاد کی یہ ہی کہ مضمون شعر کا اوس فقرے پر منحصر نہو اس صورت مین اوسکو مستزاد عارض کہتے ہین اور اگر معنی فقرے پر منحصر ہون اوسکو مستزاد لازم جیسے **رباعی لمولف** + شعر

ہی جیسے مرے تجھسے جدائی پیارے + ہی حال تباہ
غم سے ہی جان لب پہ آئی پیارے + انا للہ
ای کاش یہ جانتا مین پہلے سے + ہوگا یہ حال
کرتا ہی گزر نہ آشنائی پیارے + خالق ہی گواہ

اور متاخرین نے غزل کو بھی مستزاد کیا ہی جیسے + جرأت شعر

جادو ہی نگہ چھپ ہی غضب قہر ہی مکھڑا + او قد ہی قیامت
غارت گر دین وہ بت کافر ہی سراپا + اللہ کی قدرت
ہین بال بھی بکھرے ہوئے مکھڑے پہ دھوان دھار + جون شعلے پہ ہو دود
اور رنگ رخ یار ہی گویا کہ بھبوکا + اور تسپہ ملاحت

کبھی صرف مصرع دوم مین فقرہ مستزاد لاتے ہین جیسے **مستزاد**
جس باغ مین وہ سرو گل اندام نہین ہی
جس بزم مین وہ شمع دلارام نہین ہی + ویرانہ ہی گویا
پروانہ نہین گر آتش جانسوز جلائے + عاشق کا تو جلنے
کے سوا کام نہین ہی + پروانہ ہی گویا +

کبھی کئی فقرے مستزاد لاتے ہین جیسے + سراج شعر
تجھ زلف کی یہ باس گئی جیسے ختن مین + نافہ آہو پر شکن خطا سے
ہر غنچۂ دل تنگ ہوا پھول چمن مین + ای شوخ سمن بو + تجھ مکھ کی ہوا سے +

کبھی مصرع غزل مین قافیہ نہین بھی لاتے صرف قافیہ فقرہ مستزاد پر کفایت کرتے ہین ظفر شعر
ہین عاشق مجھے غم کھانے سے انکار نہین + ہی یہی میری غذا
تو ہی معشوق تجھے غم سے سروکار نہین + کھلئے غم تیری بلا
مطلب یہ سہ یہ اتنا تو برا مانتے ہو + ہمین پہچانتے ہو
کہو ہم ہین وہی جانباز جنھین جانتے ہو + کرتے ہین جان فدا

واضح ہو کہ اقسام نظم یہی ہین جو مذکور ہوئے آیندہ اکثر نظم اپنے مضمون سے موسوم ہوتا ہی اگر تعریف ذات باری ہی تو حمد اور تعریف پیغمبر مین ہی تو نعت اور تعریف بادشاہ و امرا کو مدح اور صفت اصحاب و اہل بیت کو منقبت کہتے ہین جسمین مذمت کسی کی ہو اوسکو ہجو کہتے ہین اور جسمین معشوق سے بیزاری اور عاشق کی بے پروائی کا مضمون ہو یا دوسرے معشوق سے دل لگانے کی چھیڑ لکھین اوسکو واسوخت کہتے ہین اکثر ترکیب بند مسدس یا مثمن ہوتا ہی اور ذکر شہادت سید الشہدا و واقعۂ کربلا اگر قصیدے کے طور پر ہو اوسکو مجرا اور سلام کہتے ہین

اور مطلع مین بھی لفظ مجرا اور سلام کا لاتے ہین اگر مستزاد ہو تو اکثر اوسکو نوحہ کہتے ہین اگر مسدس یا مثمن خواہ ترجیع بند
یا ترکیب بند ہو اوسکو مرثیہ اور جو کلام شکایت انقلاب زمانہ مین ہو اوسکو شہر آشوب کہتے ہین اور جسمین سنہ کسی قصے کے
نکلتے ہون اوسکو تاریخ کہتے ہین **اقسام نثر** واضح ہو کہ نثر تین قسم ہی مسجع مرجز عاری **مسجع** وہ ہی کہ جسمین کلمات
اواخر فقرتین متفق ہون جیسے سبزے پر شبنم کے قطرے اسطرح نمودار جیسے زمرد کی تختی پر ہیرے کے ٹکڑے جڑے ہون
اور ہر شاخ پر بیلے چنبیلی کی کلیون سے وہ بہار جیسے سبز پری کے گلے مین پھولون کے ہار پڑے ہون اور اقسام سجع باب دوم
مین مذکور ہوئے **مرجز** وہ نثر کہ کلمات دونون فقرون کے سب ہموزن ہون مقفی نہون جیسے قامت موزون کے
روبرو سرو روان ناچیز ہی اور کاکل پیچان کے سامنے مشک ختن نے قدر ہی + نثر مرجز قلیل الاستعمال ہی **عاری**
وہ کہ مسجع و مرجز کے شرائط اوسمین نہون لیکن سلاست و فصاحت الفاظ و متانت و بلاغت معنی رکھتی ہو اور واضح ہو
کہ یہ تینون قسم تین تین قسم ہین سلیس و دقیق و رنگین سلیس وہ کہ الفاظ مروج اور مانوس الاستعمال ہون دقیق وہ کہ متانت
اور دقت زیادہ ہو اور مضمون تامل سے مفہوم ہو خواہ دقت لفظی ہو یا معنوی یا لغوی یا اصطلاحی یا تخییلی یا استعارات
مشکلہ ہون رنگین وہ کہ تلازم اور مناسبات اوسمین ہون مثل تلازم باغ مین گل و بلبل و غنچہ و شگوفہ و شاخ و باد وغیرہ لکھنا اور پھر
تینون تین قسم ہین عالمانہ منشیانہ شاعرانہ عالمانہ وہ کہ دقائق لفظی و معنوی از قسم لغات و استعارات کے ہون شاعرانہ
وہ جسمین تشبیہات و تمثیلات و تخییلات ہون منشیانہ وہ جسمین ادائے مطلب بموجب محاورہ روزمرہ کے مع شستگی و رنگی تقریر کے ہو

خاتمہ عیوب کلام مین

تنافر الکلمات یعنی لانا حروف قریب المخارج کا کلمات مین کہ تلفظ مین کراہت معلوم ہو **شعر** جب کمان و تیر لے وہ تھا
مین + اک شش سے شیر سو کرے شکار + مصرع دوم کے الفاظ ثقیل ہین **دوم** اثقال اور وہ آنا ایک حرف کا آخر کلمہ اول
او راول کلمہ آخر مین ہی جیسے نفع علم ایسی جگہہ واسطے رفع ثقل کے نفع العلم لکھنا چاہیے **سوم** واقع ہونا حروف
مشدد الآخر کا بلا اضافت و عطف کے جیسے فلان کس ممد ہی اور ضد کرتا ہی **چہارم** تتابع یعنی توالی اضافات + جیسے **شعر**
لوٹ دیتی ہی صف عشاق کی اک آن مین　　جنبش ابروے شوخ دشمن جان حزین **پنجم** ضعف تالیف لانا ترکیب کلام کا
خلاف استعمال فصحا کے **مصرع** دلبر نے مہر جان عاشق ناشاد سوز　　لفظ جان و سوز مین فصل ہونا
ضعف تالیف ہی **ششم** غرابت استعمال ایسے لغات کا کلام مین ہی کہ غیر مروج اور اکثر اشخاص اوس سے واقف نہون
اور حاجت کتاب لغت کی پوچھے جیسے ملماس معنی قلم و سرحان بجاے گرگ یا کلمہ غیر مانوس الاستعمال لانا جیسے
خدا کو بجاے کریم غنی یا ناطق لکھنا یا بجاے سرمہ لگا دے کے سرمہ سا **ہفتم** مخالفت لانا ایسے لفظ کا جو قیاس
لغوی یا قاعدہ صرف کے خلاف ہو جیسے **شعر** مسلوق وقضا سے بقدر ہی + اوس ستی کا نام امر نگر ہی + لفظ
مصئون غلط ہی مصون بلا ہمزہ صحیح ہی اور رنگ اضافت یا زیادہ آنا اضافت کا جیسے + لیاقت **شعر**

خاتمہ عیوب کلام مین

اسپہ سامنے ہو تو قرآن اوٹھالاؤن مین + رکھہ تو اپنی مصحف و ہاتھہ قسم کھاؤن مین + لفظ مصحف مین اضافت غلط العوام ہی
او رغلط العین ملے غیر ہائے مختفی و حاے حطی وغیرہ اسمین داخل ہی آزاد شعر ہو کے خاک عالم مین تیرے کشتگان بکھر گئے
مصر مین جیسے غبار کاروان پھرنے لگے + ولہ شعر تجھکو چاہا تو ہمین تو نے ستایا سچ ہی + حاصل ہوتی ہی بدی دہر مین
نیکی کے بدلے ہشتم اخلال یعنی چھوڑ دینا کسی لفظ یا حرف کا کلام سے کہ معنی بدون اوسکے تمام ہون یا زیادہ لانا
کسی حرف کا کہ معنی مین خلل ڈالے جیسے حکیم تصدق حسین خان شعر ہو گئے تم اگرچہ سودائی + دور پہونچے گی اپکی سودائی
نہم تکلف کہ الفاظ مصنوعی غیر جائز لائین یعنی جو الفاظ استعمال فصحا مین نہین اپنی طبیعت سے ایجاد کرکے لکھین جیسے
ملبب بجاے لبالب اور مترش بجاے تراشیدہ دہم تکرار کہ ایک لفظ معنی واحد پر چند جگہہ لائین جیسے شعر کلیم بکری
بکجہ آسمان کو رشک ہی + اس سبب مجھپر ستم کرتا ہی ہر دم آسمان + مصرع اول مین آسمان فضول ہی یازدہم تخلیع
وزن نامطبوع و ناخوش و ارکان ثقیل مین شعر لکھنا دوازدہم تضمین ایسا شعر لکھنا کہ مضمون اوسکا منحصر شعر دوم پر ہو
جیسے قطعہ بند اشعار یس یہ سابق مین عیب تھا اب اکثر شعرا کے کلام مین قطعات پائے جاتے ہین سیزدہم ابتذال
یعنی الفاظ عامہ کہ خواص اوسکے استعمال سے احتراز کرتے ہین کلام مین لانا جیسے شعر آب حیات می ہی وہ کہتا ہی ممی
نہ پی + زاہد کی پارسائی کو مارین ہین لنڈ ہیر + یا وہ کلام کہ اشتباہ معنی مبتذل کا رکھتا ہو واللہ اعلم شعر وہ گرم گرم آکے
جو میرے چلا گیا + مین کیا کہون کہ یار وہ مجھے غش سا آگیا چہاردہم تغیر یعنی لفظ کو بصورت دیگر استعمال کرین جیسے
آتش مصرع درود رمان سے المضاف ہوا + لفظ المضاعف کے بجاے المضاف لکھا پانزدہم حشو اور صرف
حشو قبیح داخل عیوب ہی جیسے مصرع جفا معشوق اور محبوب کی سہتے ہین سب عاشق + بعض الفاظ مین حشو استعمال
فصحا مین داخل ہی جیسے مکتب خانہ حرمگاہ وغیرہ شانزدہم تناقض کہ کلام مین ایک معنی خلاف دوسرے معنی کے لکھین
جیسے کسی کی صفت مین ستمگر اور باوفا دونون لفظ لکھین حالانکہ ستمگر باوفا نہو گا ہفدہم لکھنا ایسی صفت کا
کسی چیز کے واسطے جو اوسمین نہو جیسے شراب شیرین ہشتدہم تعقید اور یہ دو قسم ہی لفظی او معنوی اگر بسبب تقدیم و تاخیر
الفاظ کے کلام غیر ظاہر الدلالۃ مراد قائل پر ہو وہ تعقید لفظی ہی جیسے سودا شعر بار سے آب وان عکس ہجوم گل کے
لوٹے ہی سبزے یہ از بسکہ ہوا ہی بیکل + اصل عبارت یون ہی کہ عکس ہجوم گل کے بار سے آب وان لوٹے ہی تعقید لفظی
مخل فہم معنی ہو تو عیب ہی تعقید معنوی یا اغلاق وہ کہ معنی کلام کے بعید الفہم ہون بسبب کثرت لوازم وغیرہ کے
مومن شعر یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا + ہم الزام اوسکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا + معنی یہ کہ معشوق سے
جو شکایت نہ ملنے کی کی تو اوسنے عذر کیا کہ مین تمھارے جذب دل کا امتحان کرتا ہون اوسکو یہ عذر خوب نکل آیا
بس یہ اپنے ہی جذب دل کا قصور ہی اوسکو الزام نہین واللہ اعلم شعر تصور یار بہر تکیہ مین پاس ہی + رکھہ دینا میری
قبر مین شیشہ گلاب کا + مطلب یہ کہ جب نکیرین مجھسے حال عشق کا پوچھین گے اور ہو نکو مین تصویر معشوق کی

دکھلاؤن گا وہ غش کر جائینگے اونکے ہوش مین لانے کے لیے شیشۂ گلاب میری قبر مین رکھ دینا بس شعر اول کہ جسمین اغلاق کم اور طبیعت عشاق کی اوسکے مضمون کو سمجھ سکتی ہی معیوب نہین اور شعر دوم کا مضمون از قسم معاد اخل عیب ہی تو نزدہم سرقہ وہ ہی کہ دوسرے شاعر کا کلام چرا لیا جائے خواہ صرف الفاظ خواہ معانی خواہ دونون اور واضح ہو کہ اگر دو شاعر کسی شخص کو سخاوت یا شجاعت مین تعریف کرین یا ہجو کرین تو یہ سرقہ نہین ہی البتہ تشبیہ و استعارہ و کنایہ وغیرہ اگر موافق ہون تو البتہ سرقہ ہی سوائے بعض تشبیہات و استعارات مشہورہ کے مثل تشبیہ شجاع کی شیر اور رستم کے ساتھ اور سخی کی دریا وغیرہ اور رخسار معشوق کی گل کے ساتھ اور قد کی سرو کے ساتھ اور سرقہ تب ہی کہلائے گا کہ ایک شاعر کلام شاعر دیگر پر واقف ہو ورنہ توارد ہوگا اور سرقہ دو قسم ہی ظاہر اور غیر ظاہر سرقۂ ظاہر تین قسم ہی انتحال جسکو نسخ بھی کہتے ہین آغارہ جسکو مسخ بھی کہتے ہین اور سلخ انتحال و نسخ وہ کہ کوئی شعر بالکل مع الفاظ و معنی اپنے نام کر لی جائے خواہ ایک زبان سے دوسری زبان مین ترجمہ کر دینا بلا تفاوت جیسے لا اعلم شعر بہارے بسر جام یار میگذرد + نسیم ہمچو خدنگ از کنار میگذرد + سودا شعر بہار نے بسر جام یار گذرے ہی + نسیم تیر سی چھاتی کے پار گذرے ہی + لا اعلم شعر آلودہ قطرات عرق دیدہ جبین را + اختر ز فلک می نگرد روی زمین را + سودا شعر آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو + اختر پڑے جھانکین ہین فلک پر سے زمین کو + مسخ وہ کہ معنی مع بعض الفاظ کے لے لیے جائین اور بعض الفاظ تبدیل کر دیے جائین جیسے محمد یار بیگ سائل شعر شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہین + اپنی ہر جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہین + رنگین شعر یون سرشک مژہ اب شام و سحر جھڑتے ہین + شاخ پر میوہ سے جسطرح ثمر جھڑتے ہین + ذوق شعر ہم اور غیر دونون یکجا بہم نہونگے + ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے + آزاد شعر اغیار تیرے گھر مین اور ہم بہم نہونگے + یا آج وہ نہونگے یا آج ہم نہونگے + سلخ وہ کہ معنی بالکل لے لین اور الفاظ بالکل تبدیل کر دین + جرات شعر مگر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہی + ہر ایک سے پوچھتا ہی کسنے اسکو مار ڈالا ہی + لا اعلم شعر مجھے قتل کرکے رقیبون سے پوچھا + یہ کسکا پڑا یان یہ تازہ لہو ہی + کسی جسکا وہ سر پڑا ہی + کہا کیا مری بھول جانے کی خو ہی + سرقۂ غیر ظاہر وہ ہی کہ معنی کو قلب کر دین یا اور پیرایے مین ادا کرین اور التباس الفاظ مین بھی کم ہو واضح ہو کہ محمد بن عیش نے اپنے رسالے مین لکھا ہی کہ اوستادون نے دس عیب بحث و نزل ہو و سیتی قافیہ کے واسطے شعر مین جائز رکھے ہین وصل قطع تخفیف تشدید قصر مد اسکان تحریک منع صرف صرف منع وصل زیادہ کر دینا کسی حرف کا لفظ مین جیسے الف ابا و اعدہ و آبرہ مین اور باے موحدہ بکردار بسان وغیرہ مین اور روا دبر ومند تنومند وغیرہ مین اور ہاے ہوز جیسے شعر تنک سودا اسکے شہر سجود در سے تیرے بہرہ ور ہون اہل مین + دے ہے رکوع مین قامت سپہر دوتاہ + اور قطع کوئی حرف حرف اصلی لفظ مین سے ساقط کر دینا سودا شعر کسطرح شہر کا نہو یہ حال + شیدی کا فور ساجو ہو کتوال + ولہ شعر

بدرنگ جیسے لید ہی بد بو ہی جون شاب   بدمین یہ کہ اصطبل او جو کرے ہزار   تخفیف حرف مشدد کو مخفف لانا جیسے لفظ تنور و غم و صف وغیرہ کہ مشدد الاصل ہین اکثر مخفف استعمال کرتے ہین تشدید یعنی مخفف کو مشدد لانا جیسے زرہ و پرّہ وغیرہ اکثر مشدد آیا ہی قصر الف ممدودہ کا مقصور لانا شعر   کہا اوس سے کہ بہر سے آفتابہ محل کے جا ضرور ہین رکھوا   مد مقصورہ کو ممدودہ لانا جیسے آستر و آبرہ اسکان حرف متحرک کو ساکن کردینا امانت شعر شدت جوش جنون پاکے مری نس نس مین + فصدین کھلوائین مری دست کے لہو کی قسمین لفظ قسم کہ بفتح سین ہی قسمین بسکون سین لکھا علی ہذا القیاس اکثر تحریک حرف ساکن کو متحرک کردینا یہ بھی اکثر دیکھنے مین آیا ہی

قطعات تاریخ تالیف کتاب للمؤلفہ

رسالہ جبکہ یہ پونہچا باتمام	ہوئی تالیف سے تب مجکو فرصت	جو پوچھی دل سے مین نے اسکی تاریخ
کہا کہ ہی یہ معیار البلاغت ۱۸۶۶ع	ولہ	جب لکھ گیا رسالہ یہ اردو زبان مین
حاصل ہوئے سمجھنے کو افاضات وافیہ	آئی ندا یہ غیب سے تاریخ کے لیے	اردو مین یہ کیا ہی عروض و قافیہ ۱۸۶۶ع
ایضاً منہ	مجکو ان اوراق کی تالیف سے	جب ہی کی فرصت بفضل رب نصیب
مصرع تاریخ ہاتف سے کہا	واہ معیار بلاغت ہی عجیب ۱۸۶۶ع	ایضاً منہ
ہو چکا ختم یہ رسالہ جب	شائق اسکا ہوا ہر اہل کمال	فکر تاریخ مین نے کی جب سحر
آئی آواز غیب سے فی الحال	عیسوی ہجری معنوی صوری	الہام آٹھ سو چھپاسٹھ سال ۱۲۸۲ھ

از خلاق مضامین معنی پرور جناب لالہ انبکا پرشاد صاحب برادر خرد جناب مصنف متخلص بہ محو

رسالہ سحر نے لکھا یہ جسدم	کہ ہین جس مین مضامین غرائب کہ معیار البلاغت ہی عجائب ۱۸۶۶ع	لکھی تاریخ جوہر نے او سیدم

از سر دفتر نازک خیالان خلف الرشید بخشی چھیدی لال صاحب رئیس سہسوان

جب عروض و قافیہ مین یہ کتاب	میرے مشفق سحر نے تالیف کی خوب ہی یہ سحر سازی سحر کی ۱۲۸۲ھ	مصرع تاریخ ہاتف سے کہا

[illegible] کہ یہ رسالہ شہر محرم سنہ ۱۲۸۳ ہجری باہتمام منشی ... مغفران محمد عبد الرحمن سے مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

اشتہار

یہ کتاب بفرمائش مصنف مطبع نظامی مین چھپی اور حق تصنیف مصنف زاد حشمتہ نے
مہتمم مطبع کو بخشا لہذا التماس یہ ہی کہ بدون اجازت مصنف و مہتمم مطبع کے کوئی اہل مطبع
قصد طبع اس کتاب کا نفرماوین کہ موجب ملال مصنف و مہتمم کا ہوگا اور تردد مواخذہ نقصان کا پیش آویگا

وجہ مہر کی خاتمے پر

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہی مہر اور دستخط مہتمم کے کیے گیئے



العبد
[illegible] بن حاجی محمد روشن خان حنفی بقلم خود

فائدہ ناظرین پر واضح ہو کہ صفحہ ۲۲ کے حاشیے پر صرف تین بحر ہزج رجز رمل کے معنی لغوی و وجہ تسمیہ لکھکر باقی بحور کے رہ گئے لہذا یہان بیان اونکا ہوتا ہی منسرح بمعنی آسان چونکہ اس بحر مین اسباب مقدم ہین اوتاد پر بدین جہت آسان پڑھی جاتی ہی مضارع بمعنی مشابہ اور یہ بحر ہزج سے مشابہ ہی کیونکہ دونون مین اوتاد مقدم ہین اسباب پر اور بقول بعض بحر منسرح سے مشابہ ہی اس امر مین کہ دونون مین جزو دوم وتد مفروق ہی جزو دوم مضارع کا فاع لاتن ہی مشتمل فلاع اور جزو دوم منسرح کا مفعولات مشتمل ہی لات پر مقتضب بمعنی بریدہ یہ بحر منسرح سے قطع کی گئی ہی کیونکہ ارکان دونون کے ایک ہین صرف ترتیب مین اختلاف ہی مجتث مشتق از جہت ثاث یعنی از بیخ بر کندن اس بحر کے مسدس کو خفیف سے نکالا ہی کیونکہ الفاظ دونون کے ایک ہین یعنی مجتث مین مستفعلن مقدم دونون فاعلاتن پر خفیف مین درمیان سریع چونکہ اس بحر مین بہ نسبت اوتاد کے اسباب زیادہ ہین اس سبب جلد پڑھی جاتی ہی خفیف یہ بحر بسبب زیادت اسباب کے سبک ہی طویل واضع علم عروض نے بعض بحور مسدس وضع کی ہین اور بعض جو مثمن مجزو بھی آتی ہین یعنی ایک رکن ہر مصرعہ سے کم کیا جاتا ہی بخلاف اس بحر کے کہ مثمن وضع کی اور مجزو نہین آتی مدید بمعنی کشیدہ یہ بحر بحر طویل سے کھینچکر نکالی گئی ہی اوسکے ارکان سباعی کے دو طرف دو سبب کھنچے ہوئے ہین بسیط بچھا ہوا اسکے رکن سباعی کی ابتدا مین دو سبب بچھے ہوئے ہین یا یہ کہ اوسکے ارکان کی ابتدا مین سبب بچھے ہوئے ہین وافر اس بحر مین حرکات بہت ہین چنانچہ ہر رکن مین پانچ متحرک یا یہ کہ اس بحر مین اشعار عرب بہت ہین کامل یہ بحر جیسے دائرے مین وضع ہوئی ہی ویسی ہی تمام و کمال مستعمل ہی متقارب بمعنی نزدیک کیونکہ اوتاد اور اسباب اسکے باہم نزدیک ہین متدارک بمعنی دریافتہ و پیوستہ اس بحر کے اسباب اوتاد سے ملے ہین اور یا یہ کہ یہ بحر ایجاد ابو الحسن اخفش ہی اور شامل ہو گئی بحور خلیل مین قریب یہ بحر مضارع سے قربت رکھتی ہی یا یہ کہ بعد خلیل کے مولانا یوسف نیشاپوری نے وضع کی مشاکل یہ بحر بحر قریب سے مشاکلت رکھتی ہی کیونکہ ارکان دونون کے ایک ہین اسمین فاعلاتن دونون مفاعیلن پر مقدم ہی قریب مین جدید یا غریب کیونکہ یہ بحر تازہ ہی بعد خلیل و ابو الحسن کے

مندرجۂ اغلاط معیار البلاغۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۵	شیر کی حیوان پر	حیوان کی شیر پر
″	۱۶	شیر کی شجاع پر	انسان کی [illegible] پر
۴	۱	رستی اور بلندی	راستی و بلندی و [illegible]
۵	۴	حسی یا عقلی	حسی یا عقلی ہوتی ہین
″	۱۶	مذکور ہون + نسیم	مذکور ہون جیسے نرگس سرسا یعنی چشم استعارہ شدہ جسمین مناسبات مستعار منہ کے ذکر کیے جاوین + نسیم
[illegible]	[illegible]	پھرنے والی	گرد پھرنے والی
[illegible]	[illegible]	سبب کو بجاے مسبب	مسبب کو بجاے سبب
[illegible]	[illegible]	کو بجاے سبب مسبب	سبب کو بجاے مسبب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۱	وصل	وصال
″	۱۹	مالا	بالا
۹	۲۳ و ۲۴	طرز اس صنعت کا یہ ہی کہ شاعر ایک مصرع یا ایک بیت مین چند چیز کو درج کرے اور دوسرے مصرع مین چند لفظ لاوے کہ ہر ایک کی تطبیق مناسب اونکے ہو جاے چنانچہ شعر تیری محفل مین زہرہ و کیوان اکثر عاکود ہی تنگ [illegible]	طرز اس صنعت کا یہ ہی کہ شاعر اول مصرع مین چند چیز لاوے اور پھر مصرع دوم مین چند چیزین متعلق چیزون سابق کے ذکر کرے اور پھر مصرع سوم مین ان چیزونکو جو مصرع دوم مین بیان کی ہین تکرار دے علے ہذا القیاس چہارم پانچوین مصرع مین جیسے نظم مین مجمل [illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۰	تقسیم مسلسل تجرید بعد صنعت تفریق کے	بعد صنعت جمع مع تفریق و تقسیم کے
۱۰	۱۵	بودی کہ من کردہ ام دعا و ثناؤ	بودی کہ من کردہ ام دعاؤ ثناے
″	۱۸	تجاہل العارف یا تجاہل عارف	تجاہل المعارف یا تجاہل عارف
۱۱	۶	زیب و زینت حشو ہی	زینت حشو ہی
۱۲	۱۲	لوسے	لوٹی
″	۱۳	ثبوت ما بقی	ثبوت یا نفی
″	۲۲	اردو پیاپیا جب	اردو پیاپیا جپ
۱۴	۵	کسے دو قسم	کیسے قسم
۱۴	۲۴	اہل کلام + اور جب	اہل کلام + اسکے اجزا مقلوب مستوی ہین اور جب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱	اسکے اجزا انقلوب مستوی مین کبھی تمام	کبھی تمام
〃	۱۹	اور لفظ آخر مصرع دوم مصرع اول کے سوم کے اول مین	اور لفظ آخر مصرع دوم مصرع سوم کے اول مین
۱۶	۳	مور جسکا	مور جس جا
〃	۶	عذف الف مین لفظ ایک عبدالعزیز	حذف الف مین عبدالعزیز
〃	۹	بالتعطیل	یا تعطیل
۱۷	۱	دونون متفق	دونون مین متفق
〃	۲۲	مثال دوم یہ چار رکن	مثال اول یہ تینون
۱۹	۵	۳	۴
〃	۶	۴	۸
〃	۸	شمار کرکے	شمار کرسے
〃	۲۱	عبث ہی وہ مجھسے	خفا ہی وہ مجھسے
۲۰	[illegible]	عنبر	عبہر
〃	۵	مقدسے اور فصل پر	مقدا سے اور فصل پر
۲۳	۸	مضائع مین چار مفاعیلن فاعلاتن سے	مضاع مین چار مفاعیلن فاع لاتن سے
〃	۱۱	موجبد	موحد
۲۵	۲۰	عبارت	عبارت ہی
۲۶	۹	تین حالت مین	تین حالت
۲۷	۱۰و۹	خنزم	خرم
〃	۱۹	عقص جستماع	عقص عبارت اجتماع
۲۸	۱۱	مجبوب	مجحوف
۲۹	۲۵	اگر عروض و ضرب مین واقع ہو	اگر آخر مصرع مین واقع ہو
۳۰	۱۸	روانہ مرے گھر سے جب ہوا صنم + ستم ہوا ستم ہوا ستم +	روانہ میرے گھر سے جب صنم ہوا + ستم ہوا ستم ہوا ستم ہوا
〃	۲۵	مرا	میرا
۳۱	۲۰	بسکون مین	بسکون مین شعر مرا دکھا مرے مدفن پہ وہ تکبیر کے ہاتھ چوم لون اور سب حنا کے کفن چیر کے ہاتھ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۷	تجھ پہ یاں شیدا	تجھ پہ شیدا
۳۳	۱۵	اپنے گھر نجا	اپنے نہ گھر جا
۳۴	۳	کیا ہی جینے بحر	کیا ہی عوام ہند اسکو بحر طویل کہتے ہین جیسے بحر
〃	۱۶	گردش ایام سو سو کوس	گردش ایام سو سو کوس اس غزل کے آیندہ شعرون مین عروض سالم آیا ہی
〃	۲۵	مفاعیلن فاعلاتن دو بار	مفاعیلن فاعلاتن فاعلاتن دو بار
۳۵	۱	مستفع لن مستفع لن دو بار	مستفع لن مستفع لن فاعلاتن دو بار
〃	〃	فاعلات مفاعیلن دو بار	فاعلاتن فاعلاتن مفاعیلن دو بار
〃	۷	مفعول فعلال	مفعول فعلان
〃	۱۳	نائرہ مزید	مزید نائرہ
۳۶	۲۲	ساتھ ہو	ساتھ نہو
۳۷	۱۹	ردف کا	ردف او کا
۳۸	۵	اور زوائد	کیونکہ زوائد
۳۹	۴	کہتے ہین	کہتے تھے
۴۰	۱	زور طبیعت	زور طبیعت اور قصد تمام
〃	۷	لمتہید کی	تمہید کی ہی
۴۱	۱۴	چار مصراعی	چار مصراعی بھی کہتے ہین
〃	۱۵	ناقص بھی کہتے ہین	ناقص
〃	〃	مین	ہین
۴۲	۳	آنکھہ مین	آنکھون مین
〃	۴	گو ہی یہ	گو یہ
〃	۵	ہی یہ	یہ
〃	۱۴و۱۵	دونون مصرع اول کے دائرہ	مصرع دوم دائرہ اخرم کا باقی تینون کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
		اخرم کے اور مصرع سوم و چہارم دائرہ اخرب کے ہین	دائرہ اخرب کے ہین
۴۴	۲	دل سیاہ	دن سیاہ
〃	۱۷	سراسے	سزا سے
۴۷	۲۱	تین ہین	ہین
۴۸	۱۱	اوس مین	اوس مین ہون
۵۱	۳	آفتابہ	افتابہ
〃	۱۰	مین یہ کیا ہی	مین ہی یہ کیا ہی
〃	۱۷	معیار البلاغۃ	معیار بلاغۃ
〃	۱۸	خلف الرشید بخشی چھیدی لال صاحب	جناب منشی پیارے لال صاحب خلف الرشید بخشی چھیدی لال صاحب

تمت

بعون خالق جہاں داور جان آفرین این نسخہ حمیدہ بزیور

حسب الحکم جناب پروفیسر رامچندر صاحب ڈائرکٹر مدارس ریاست پٹیالہ

حدائق البلاغۃ

باہتمام سید محمود علی مہتمم و منیجر مطبع پٹیالہ اخبار

در مطبع منشی نولکشور واقع پٹیالہ بیمن تزیین طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدی کہ رخسار شاہدان بیان را غازہ پیرائی نماید و ستایشی کہ قامت دلفریب معشوقہ سخن را
بحلل بدایع آرایدیکلمی را درخور است کہ مشاطۂ قدرتش عروس معنی بکر را در حجلۂ فکر جلوۂ ظہور
بخشید و نقشبند حکمتش سواد لفظ را از فروغ مضمون چون مردم چشم بر چشم نور گردانید
عالم تنزیہ در وحدت سرای ذاتش حلقہ بیرون در است و جہان تشبیہ با وسعت آباد و صفا
صفاتش مختصر زبان نطق پرداز را از افاضۂ نیسان کرمش گوہر بدامان و فکر معنی
طراز را از فیض بہار موہبتش گل در گریبان دست خیال در اندازہ کنگرہ کاخ جلالش بیگانہ
رسائی و پای وہم در پیمودن ساحت مکانش سرگرم آبلہ فرسائی لمولفہ ہر خبری و کلمی
کہ بود در افواہ بر ہان جلی است نزد مرد آگاہ بترتیب مقدمات جسم و جان را در منطق ما
نتیجہ باشد اللہ و درودی کہ حسن معنی را پیرایۂ قبول بخشد و تحیتی کہ عروس سخن را
زیور کمال آرایش دہد افصحی را سزاوار است کہ آیۂ ہدایت پیرایہ و ما ینطق عن الہوی چاشنی
خوان فصاحت اوست و مصدوقۂ بلغ ما انزل الیک نمایدۂ بلاغت و بہرہ کی
کہ اشارت سرانگشت معجز نمایش قفل دلہای بستہ را کلید است و نادی کہ فروغ جمالش

بی شناسش گم کردہ راہان ظلمات جاہلیت اصبح عیدی ذاتش نتیجۂ ترتیب
مقدمات ملک ملکوت است و ظہورش واسطۃ التیام ناسوت ولاہوت لمولفہ شاہی
کز وجود یافت عالم ترتیب نشد نور نبوتش چراغ رہ دین نہ دور ان خاتم ہوی نگینش احمد الله بود
بر آن نگین نقش شمعین نہ و صلواتی کہ شمیم روح افزایش مشام جان ارباب ایمان را معطر سازد
و سلامی کہ طیب عنبر آگینش دماغ ہوش صاحبدلان را معنبر نماید بہ بدریہ خلفای بحق
و جانشینان باستحقاق او کہ بر وج سپہر ہدایت و حروف کلمہ شہادت اند خصوصاً آن سر دفتر
اوصیا کہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی شاہد عادل کمال و تمامی وست
و بمودای خبر متواتر من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ ناصیہ خلایق بہ داغ غلامی او لمولفہ در
وجود پادشاہ است علی جان و تن و عقل را پناہ است علی بچشم ہمہ کاینات ختم رسل است
و در مردم آن چشم نگاہ است علی نہ اما بعد بر ضمیر صفا تخمیر ہوشمند ان خبیر بین آشکار است کہ فن
شعر از نفایس فنون و لطایف علوم است و در ہر دوری پیرایۂ فخر حکمای نامدار و سرمایۂ
مباہات فضلای عالیمقدار بودہ و پیوستہ فضلای بلاغت آئین و بلغای فصاحت آفرین
بوسیلۂ این فن شریف و پیشۂ لطیف زینت بخش مسند سیادہ عزت و اقبال و صدر آرای ایوان
حشمت و اجلال گردیدہ اند و ہیچ کمالی برای آن نبود است کہ بمجرد موزونی طبع قدم در عرصۂ
شعر و شاعری گزارد و رقم تصدی این امر خطیر را بر ناصیۂ حال خود نگارد و درین عصر کہ از علم
و حکمت نامی و از فضل و ہنر نشانی بر جا نماندہ جمعی کہ از زشت و زیبا فرق نمیکنند و لعل
از خار باز نمیدانند بمحض تالیف الفاظ بر وزنی کہ دست فکرت شان از دامن مزایش

کوتاه است علم دعوی این فن بر می افرازند و کلاه نخوت و غرور بر آسمان می اندازند به شبه

بیقدار خود را همسلک گوهر شاهوار میشمارند و سفال ریزه بیقدر خویشتن را در برابر لعل آبدار

بجلوه می آرند سخن بشعور ای این که در و مان سواد لفظ بخاک سیاه یکسانست و معنی را به بیدادی

این انصاف دشمنان از بیاض بین السطور چاک دیگریبان لمولفه جا بن آنجا که نکته گیر بود

شعر بقیمت شعیر بود نه رسم سخندانی از عالم بر افتاده و بنیاد نکته رانی از یاد در آمده لمولفه

ز السان امروز انچه پیداست نه فصلش رفته است و جنبشش بجاست راقم حروف شمس الدین

فقیر که تمنای ظل همای سعادت افزای معنی عمری درین فن استخوان شکسته و در زاویه خمول

منتظر لطیفه غیبی نشسته غیر از سخن همدمی و بجز کتاب انیسی ندارد فوایدی که درین مدت از فیض صحبت

این دو انیس همدم اندوخته قبل ازین متفرق بزبان قلم داده و مجملی از علم بیان و بدیع

نگاشته کلک سخن طراز گردیده و چون از دیر باز مکنون خاطر بود که اگر فرصت وقت دست

و توفیق مساعدت نماید مجموع فنونی که در شعر شاعری از ان گزیر نباشد در یک کتاب

سمت تدریج یابد تا طالبان فضل و هنر را واسطه ترقی و تکمیل باشد و مدعیان بی سرمایه را

موجب تنبه و آگاهی گردد درین ایام که از هجوم هموم و انبوه اندوه بر دل شکسته استیلا یافته چاره

جز این ندیدم که در حصار سخن گریزم و در کنگره قصر معنی در آویزم باشد که دست حزن و ملال

از دامن دل کوتاه گردد و زهر جانگزای غصه روزگار را این تریاق به چاره سازی نماید

چون صورت این معنی در آینه خاطر مرتسم گردید با تمام این امر جلیل القدر کمر اهتمام بستم و توفیق

باری عز اسمه باندک فرصتی مر گوز ضمیر را در نیکوترین صورتی جلوه ظهور بخشیده باشد که حرفی

کو دلالت ہونا کسی چیز کا ہے ایسی طرح پر کہ

اوس کے جاننے سے ... جان لیں تو اوس سے دوسری

چیز کا جاننا لازم آجاتا ہے مثلاً دھواں ایسی

حالت پر ہے کہ اوس کے معلوم ہونے سے معلوم

ہوجاتا ہے کہ وہاں آگ ہے پس دھواں دلالت

کرتا ہے آگ پر اور جو دلالت کرے اوسکو دال کہتے ہیں

یعنی دلالت کرنے والا اور جس پر دلالت کرے اوسکو مدلول

کہتے ہیں یعنی دلالت کیا گیا چنانچہ دھواں دال ہے

اور آگ مدلول اور دلالت کرنے والا اگر لفظ ہو تو

اوس دلالت کو دلالت لفظی کہتے ہیں

ازان مرغوب صاحبدلی افتد و مؤلف را در حالت ذوق بدعای خیر یاد آورده شود و این کتاب

چون مشتمل بر فنون بلاغت است به حدائق البلاغة موسوم گردید و منقسم بر پنج حدیقه و خاتمه

شد حدیقهٔ اول در علم بیان حدیقهٔ دوم در علم بدیع حدیقهٔ سوم در علم عروض

حدیقهٔ چهارم در علم قوافی حدیقهٔ پنجم در فن معما خاتمه در سرقات شعریه و ما یتعلق

بها پوشیده نماند که معما اگرچه قسمی از صنایع لفظی است و داخل فن بدیع است اما چون

حصول اسم از و بانواع اشارات و اصناف دلالات صورت می پذیرد و قواعد و قوانین اعمال آن

متشعب و فروع متکثره دارد بر اسه فنی شده و تحصیل علوم مذکوره طلاب صناعت شعر را از واجبات

است حالا وقت آنست که خوض در مطالب نمائیم و نقاب خفا از روی مقصود بر کشائیم و بالتوفیق من الله

العلی الاعلی هو حسبی و نعم الوکیل

الحدیقة الاولی فی علم البیان

علم بیان عبارت است از اصول و قواعدی چند است که چون آنرا مستحضر دارند یک معنی را بچند طریق ایراد میتوان نمود بنحوی که بعضی از ان طرق در دلالت واضح و بعضی اوضح باشد و دلالت بر سه گونه است اول وضعی و آن دلالت کردن لفظ است بر تمام معنی موضوع له مانند دلالت انسان بر حیوان ناطق دوم تضمنی و آن دلالت لفظ است بر جزو موضوع له مثل دلالت انسان بر حیوان تنها سوم التزامی و آن دلالت لفظ است بر معنی که خارج از حقیقت موضوع له و لازم او بود چنانچه دلالت انسان بر ضاحک و اول را دلالت مطابقه و اخیرین را دلالت عقلیه نیز گویند و ظاهر است که ایراد معنی بچند طریق بنحوی که گفته شد بدلالت وضعی صورت نمیتواند بست زیرا که دلالت الفاظ بر معانی در دلالت وضعی بیک و تیره است و بر سبیل اتم و انقص نیست مثلاً لفظ اسد و لیث

و بعضی مجموع دھار شکرہ موضوع است برای شیر فہمیدہ شود دلالت بعضی ازین الفاظ بر شیر واضح تر
از بعضی دیگر باشد لابد دلالت تضمن و التزام این معنی صورت پذیر میتواند شد زیراکہ ممکن است کہ یک
ملزوم را چند لوازم باشد کہ بعضی از ان بسبب قلت وسایط قریب باو باشند و بعضی بسبب کثرت
وسایط بعید و این قرب و بعد موجب وضوح و خفای میگردد مثلا طویل النجاد اگر دراز قد ارادہ کنند
مہمان دوست اکثیر الرماد خوانی در مثال اول میان لازم و ملزوم واسطہ نیست و در مثال دوم وسایط
است چہ کثرت رماد لازم کثرت ہیمہ سوختن است و آن لازم کثرت طبخ و آن لازم کثرت مہمانی
و آن لازم مہمان دوستی و ہمچنین ممکن است کہ یک لازم را چند ملزوم باشد مثل سفیدی برف و عاج
و شیر باشند آن و ایضا ممکن است کہ یک چیز را چند جزو باشد و چند جزو جزو باشد پس دلالت جزو بر آن
چیز واضح تر از دلالت جزو جزو بر ان خواہد بود چنانچہ دلالت حیوان بر جسم واضح تر است از دلالت
انسان بر و و ازینجا ظاہر میشود کہ مرجع علم بیان اعتبار نمودن ملازمت در معانی است و پوشیدہ نماند
کہ لزوم یا از دو طرف باشد مثل لزومی کہ در لوازم و مقتضی است یا از یک طرف مانند لزومی کہ در علم و حیات در جزا
واست و لفظی کہ لازم معنی او را ارادہ نمایند اگر قرینہ بر عدم ارادہ معنی موضوع لہ قایم باشد آن لفظ
را مجاز خوانند و اگر ارادہ معنی موضوع لہ نیز جایز باشد کنایہ نامند و نسبت مجاز بکنایہ نسبت مفرد است
با مرکب زیرا کہ در مجاز ارادہ لازم با عدم ارادہ ملزوم شرط است و در کنایہ ارادہ ہر دو معتبر پس مجاز بمنزلہ
جزو است و کنایہ بمنزلہ کل و ذکر جزو باید کہ مقدم باشد بر ذکر کل و مجاز را باید کہ میان معنی حقیقی و معنی مجازی
علاقہ باشد پس اگر علاقہ تشبیہ است آنرا استعارہ گویند و اگر سوای تشبیہ چیزی دیگر است مجاز
مرسل نامند و ازینجا معلوم شد کہ در علم بیان چہار اصل است تشبیہ و استعارہ و مجاز مرسل و کنایہ

... شجرهٔ و انجام شجرهٔ اول در بیان تشبیه بدانکه تشبیه در لغت دلالت است بر مشارکت
دو چیز در یک معنی و آن دو چیز را مشبه و مشبه به گویند و آن معنی مشترک را وجه شبه نامند و ناگزیر است
که در مشبه و مشبه به از جهتی اشتراک باشد و از وجه دیگر افتراق مثل آنکه در حقیقت مختلف باشد و در صفت
مشترک یا بالعکس و اگر افتراق در هر دو به هیچ وجه یافت نشود تعدد برخیزد و تشبیه باطل شود و ایضاً
تشبیه را گزیر نیست از غرض چه متکلم را حاجت به تشبیه نمی افتد مگر از برای غرضی و همچنان تشبیه
در قرب و بعد و رد و قبول متفاوت می باشد و ناچار است تشبیه را از ادات و درین مقام حاجت
به تقسیم به بیان چند چیز اول بیان مشبه و مشبه به دوم بیان وجه شبه سوم ذکر غرض تشبیه چهارم شرح اقسام
تشبیه پنجم بیان ادات تشبیه و هر یک ازین پنج در فرعی شرح داده شود فرع اول در بیان دو طرف تشبیه که آنرا
مشبه و مشبه به خوانند باید دانست که مشبه و مشبه به یا مدرک به یکی از حواس خمسهٔ ظاهری میشود و باید که بعضی
از آنچه مدرک به حواس است از مبصرات چنانچه درین بیت حکیم اسدی طوسی بیت عذار چو گل خاطر از درد
دور ... چون صبح نور دیده و از مسموعات چنانچه درین بیت حکیم خاقانی شروانی بیت گاه
چه حال عاشقان صبح کند تلونی گه چو صلای لیران مرغ کند نواگری مقصود درینجا تشبیه
آواز مرغ است به آواز خلخال لبران و از مشمومات چنانچه درین بیت وله ان می گلگون که
سوخته پرورده بوی گل مشک بید خامه برآمد و از مذوقات چنانچه درین بیت لمولفه شیر
داشت ساقی دوش در جام و گر بودی بقدرت تسنیم او کام و از ملموسات چنانچه درین بیت قا
بر چین بند لیک دلش گو به پلاس خشن بر پلاس صبر کنم از نبد او اما درین بیت
حکیم مختاری ... آفتاب شد ... عندلیب ... اگر مستعار ...

[illegible]

و زحمت را مشبه به اعتبار نغمه از قسم مبصرات است و اگر آواز منقار را مشبه و آواز زحمت را مشبه به
اعتبار کنیم از قبیل مسموعات می‌شود و نوعی دیگر از حسیات آنکه خیال آن را فراهم آرد و در خارج وجود ندارد
و چون مرکبات خیال از محسوسات بیرون نیست این قسم را از انواع تشبیه حسی شمرده‌اند چنانچه در این بیت
ع و کان محمر الشقیق اذا تصوب او تصعد ٭ اعلام یاقوت نشرن علی رماح من زبرجد ٭ ترجمه آتش است
گر شقایق سرخ وقتی که از تحریک باد میل پایین کند و بالا میرود گویا علمهای یاقوت است که بر نیزه‌ها
زمرد پهن کرده شده پوشیده نماند که علم یاقوت و نیزه زمرد اگرچه در خارج وجود ندارد اما اجزا
آن که یاقوت و زمرد و علم و رماح باشد از محسوسات بصری است و در فارسی این بیت حکیم عنصری
بیچ را بنگر پس چنین پیدا چنان ماند درست ٭ گر نبستی سیمین تذرو در بسدین عنقاست سیمین تذرو دو بسته‌اند
عنقا از عالم اعلام یاقوت است که مذکور شد و این بیت انوری ساغرش باده رنگین چنان آید
بچشم ٭ کز میان آب روشن شعله آذر زند ٭ آتش میان آب افروختن خیال محض است و در
خارج امکان وجود ندارد و از همین قبیل است این بیت فقر بود گلبن که دارد غنچه از زمرد با
مرغی لعل منقار ٭ اما مشبه و مشبه به عقلی آنست که مدرک به عقل شود نه به حس مثل تشبیه علم به حیات
و چنانچه در این بیت ازرقی ذکای طبع تو گویی که لوح محفوظ است ٭ که ذره نبود جایز اندرون نهان
و در این بیت حکیم سنائی مردگی جهل و زندگی دین است ٭ هرچه گفتند غیر آن سخن است ٭ در شعر اول ذکا
مشبه و لوح محفوظ مشبه به واقع شده و در شعر ثانی مردگی و زندگی مشبه به جهل و دین مشبه آمده و این
همه که به عقل مدرک شود نه به حس و آنچه ادراک آن تعلق به وجدان دارد مثل لذت و الم و جوع و شبع و نظایر آن
را از عقلی شمارند چنانچه در این بیت قصر العشق منزلت کرامت ٭ بر عشاق راه گر است ٭ و آنچه

[illegible]

را وهم صورت میدهد نیز از نوع عقلی حساب میکنند و فرق در وهمی و خیالی آنست که خیال انچه از
حس مشترک اقتباس میکند قوت متخیله از ترکیب میدهد مثل علم یاقوت و عقلی یسین که در ابیات صدر مذکور
شد و وهم از حس مشترک اقتباس نمیکند بلکه پیش خود اختراع صورت می نماید و متخیله از ترکیب میبخشد
مثل تصور انسانی که سر داشته باشد یا تصور غول بصورت سبع و اختراع دندان برای او که
سبع را نباشد و ازین قبیل است این شعر امرء القیس اقتلنی والمشرفی مضاجعی و مسنونة
زرق کانیاب اغوال ترجمه اش اینست که آیا مرا میکشد رقیب و حال آنکه شمشیری که منسوب بمشارف
یمن است همبستر است با من و سنانهای کبود یعنی فولادی که مانند دندانهای غول است و فارسی این بیت
حکیم مختاری در مدح ملک رخ ملک قیم چرخ او بحر لیست بر جواهر در چرخ نیست شهاب پوشیده
نماند که علامه تفتازانی در مطول فرق میان تشبیه وهمی و خیالی بنحوی که مذکور شد بیان نموده
اما در بادی النظر فرقی در بین هر دو قسم یافته نمیشود زیرا که تصور انسانی کرده سر یاده بال داشته باشد
و تصور غول بشکل سبع و اختراع دندان برای او بعینه مثل علم یاقوت در دماغ مردم و اشکال
آنست که در تشبیه خیالی گرچه اجزای این هر دو قسم از محسوسات است که خیال بواسطه حس
مشترک آنرا اقتباس نموده و متخیله ترکیب داده اما حق واقع اینست وهم چیزهای نادیده را کسوت
صورت میپوشاند و لهذا گویند که وهم خلاق است و خیال انچه از حس مشترک اقتباس نموده همان را
بس وهم بر چیزهای غایب حاکم است بخلاف خیال که آن از مدرکات حسی تجاوز نمی نماید و تصور
نمودن غول یا ملک و مانند آن کار وهم است و خیال از امثال این تصورات عاجز
و اینست فرق در وهمی و خیالی پس ازین قرار است حکیم مختاری که در مثال مذکور شد باید که

از قسم تشبیه خیالی باشد و مثال تشبیه وهمی این بیت فقیر بردی که از شیهم ساخته جانکاست
چرخ تسبیح ملک را به تسبیح ملک زر عالم ثیاب اعوان است که در شعر امرء القیس گذشت
قتال و می تواند بود که یکی از دو طرف تشبیه حسی باشد و یکی عقلی باشد تشبیه عدل به میزان و تشبیه
عطر بخلق کریم و از این قبیل است این ابیات حلق الی عمریلی است رخنه سفر شه سیل بلی
شکن به گوش کنار رسیده میل از پل رخنه بگذری حکیم عنصری شعر است چه دریا
بمثل خاطر تنزیل به تاویل چو بو است سوی مردم دانا ابو الفرج رونی گل چیان
حاصل نکوکاران به زلف چو حسن نامه گنه گاران ازرقی یکی بیک زرف
چو جان خرمند و طبع منصور بدو و بیت اول مشبه عقلی و مشبه به حسی آمده و در دوم
بالعکس و حاصل این بحث آنست که مشبه و مشبه به در تشبیه چهار گونه
یکی آنکه هر دو حسی باشند دوم آنکه هر دو عقلی باشند سوم آنکه مشبه حسی و مشبه به عقلی باشد
چهارم عکس سوم فرع دوم در بیان وجه شبه و آن عبارت از معنی است که مشبه
مشبه به در آن اشتراک داشته باشند باید دانست که مشبه و مشبه به
یا در حقیقت اشتراک دارند و در صفت افتراق دارند مانند دو جسم که یکی سیاه و یکی سفید باشد
مانند دو طویل که یکی خط و یکی جسم باشد و صفت یا مستند به حس است مثل کیفیات
جسمانی از قبیل الوان و اشکال و مقادیر و حرکات و اصوات و طعوم و روائح و خشونت و ملاست
و صلابت و لینت و ثقل و خفت و حرارت و برودت و رطوبت و یبوست که ادراک آن
به حواس خمسه ظاهری تعلق دارد یا مستند به عقل است مانند کیفیات

نفسانی از قبیل ذکا و معرفت و قدرت و کرم و شجاعت و حلم و غضب و اشباه آن که مدرک
بعقل میشود و یا صفت اعتباری و اضافی است مثل اتصاف چیزی باینکه وجودش
یا عدمش مطلوب است یا اینکه مطمع فیه است یا دور از طمع است یا اتصاف چیزی که محض
تصوری و وهمی باشد مثل انیاب اغوال که در شعر امرء القیس مذکور شده الغرض وجه صفت
یا خارج است یا چند چیز و هیچیک ازین حقایق بسیط اند یا مرکب از اجزای مختلف پس وجه شبه متنوع
میگردد بحسب این انواع که مذکور گردیدیم و چون این معنی دریافتی بدانکه وجه شبه یا واحد است
یا متعدد و متعدد و یا در حکم واحد است بسبب آنکه یک حقیقت از چند چیز ترکیب یافته و یا در حکم
واحد نیست اما وجه شبه واحد یا حسی است یا عقلی و در حسی لازم است که مشبه و مشبه به
نیز حسی باشند زیرا که وجه شبه امریست ماخوذ از مشبه و مشبه به و ماخوذ از عقلی غیر عقلی
نخواهد بود اما در وجه شبه عقلی لازم نیست که مشبه و مشبه به نیز عقلی باشند بجهت آنکه عقل
ادراک محسوسات میتواند کرد و حس از ادراک معقولات عاجز است و ازینجا است که علمای
فن بلاغت گفته اند التشبیه بالوجه العقلی اعم من التشبیه بالوجه الحسی اما وجه شبه واحد
حسی مثل حمرت در تشبیه رخسار بگل و خفای آواز در تشبیه صوت ضعیف بهمس و بوی خوش
در تشبیه زلف بعنبر و حلاوت در تشبیه آب بشکر و لینت در تشبیه جلد با حریر و ابیات باشد
این اقسام در بحث مشبه و مشبه به گذشت اما وجه شبه واحد عقلی مثل جرات در تشبیه شجاع
باسد و زنده ساختن در تشبیه علم بحیات و هدایت در تشبیه علم بنور و استطابت نفس
در تشبیه عطر بخلق کریم و اما وجه شبه متعدد که در حکم واحد باشد و آن را وجه شبه

مرکب نیز گویند عبارت است از هیأتی معین مرکب از چند چیز و این نیز یا حسی یا عقلی یا حسی بود

یا عقلی و حسی به چند قسم می آید یکی آنکه مشبه و مشبه به مفرد باشند و وجه شبه مرکب حسی باشد

مثل تشبیه اخگر بچشم خروس در استدارت و حمرت و مقدار مخصوص و چنانچه درین بیت

ابوالفرج باره در زیر ران چون هیکل چرخ ٭ چتر بر فوق سر چو خرمن ماه ٭ وجه شبه

در تشبیه اسپ باسمان عظمت و حسن است و سرعت سیر است و در تشبیه چتر

به ماه تدویر و درخشندگی است و اینها همه از محسوسات است دوم آنکه هر سه مرکب

حسی باشد چنانچه درین بیت که در صنعت رزم گفته بشار بن برد کان مثار النقع فوق

روسنا ٭ واسیافنا لیل تهاوی کواکبه ٭ ترجمه اش این است گویا آثار غبار و گرد بالای

سرها و شمشیرهای ما که دران غبار میدرخشند مانند شبی است که شهاب پی در پی

دران ساقط میشود مراد شاعر درینجا تشبیه غبار و برق شمشیر که در و میدرخشند با شبی

است که شهاب متواتر دران ساقط میشود و این مجموع یک هیأت است نه آنکه

غبار را بشب و شمشیر را با شهاب جدا تشبیه کرده باشد و وجه شبه درین بیت

هیأتیست که از حرکت اجرام روشن مستطیل متفرق در جوانب چیزی سیاه

حاصل آمده و ازین قبیل است این بیت خاقانی ابر از هوا بر گل چکان مانند زنگی

دایگان ٭ در کام رومی بچگان پستان نور انداخته ٭ مقصود درینجا تشبیه مجموع چکیدن

باران از ابر سیاه بر گل است بزنگی که دایه رومی بچه را شیر میدهد نه آنکه گل را

برومی بچه و ابر را بزنگی دایه و باران را بشیر جداگانه تشبیه کرده باشد و وجه

شبه درینجا بیاتی است که از احاطت چیزی سیاه بر چیزی سرخ و ترشح چیزی سفید
ازان سیاه بر سرخ حاصل آمده و ازین قبیل است این ابیات خاقانی بیت بربطے
چون وایگان طفل نالان در بغل ؛ طفل را از خواب دست وایگان انگیخته ؛ و در گوی
شهر بی کسی جیست انگشت ؛ زنگی بهواسان بر افگند و سلمان ساوجی بهلال سبزه جوی در
بدان ماند که خضر سر بر آب افگند مصلی را ؛ و امیر معزی گفتم که چیست خون عدو بر حسام
گفتا که بر بنفشه پراگنده ارغوان ؛ و شیخ نظامی در غسل کردن شیرین گوید
بیت چو بر فرق آب می انداخت از دست ؛ فلک بر ماه مروارید می بست ؛ و انوری
بیت در آب دیده همی گشت زلف مشکینش ؛ چو شاخ سنبل سیراب در می احمر
و حکیم ازرقی بیت رخ او لاله ستان بود و سبز فلک او ؛ زنگیان راست ستان خفته
بر آن لاله ستان ؛ دوم مرکب بودن مشبه و مشبه به و وجه شبه درین ابیات بر تامل
ظاهر است سوم آنکه مشبه مفرد حسی و مشبه به و وجه شبه مرکب حسی باشند کقوله والشمس کالمرآة
فی کف الاشل آفتاب را تشبیه داده بآئینه که در دست شل باشد و وجه شبه درینجا بیاتی
است که از استدارت و اشراق و حرکت سریع متصل حاصل آمده و ازین قبیل
است این بیت خاقانی که در خطاب آفتاب گفته بیت مانی بعرابیان اشقر بنیزه بکف
و بر منیره بکر ؛ و این بیت عبد الواسع جبلی بیت زلفین تو قیریست بر انگیخته از عاج
رخسار تو شیری است بر آمیخته با مل ؛ مقصود درینجا تشبیه رخسار است باشیری
که در شراب آمیخته باشد و وجه شبه امتزاج سرخی با سفیدی چهارم آنکه مشبه مفرد

فصل ۱۲

فصل کا نام فرع ہے کہ یہ پہلی قسمیں ہیں شجرہ کی اور شجرہ کو
فرع یعنی شاخ لازم ہے پہلی فرع تشبیہ
کی دو طرف یعنی مشبہ و مشبہ بہ کے بیان میں
معلوم کیا جاتا ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ یا ایسے
ہوتے ہیں کہ دونوں گویا پانچوں حواس میں سے
کسی حس کے ساتھ معلوم ہو سکیں مراد پانچوں
حواس سے دیکھنا اور سننا اور چکھنا اور سونگھنا
اور چھونا کسی چیز کا ہے یا اون دونوں کو حواس
سے نہ معلوم ہو سکیں بلکہ عقل سے

ومشبه و وجه شبه مرکب باشد چنانچه درین بیت خاقانی بیت چون ریم آهن برخم
آهن بصد چشمه کنند چشم دشمن پوشیده نماند که مشبه درینجا صد چشمه نمودن
چشم دشمن برخم سنانست ومشبه به ریم آهن و اول مرکب و ثانی مفرد است
و وجه شبه هیأتی است که بشکل زنبورخانه باشد واین نیز مرکب است اما وجه شبه
مرکب عقلی چنانچه درین بیت انوری بیت در جهانی و از جهان بیشی همچو
معنی که در بیان باشد و وجه شبه درینجا راجح بودن محاط بر محیط است و درین
دو بیت خاقانی نظم ای شده بر دست تو حاصل شاخ شاخ همتو منالکان بو
ارکان او و یوسفی آورده در تن زندان ولیس قفل زر افگنده بر در زندان او
و وجه شبه درینجا ذلیل و خوار داشتن چیز خوب و عزیز داشتن چیز زیست ومقصود
از مجموع یک هیأت است فتدبر بدانکه هرگاه وجه شبه هیأتی باشد مرکب از چند چیز
از ینکه اجزای آن حسی باشند یا عقلی اگر بعضی ازان اجزا را اخذ کنند و بعضی دیگر را
ترک نمایند در تشبیه غلط واقع شود و وضوح این معنی از ابیات امثله صدر پیداست
اما وجه شبه غیر واحد که آنرا متعدد نامند چنان است که چند چیز را وجه شبه سازند و هر یک
ازان به نفس خود مستقل بود بخلاف مرکب که در انجا از مجموع یک هیأت مقصود
میباشد و وجه شبه متعدد از سه قسم بیرون نیست قسم اول آنکه آن چیزها همه حسی باشند
چنانچه درین بیت خاقانی شعر این این الکوس والاقداح این این الشموس والاقمار
و وجه شبه در تشبیه کاسه و قدح با فتاب و ماه تدویر و درخشندگی و

گردش است قسم دوم آنکه هر دو عقلی باشند مثل تشبیه بعضی از مرغان بنزاع در تیزی
نظر و کمال حذر و اخفای جماع قسم سوم آنکه بعضی از ان حسی و بعضی عقلی باشند چنانچه
درین بیت نظامی بیت گهی خوردن می چون خون بدخواه ؛ گهی تکیه زدن بر مسند
شاه ؛ وجه شبه در تشبیه یا خون بدخواه حمرت و مرغوب بودن است و اول حسی و دوم
عقلی است و بدانکه گاهی وجه شبه را از نفس تضاد انتزاع مینمایند و طریقش چنان
است که دو ضد را باهم تشبیه میدهند و آن معنی متضاد را که در هر دو مشترک است
وجه شبه اعتباری نمایند و ضدیت را بمنزله تناسب می شمارند و مقصود ازین تشبیه
خوش طبعی و ظرافت یا تسخر و تحقیر است مثل آنکه جبان را گویند که شیر است و بخیل را
گویند که حاتم است چنانچه درین دو بیت فقیر نظم درین ذوسم که باغ از فرط زینت
؛ بود خوانی پر از الوان نعمت ؛ کلید در بدست باغبان است ؛ عجایب حاتمی
سالار خوانست ؛ و باید دانست که حق وجه شبه آنست که شامل هر دو طرف
باشد یعنی بر مشبه و مشبه به صادق آید و اگر بر یکی از دو طرف صادق نباید تشبیه
فاسد شود مثلاً درین قول که النحو فی الکلام کالملح فی الطعام اگر وجه شبه این
باشد که صلاح در استعمال و فساد در اهمال اوست بر هر دو صادق آید و تشبیه
صحیح شود زیرا که اصلاح طعام در استعمال نمک است و فساد در اهمال آن همچنین
اصلاح کلام در استعمال قواعد نحوی است و فسادش در اهمال آن و اگر وجه شبه
چنین باشد که بسیاری نمک مفسد طعام است و کمی نمک مصلح آنست این معنی در نحو

صادق نمی آید و تشبیه خلل پذیر میگردد زیراکه کلام اگر بعضی از قواعد نحو استعمال کنند و بعضی را اهمال نمایند کلام مهمل و نا مربوط شود فرع سوم در بیان غرض تشبیه پوشیده نماند که غرض تشبیه در اکثر راجع بمشبه میگردد و آن بر چند قسم است اول آنکه غرض از تشبیه بیان امکان وجود مشبه باشد در حالی که ادعای امتناعش نیز ممکن بود چنانچه درین بیت ابو طیب بیت فان تفق الانام و انت منهم ؛ فان المسک بعض دم الغزال ؛ ترجمه اش اینست که اگر تو فائق شوی بر خلق و حال آنکه از جنس ایشانی این معنی ممکن است زیراکه مشک پاره از خون آهو است مراد شاعر درین شعر فوقیت ممدوح است بر سایر نوع انسانی بحدیکه گویی اصلا مناسبت بایشان ندارد و بر اسه اصل جدائی است و این ادعا در ظاهر ممتنع مینماید چه محال است که یک فرد از نوع خود بحدی ممتاز گردد که از ان نوع برآید لهذا شاعر از تشبیه دادن بمشک امکان این معنی را بیان نمود و ثابت کرد زیراکه مشک هر چند پاره از خون آهو است اما او را از قسم خون نمی شمارند و از قبیل است این بیت خاقانی بیت وهو روح الوری و لا تعجب ؛ فالیواقیت بهجة الاحجار ؛ و مولفه بیت گر از خلق آمد بر خلق شاه است ؛ عجب نیست گل از جنس گیاه است ؛ دوم آنکه غرض از تشبیه بیان حال مشبه باشد مثل تشبیه چیزی در سواد یا بیاض یا غیر آن بچیزی و درین قسم شرط است که حال مشبه به ظاهر باشد و الا تشبیه برای بیان حال نخواهد بود

۱۶

چنانچه درین بیت ابوالفرج بیت دل از وداع رفیقان چو دیگ بر آتش ۞ تن
از غم عزیزان چو مرغ در مضراب ۞ غرض از تشبیه درینجا بیان حال دل و تن است
از حالت وداع و چنانچه درین بیت حکیم سنائی بیت باز قهرش چو آید اندر کار
۞ کشف سر در کشد کشف کردار ۞ و درین بیت خاقانی بیت خصمت
ز دولت بینوا و آنکه درت کرده رها ۞ چشمش ببرد ادو تو تیا بر باد نکبا داشته ۞ یعنی
حال خصم تو که از دولت مهجور است و در ترا گذاشته است بآن میماند که چشم او
بدرد باشد و سرمه را که دوای چشم است بر باد دهد و مقصود ازین تشبیه بیان
حال خصم است سوم آنکه غرض از تشبیه بیان مقدار حال مشبه باشد چنانچه درین
بیت انوری ع حدیث سرین و میانش چگویم ۞ که دیده است کوهی
معلق بکاهی ۞ غرض از تشبیه درینجا شدت فربهی سرین و لاغری میان
است و درین بیت حکیم عنصری بیت و آن ابر همچو کاینه بدافان ۞ اکنون
چو گنج لولو مکنون است ۞ غرض از تشبیه ابر بکاینه داف و گنج لولو کثرت
باریدن برف و باران است و درین بیت کمال اسمعیل بیت مانند پنبه دانه
در پنبه تعبیه است ۞ اجرام کوه‌ها است نهان درمیان برف ۞ غرض از تشبیه
درینجا مبالغه در کثرت برف است اما درین بیت خاقانی بیت با کینش
آب شور دریا ۞ ماند عرق تکاوران را ۞ اگرچه در بادی النظر چنان نماید
که غرض تشبیه تعلق بمشبه دارد و آن قلب آب دریا است

۱۷ تشبیه وہمی کی مثال میں ایسا تصور درس سر آدمی کا غول سا تصور ساز مذکور کیا اور بعد اسکے خود اس امر پر اعتراض کیا کہ بادی النظر میں ان دونوں قسم یعنی وہمی اور خیالی میں فرق نہیں معلوم ہوتا [illegible] تصور رش علمی ثابت کی ہے کہ اجزا ان دونوں قسموں کی محسوس ہیں [illegible] تصور کو تشبیہ وہمی میں ذکر نا ضرورت نہیں بلکہ یہ خیالی کی مثال ہے

درخیب عرق نگاوران اما در نظر تحقیق غرض تشبیه درینجا تعلق بمشبه دارد و این گفتن عرق نگاوران است و شیخ عنصری گور میشود چهارم آنکه غرض از تشبیه این باشد که حال شان مشبه را خاطرنشان سامع بکنند مثل تشبیه سعدی بیهوده نقش روی آب و وجه خاطرنشان شدن آنست که چون نفس انسانی بحسیات زیاده از عقلیات مالوف است انچه را بواسطه حس دریابد زود تر در و متقرر و منتقش میگردد چنانچه درین دو بیت حکیم عنصری بیت با سبکسار کس مکن صحبت تا نمانی حقیر و خوار و ذلیل زانکه در صحبت فرو وافتی ؛ ای لسپچو نام سنگ بود دست عدیل و درین بیت خاقانی بیت هر طرب ابر ابر است کرب ؛ بهمین را مقابل است لبسا ؛ و درین بیت سنائی صورت انسان چو دیگ تهی است ؛ از درون خالی برون سیه است و درین دو بیت خاقانی نظم تا کی در جستجوی عشق خار مغیلان زدن تا کی در راه نفس باغ ارم ساختن ؛ زخش بهوای زر بردن و پیش دیو بسپر افگنده کم مرکب جسم ساختن ؛ و درین قسم غرض اکثر تشبیه طریق تمثیل می آید پنجم آنکه غرض از تشبیه زینت دادن مشبه در نظر سامع باشد مثل تشبیه روی سیاه با مردمک آبنوچنانچه درین بیت حکیم انوری بیت به بین وقت سخن گفتن لب شیرین و دندانش ؛ که گوئی در عمان است در لعل بدخشانش ؛ غرض از تشبیه لب و دندان معشوق بدر و لعل تزئین اوست و له بیت استری بود سیه زیر مغرق زینی ؛ راست چون تیره شبی بسته برو یک شبه ماه

۱۸ حدایق البلاغة

شیخ نظامی بیت تن صافش که می غلطید در آب ٭ چو غلطد قاقمی بر روی سنجاب ٭ ششم آنکه غرض از تشبیه مذمت و تقبیح مشبه باشد در نظر سامع مثل تشبیه روی که نشان آبله در و باشد به سرگین بسته که خروس آنرا بمنقار زده باشد و در نظم مثل این ابیات سنائی که در هجو علمای جاه طلب گوید بیت

چون کیر اشتر زبان پیسان ٭ ریچه دارند همچو خرمگسان ٭ و کاتبی نیشاپوری که در هجو شخصی گفته رباعی ای از تو سه روح و پنج حس چارو خجل ٭ در چار چو چار چیزی کامل ٭ چون فرج دهن باز و چون گنده دماغ ٭ چون کیر زبان دراز و چون خایه دو دل ٭ و حکیم شفائی که در هجو ذوقی اردستانی گفته

رباعی ذوقی بنشست به پشم ماشی ماند ٭ موییت به مذر زید قماشی ماند ٭ بیت سنگ سر تراشی ماند ٭ عینک چو نهی به کیر کاشی ماند ٭ هفتم آنکه غرض از تشبیه تشبیه امکان مشبه و ندرت حضور او در ذهن باشد یعنی مشبه بسبب تشبیه بصورتی آید که از روی عادت حضور صورت او در ذهن ممتنع باشد مثل تشبیه انبار زغال که بعضی از آن افروخته بود یا دریای مسک که موجش طلا باشد و چنین صورت در عادت ممتنع الحضور است و این است معنی استطراف یا کی شبه الکثر امثلہ این قسم در تشبیه وہمی و خیالی مذکور شد و از آنجمله است این بیت ابو الفتح بیت گل از پرورده گوی شکل دستی است ٭ گرفته جام لعلی اندر انامل ٭ و این بیت انوری بیت آتش سیال دیدستی در آب منجمد ٭ گر ندیدی

19

ہو چکا تو اب یہ سنا چاہیے کہ صفت حقیقی دو قسم ہے ایک حسی اور ایک عقلی صفت حسی کی مثل کیفیت جسمانیہ کی اسی مثل اون کیفیتوں کے کہ جسم سے مختص ہوں مختص نہ ہو کہ صفت کی منقسم ہونے سے بطرف حقیقی اور حسی کی اور صفت حسی کی مثال میں کہنے سے یہ قول مثل کیفیات جسمانیہ کے معلوم ہوتا ہے کہ کیفیات جسمانیہ علم معقول کی مراد نہیں ہے بلکہ صفات جسمانیہ مراد [illegible]

[illegible]

بخواه از ساقیا نش ساغری ؛ باید دانست که استطراف مشبه به دو گونه است
یکی آنکه مشبه به فی نفسه نادر الحضور باشد در ذهن مثال آتش سیال و آب منجمد در بیت
مذکور و مثل این بیت خاقانی که در صفت خضر گفته بیت آن شیبت رنگی
ارغوان فش ؛ چون برف تنیده گرد آتش ؛ دیگر آنکه حضور مشبه به در حالت
حضور مشبه بندرت باشد یعنی ذهن در وقت تصور مشبه بتصور او کمتر انتقال
نماید چنانچه درین رباعی کمال اسمعیل رباعی آن زلف نگر بر رخ آن شهره
آویخته بی جنگ و خصومت باهم ؛ و آن ابرو بین بشکل کشتی گیران ؛ سر
سوی هم آورده و قد تا زده خم ؛ ظاهر است که بمجرد تصور ابرو تصور کشتی گیران
در ذهن حاضر نمیشود و بدانکه هرگاه غرض از تشبیه تزیین یا تقبیح یا استطراف
مشبه باشد واجب است که مشبه به در وجه شبه معروف تر و تمام تر باشد و در جاییکه
غرض از تشبیه بیان مقدار حال مشبه باشد باید که هر دو در معرفت مساوی باشند
و در جاییکه غرض بیان امکان مشبه بود باید که مشبه به در امکانیت مسلم
و معروف بود و در استطراف شرط است که مشبه به در ذهن نادر الحضور باشد
اینست بیان اقسام که غرض تشبیه در آن راجع بمشبه میگردد اما گاهی غرض تشبیه
عاید بمشبه به میشود و این بر دو نوع می آید نوع اول آنکه هر چند ناقص
در وجه شبه باشد آنرا مشبه به سازند و مقصود از آن ادعای کملیت او بود
کقوله شعر و بدا الصباح کان غرته ؛ وجه الخلیفة حین یمتدح ؛ ترجمه اش اینست

گر صبح دمید گویا که سفیدی در روی خلیفه است در وقتی که توجه بشنیدن شعر
بیگردد و غرض ازین تشبیه یادتی روی ممدوح است در روشنی و انبساط صبح و از
باب است این رباعی حکیم ازرقی رباعی آتش بسنان دیو بندت ماند پیچیدن
رافعی بکمندت ماند اندیشه بجستن سمندت ماند خورشید بهمت بلندت ماند
سنان و کمند و اسپ و همت ممدوح را مشبه به ساخته و غرض ازین ادعای اکملیت
این همه چهار است در وجه شبه و این رباعی انوری رباعی چون روز علم زد
مجلس مست ماند چون یک شبه شد ماه بجا است ماند تقدیر بعزم تیز گامست ماند
گردون بعطای اذن عامست ماند نوع دوم آنکه چیزی را که اهتمام ایشان او
را افزون باشد مشبه به سازند و غرض از تشبیه بیان اهتمام است ایشان مشبه به
چنانچه درین بیت فقیر بیت گدا از بسکه دیده قحط احسان هلال عید را داند
لب نان پوشیده نماند که تشبیه در جایی متحقق میشود که مشبه به در وجه شبه کامل تر
و قوی تر از مشبه باشد اما در جائیکه هر دو مساوی باشند آنرا تشابه باید گفت
نه تشبیه در تشابه عکس صحیح می آید یعنی مشبه را مشبه به میتوان کرد چنانچه
درین دو بیت ابو نواس شعر رق الزجاج و رقت الخمر فتشابها و تشاکل الامر
فکانما خمر ولا قدح و کانما قدح ولا خمر یعنی لطافت شیشه و شراب
هر دو متشابه شدند بنحوی که گوئی قدح است شراب نیست
یا شراب است قدح نیست و درین قطعه فقیر

بست پیمانہ بچشم خونفشان :: در کفم از بادۂ احمر قدح :: یا شراب است اینکه میریزم زچشم :: یا سرشک است این که دارم در قدح

فرع چہارم در بیان احوال و اقسام تشبیہ بدانکہ تشبیہ باعتبار این ہر سہ چیز کہ در سہ فرع شرح داده شد متنوع بانواع مختلفہ و منقسم باقسام متعدده میگردد اما اقسام آن از چند شعبہ تمام

شعبۂ اول در تقسیم تشبیہ باعتبار مشبہ و مشبہ بہ و آن بر چند قسم می آید یکی آنکه مشبہ و مشبہ بہ ہر دو مفرد غیر مقید باشند مثل تشبیہ رخسار بگل و تشبیہ شجاع باسد و تشبیہ علم بنور و مانند آن دوم آنکه ہر دو مفرد مقید باشند مثل تشبیہ سعی بیفایده بہ نقش روی آب سوم آنکه یکی مفرد مقید و یکی مفرد غیر مقید باشد چنانچہ درین بیت انوری بیت رخسارۂ چو گلستان خندان :: زلفین چو زنگیان لاعب و درین بیت و لہ بیت

شکل غنچہ است چو پیکان که بود در آتش :: برگ بید است چو تیغی که برآرد زنگار

و ازین قبیل است تشبیہ آفتاب بآیینہ که در دست مشل باشد یا بالعکس یعنی تشبیہ آیینۂ مذکور بآفتاب چہارم آنکه ہر دو مرکب باشند چنانچہ درین بیت خاقانی بیت دیده باشی عکس خورشید آتش انگیز از بلور :: از بلورین جام عکس می ہمان انگیختہ :: و معنی مرکب بودن مشبہ و مشبہ بہ آنست که ہر یک ہیاتی است از چند چیز فراہم آمد چنانچہ قبل ازین شرح داده شد پنجم آنکه یکی مفرد و دیگری

مرکب باشند چنانچه درین بیت خاقانی **بیت** بلبله چون کبک خون
گرفته بمنقار ٭ کز دمش ناله حمام برآید ٭ و اکثر امثله این اقسام در صدر
مذکور شد ششم آنکه هر دو متعدد باشند و این قسم یا ملفوف می آید یا
مفروق اما ملفوف آنست که اول چند مشبه را ذکر کنند و باز چند مشبه به را
بهمان ترتیب بیارند بطور لف و نشر مرتب چنانچه درین بیت عبد الواسع
جبلی **بیت** تافته زلف و شگفته رخ زیبا قد او ٭ مشک سارا و گل سوری
و سرو چمن است ٭ و اما مفروق آنست که یک مشبه و یک مشبه به را ذکر
کنند و باز یکی دیگر در مقابل و همچنین چنانچه درین رباعی کمال اسمعیل
رباعی رویت دریای حسن لعلت مرجان ٭ زلفت عنبر صدف
دهن در دندان ٭ ابرو کشتی و چین پیشانی موج ٭ گرداب بلا غبغب
و چشمت طوفان ٭ هفتم آنکه یکی واحد و یکی متعدد باشد پس اگر مشبه
واحد و مشبه به متعدد بود آنرا تشبیه جمع نامند و اگر بالعکس باشد تشبیه
تسویه گویند مثال تشبیه جمع چنانچه درین بیت مولوی جامی
بیت عارض است این یا قمر یا لاله حمرا است این ٭ یا شعاع
شمس یا آئینه دلهاست این ٭ و این غزل تمام ازین قبیل است
و مثال تشبیه تسویه کقوله **شعر** صدغ الحبیب و حالی ٭ کلاهما
کاللیالی ٭ یعنی زلف معشوق و حال من هر دو مانند شب

سیاه اند شعبه دوم در تقسیم تشبیه باعتبار وجه شبه باید دانست که تشبیه باعتبار
وجه شبه نیز متنوع بچند نوع میگردد نوع اول تشبیه تمثیل و آن تشبیهی است که وجه شبه
درو از چند چیز منتزع باشد چنانچه قبل ازین شرح داده شد قال الشیخ عبد القاهر
الجرجانی فی اسرار البلاغة التمثیل التشبیه المنتزع من امور واذا لم یکن التشبیه
عقلیا یقال انه یتضمن التشبیه ولا یقال ان فیه تمثیلا وضرب مثل واذا کان
عقلیا جاز اطلاق اسم التمثیل علیه انتهی وازینجا معلوم میشود که تشبیهی
که وجه شبه او مرکب حسی باشد آن را از عداد تمثیل نباید شمرد و تمثیل
آنست که وجه شبه درو مرکب عقلی باشد چنانچه درین دو بیت حکیم سنائی که
در منقبت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیه السلام گفته
نظم زان از خصم او فزون تر بود * که خرد را امام حیدر بود * مرد را چون
ز پس بود خورشید * سایه پیشش کند برو جاوید * وجه شبه هیأت شخصی است
که نور را عقب و ظلمت در پیش او باشد و چون این هیأت مرکب
از حسیات است پس بقول شیخ عبد القاهر که مذکور شد از قسم تمثیل نباشد
بل متضمن تشبیه بود و درین دو بیت نظامی نظم نظر کردم ز روی تجربت را
هست خوشیهای جهان چون خارش دست * که اول دست
خارش خوش افتد * با آخر دست در دست آتش افتد * وجه شبه
امریست که آغازش خوب و انجامش بد باشد و این امور عقلی ا

ایک کالی چیز کی جانب اور اطراف میں
روشن چیز دونوں دراز اور پراگندہ کا حرکت
کرنا یا معشوق صبح کا رقص کرنا اور اس کا
کبھی آگے بڑھنا اور کبھی پیچھے ہٹنا اور ہاتھ
دراز کرنا اور چکپھیری لینا اور سمٹ کر
بیٹھ جانا مشبہ اور آفتاب کا عکس دریا میں
اور پانی کی حرکت مضطرب سے اس کا کبھی آگے
جانا اور کبھی پیچھے آنا اور کبھی دراز ہو جانا
اور سمٹنا اس طرح کہ دو چھر قرص سا معلوم
ہو سڑنا اور کبھی پھیلنا مشبہ بہ ہوا اسمیں
ایک شئی روشن کا کئی

واطلاق تمثیل بقول شیخ عبدالقاهر بران صحیح اما انچه از مفتاح ومطول معلوم میشود تمثیل عبارت از تشبیهی است که وجه شبه درو منتزع از چند چیز باشد عقلی یا حسی باشد یا اعتباری نوع دوم غیر تمثیل و آن تشبیهی است که وجه شبه درو مرکب از چند چیز نباشد بلکه واحد بود یا متعدد و امثله آن در بحث وجه شبه گذشت نوع سوم تشبیه مجمل و آن تشبیهی است که وجه شبه درو مذکور نشود و این چند قسم می آید اول آنکه وجه شبه غیر مذکور در بادی الرای بر همه کس ظاهر باشد مثل تشبیه شجاع به شیر چه ظاهر است وجه شبه درینجا جرات است دوم آنکه وجه شبه خفی باشد غیر از خواص آنرا در نیابند چنانچه درین بیت خاقانی بیت بی تصحیح دولت او سر سامی است عالم که فتنه هر زمانش بحران تازه بینی وجه شبه در تشبیه عالم بسرسامی اختلال و برهم خوردگی اوضاع است و این بر هر کس در بادی النظر ظاهر نمیشود قال العلامة فی المطول کقول بعضهم فی مدح جماعتهم کالحلقة المفرغة لایدری این طرفاها ای متناسبون فی الشرف یمتنع تعیین بعضهم فاضلا و بعضهم افضل منه کما انها متناسبة الاجزاء یمتنع تعیین بعضها طرفا و بعضها وسطا لکونها مفرغة ای مصمتة الجوانب کالدایرة انتهی کلامه دیگر آنکه وصف هیچ یک از مشبه و مشبه به درو مذکور نشود چنانچه درین بیت خاقانی بیت از عارض و روی و زلف داری هم طاوس و بهشت و مار باهم مراد از وصف درین مقام انچه

[illegible]

گرایمای بر وجه شبه نداشته باشد پس اگر گوی که زید الفاضل اسد لفظ فاضل
اشعار می بر وجه شبه که جرأت و شجاعت است ندارد و مثال وصفی که ایما
بر وجه شبه داشته باشد این بیت خاقانی بیت خنجر سر نیش چو سرخ آید بخون
خصم و دمی رانشان بینی بهم :: از لفظ سرخ و سبز که وصف مشبه واقع شده ظاهر
میشود که وجه شبه درینجا اجتماع حمرت و خضرت است دیگر آنکه وصف مشبه تنها مذکور سازند
چنانچه در شعر گذشت و درین بیت عبد الواسع جبلی بیت خمیده قامت
و رخ پر سرشک از پی نار :: چو گردون بخواه تو چون گردون باد :: دیگر آنکه وصف
مشبه به تنها مذکور سازند کقول البالغة شعر فانک شمس والملوک کواکب :: اذا
طلعت لم یبد منهن کوکب :: یعنی بدرستیکه تو آفتابی و پادشاهان دیگر ستارها اند
وقتیکه آفتاب طالع شد یکی از ستاره ظاهر نمیشود و درین بیت حکیم سنائی
بیت امتنانش چو قطره باران :: کاول و آخرش بود چو میان :: و در
بیت خاقانی بیت وقت است که مرکبان انجم :: هم نعل بیفگنند و هم
دیگر آنکه وصف مشبه و مشبه به هر دو مذکور نمایند چنانچه درین دو بیت
نظم چاکرانت بگه رزم چو خیاط اند :: گرچه خیاط نیند ای ملک کشورگیر
بگز نیزه قد خصم تو می پیمایند :: که ببرند بشمشیر و بدوزند به تیر
لفظ گز و پیمودن و بریدن و دوختن وصف ملایم مشبه است
و نیزه و شمشیر و تیر ملایم مشبه به نوع چهارم تشبیه مفصل

[illegible]

وآن عبارت از تشبیهی ست که وجه شبه یا آنچه مستلزم وجه شبه باشد در آن
ذکر کنند مثال اول چنانچه درین بیت سلمان ساوجی بیت لغزد خرد
لعل تو چون از شراب پای بلرزد دلم ز چشم تو چون از خمار دست بشد وجه شبه
درهر دو مصراع لغزیدن و لرزیدن است و درین بیت عبد الواسع بیت
ای بسی چون سخن و چون دهن خویش ز غم عیش من تلخ ندارد دل من تنگ بخوا
ه وجه شبه درینجا تلخی و تنگی است و درین بیت خاقانی بیت جهان
پیمانه را ماند لعینه که چون پر شد تهی گردد بیکبارهٔ و مثال دوم لفظ کالکلام
الفصیح کالعسل فی الحلاوة وجه شبه درینجا میل طبع است و آن لازم
حلاوت است نوع پنجم تشبیه قریب مبتذل و سبب قرب و ابتذال تشبیه
چند چیز است یکی آنکه وجه شبه واحد باشد مثل سیاهی در تشبیه زنگی کال
و سفیدی در تشبیه عسل با برف دیگر آنکه مشبه به نسبت قریب بمشبه داشته باشد
مانند تشبیه کنار به سیب یا آنکه مشبه به اکثر در ذهن حاضر شود مثل
تشبیه زلف به شب و تشبیه روی خوب با آفتاب و مانند آن بالجمله
تشبیه قریب آنست که وجه شبه در و اجمالی باشد یا تفصیل قلیلی
داشته باشد مانند تشبیه آفتاب به آینه در تابندگی و روشنی نوع ششم تشبیه
بعید غریب و اسباب بعد و غرابت تشبیه نیز چند چیز است یکی آنکه
وجه شبه متعدد یا مرکب از چند چیز باشد چنانچه در موضع خود مذکور شد

دیگر آنکه مشبه به را با مشبه نسبت بعیدی بود چنانچه درین بیت مختاری

بیت ابر سیاه و برف سفید در زمین سبزه طوطی همی پدید شد از بیضه غراب

ظاهر است که ابر و برف با زاغ و بیضه در صورت علم اعتبار تشبیه مناسبتی نیست

دیگر آنکه مشبه به بندرت در ذهن حاضر شود بسبب آنکه از وهمیات یا از خیالات

باشد مثل انیاب اغوال و اعلام یاقوت و نظایر آن دیگر آنکه وجه شبه مرکب

عقلی باشد و چندانکه وجه شبه مرکب از چیزهای بسیار باشد تشبیه بعید تر و غریب تر

میشود اعم از آنکه ترکیب حسی باشد یا خیالی یا عقلی و تشبیه بلیغ همان است که بعید و غریب بود

بخلاف قریب و مبتذل که آن در بلاغت ادون است زیرا که آنچه بعد از طلب

حاصل میشود لذت او زیاده تر میباشد مثل تشنه که از آب سرد بیشتر

لذت میبرد و گاهی تشبیه مبتذل بسبب تصرفی خاص غرابت

پیدا میکند چنانچه درین بیت مختاری بیت ماهی اگر ماه را از سرو بود قد

سروی اگر سرو را از ماه بود بر تشبیه معشوق بماه و سرو مبتذل

است اما بسبب شرط غرابتی بهم رسانید شعبه سوم در تقسیم تشبیه

باعتبار غرض و آن بر دو قسم است مقبول و مردود تشبیه مقبول

آنست که در افادهٔ غرض وافی باشد و مشبه به در وجه شبه

مشهور تر و تمام تر مسلم الحکم بود و در بیان امکان تر و مخاطب معروف

باشد و تشبیه مردود آنکه درین امور ناقص ضعیف باشد فرع پنجم در بیان ادات

تنبیه انکه در تشبیهی که ادات آن مذکور نباشد آنرا تشبیه موکد گویند و انچه ادات در مذکور شود آنرا مرسل نامند و موکد بر دو گونه است یکی آنکه ادات تشبیه را حذف نمایند و فقط چنانچه درین بیت خاقانی می آفتاب زرفشان بچار بلورین آسمان ز مشرق کف ساقیش وان مغرب لب یار آمده و دیگر آنکه ادات تشبیه را حذف نموده مشبه به را به مشبه اضافت نمایند کقوله شعر والریح تلعب بالغصون و قد جری ٭ ذهب الاصیل علی لجین الماء ٭ وقت بین العصر المغرب را در عربی اصیل و در فارسی آفتاب زرد خوانند و ترجمه بیت مذکوره اینست که نسیم بازی میکند با شاخها در حالیکه جاری شده است طلای آفتاب زرد بر نقرهٔ آب یعنی تا وقت عصر پوشیده نماند که مراد شاعر تشبیه آفتاب زرد به طلا و تشبیه آب به نقره است مشبه به را مضاف الیه ساخته نقوله ذهب الاصیل ای اصیل کالذهب و لجین الماء ای ماء کاللجین و ازین قبیل است این بیت مسعود سعد عبهر چشمش گرفته سرخی لاله لاله رویش گرفته زردی عبهر ٭ یعنی چشم او که مانند عبهر است و روی او که مثل لاله است اما تشبیه مرسل آن نیست که ادات در و مذکور شود و آن در عربی کاف است و کان و مثل و انچه از معنی مماثله و مشابهت مشتق باشد و در فارسی لفظ مانند و چون و برنگ و بسان و گوئی و گوئیا و امثال آن شعرای عجم

گاهی عبارت دیگر قایم مقام ادات تشبیه آرند چنانچه درین بیت مختاری
از یک صدف گهر شده رای تو و خرد ＊ وز یک رحم جدا شده طبع تو و کرم ＊
و درین بیت خاقانی جانکاهی و آن دهان فزائی ＊ سببی بد و کرده روزگاری ＊ مقصود آنست که تو مثل روزگاری و چنانچه درین بیت اطری
بوی یار من ازین سست وفا می آید ＊ گلم از دست بگیرید که از کار شدیم ＊ مقصود تشبیه یار است بگل و بوی یار آمدن را بجای ادات تشبیه ذکر کرده تتمیم در تقسیم
تشبیه بحسب قوت و ضعف بدانکه استعمال تشبیه در کلام از هشت قسم بیرون نیست
اول آنکه مشبه و مشبه به را مذکور سازند و وجه شبه و ادات تشبیه را محذوف نمایند
چنانچه گوئی زید شیر است دوم آنکه در مقام استخبار مشبه را نیز محذوف
نمایند سوم آنکه ادات تنها حذف نمایند چنانچه گوئی زید شیر است
در جرات چهارم آنکه در محل استخبار مشبه را نیز حذف کنند مثل آنکه
گوئی شیر است در جرات پنجم آنکه وجه شبه را محذوف نمایند مثل آنکه گوئی زید
مانند شیر است ششم آنکه در حال استخبار مشبه را نیز محذوف نمایند هفتم آنکه
هر چهار را مذکور سازند مثل آنکه گوئی زید مانند شیر است در جرات هشتم آنکه
مشبه را در محل استخبار حذف کنند چنانچه اگر پرسند زید کیست گوئے
مانند شیر است در جرات و ازین هشت قسم دو قسم اول قوی است و دو
قسم اخیر ضعیف و دو وسط در ضعف و قوت وسط و وجه قوت در حذف

ادات و وجه شبه آنست که ادات را چون محذوف سازند گویا مشبه را عین
مشبه به ادعا نمایند و وجه شبه را چون ترک نمایند عمومیت تمام میرسانند پس
در تشبیهی که این هر دو را ترک نمایند قوی تر خواهد بود و آنچه یکی ازین هر دو دران
مذکور شود نسبت باول ضعیف و آنچه هر دو را دران مذکور سازند اضعف
خواهد بود اینست استیفای بیان در تشبیه و بالله التوفیق شجره دوم
در بیان استعاره چون استعاره قسمی از مجاز است اول به تعریف حقیقت
و مجاز پرداختن لازم پس گوییم حقیقت در اصطلاح اصحاب بیان عبارت از کلمه
ایست که در معنی موضوع له استعمال کنند در اصطلاحی که حرف زنند مثل اصطلاح
لغت یا شرع یا عرف و مجاز کلمه ایست که در معنی غیر موضوع له استعمال کنند و دلالت
او بر آن معنی بقیام قرینه باشد لا غیر و معنی وضع معین ساختن لفظ است برای
دلالت کردن بر معنی بنفس خود نه بواسطه قیام قرینه قال العلامة الحقیقة فی الاصل فعیل
بمعنی فاعل من حق الشیء اذا ثبت او بمعنی مفعول من حققت الشیء اذا اثبته نقل الی الکلمة
الثابتة او المثبتة مکانها الاصلی والتاء فیها للنقل من الوصفیة الی الاسمیة والمجاز
فی الاصل مفعل من جاز المکان یجوزه اذا تعداه نقل الی الکلمة الجایزة ای المتعدیة
مکانها الاصلی انتهی کلامه و مجاز را از علاقه گزیر نیست چه اگر علاقه در معنی
حقیقی و مجازی نباشد استعمال آن لفظ در معنی مجازی غلط خواهد بود
چنانچه اگر بگوئی خذ هذا الفرس و اشاره بکتاب نمائی این استعمال صحیح نیست

زیرا اگر علاقه درینجا یافت نمیشود و هر یک از حقیقت و مجاز یا لغوی است
یا شرعی یا عرفی عام یا خاص چه اگر واضع حقیقت واضع لغت است آنرا حقیقت لغوی میگوییم
واگر شارع است حقیقت شرعی می نامیم واگر عرف است حقیقت عرفی میخوانیم
و همچنین مجاز را در اصطلاح که بمعنی غیر موضوع له استعمال میکنیم اگر آن
اصطلاح لغت است مجاز لغوی میگوییم و اگر اصطلاح شرع است مجاز شرعی
واگر اصطلاح عرف است مجاز عرفی میخوانیم مثالش استعمال لفظ اسد برای
سبع مخصوص حقیقت لغویست و برای مرد شجاع مجاز لغوی و لفظ صلوٰة برای
عبادت مخصوص حقیقت شرعی است و برای دعا مجاز شرعی و لفظ فعل در عرف
نحویان بمعنی لفظ مخصوص که عبارت از ماضی و مضارع و غیر آن باشد حقیقت عرفی
خاص است بمعنی حدث مجاز عرفی خاص و لفظ دابه برای چارپایه حقیقت عرفی
عام است و برای انسان مجاز عرفی عام و لفظ اسد و صلوٰة و فعل و دابه که در
مثال واقع است مثال حقیقت و مجاز است و لفظ سبع و شجاع و عبادت و دعا
و لفظ مخصوص و حدث و چهارپا و انسان که مذکور شده اینها همه اشارت بمعانی
حقیقی و مجازی آن چهار لفظ است فتامل و قبل ازین گفته ام که مجاز را ناچار است
از علاقه پس اگر آن علاقه امری است سوای تشبیه مثل سببیت یا لزوم یا غیر ذالک آنرا
مجاز مرسل می نامند و اگر علاقه تشبیه است استعاره میگویند و در استعاره
اگر مشبه را متروک و مشبه به را مذکور سازند آنرا استعاره بالتصریح نامند

چنانچه درین بیت اسدی بیت همی مشک سای و شکر میفروش +
دو نرگس کمان کیش و گل درپوش ؛ و اگر مشبه به را متروک و مشبه را مذکور سازند
آن را استعاره بالکنایه خوانند و امثله آن در محلش مذکور شود و حاصل استعاره
آنست که مشبه را عین مشبه به ادعا نمایند اعم ازین که متروک باشد یا مذکور و مشبه به را
در هر دو صورت مستعار منه نامند و لفظ او را مستعار خوانند و مشبه را مستعار له
گویند و علمای فن بلاغت را اختلاف است درینکه استعاره از قسم مجاز لغوی است
یا مجاز عقلی و دلیل جماعتی که استعاره را مجاز لغوی میدانند آنست که اگر گوئی
مثلا رأیت اسدا یرمی و مراد از اسد مرد شجاع باشد پس لفظ اسد در اصل
لغت برای سبع مخصوص که درینجا مشبه به واقع شده موضوع است
نه برای مشبه که مرد شجاع باشد درینصورت استعمال این لفظ بحسب لغت در غیر موضوع له
شده است و این است معنی مجاز لغوی و دلیل گروهی که استعاره را از مجاز عقلی میشمارند
آنست که اطلاق لفظ اسد را بر مشبه که مرد شجاع باشد وقتی میکنیم که او را عین مشبه به
یعنی سبع مخصوص ادعا مینمائیم و درین صورت استعمال لفظ اسد در موضوع له
میشود نه در غیر موضوع له و چون این تصرف یعنی ادعای مذکور تعلق بعقل دارد
نه بلغت پس استعاره مجاز عقلی باشد یعنی عقل بر مجاز بودن او حکم میکند
نه لغت زیرا که بحسب لغت خود استعمال آن در موضوع له واقع شده پس مجاز لغوی چرا باشد
و اگر در استعاره مشبه را عین مشبه به ادعا نمایند معنی تعجب درین دو بیت درست نمی آید

شعر قامت تظللني من الشمس ❊ نفس اعز علي من نفسي ❊ قامت تظللني و عجب شمس تظللني من الشمس ❊ شاعر این دو بیت را درباب غلام خود که بر او دلا فتاسا سایه کرده بود گفته ترجمه اش اینست ایستاده است و سایه میکند بر من از آفتاب چنان کسی که عزیز تر است از جان من پیش من و عجب دارم ازینکه آفتابی بر من از آفتاب سایه میکند و مقصود ازین مثال این است که اگر شاعر غلام مذکور را عین آفتاب نشمردی معنی تعجب درینجا صحیح نمیشود و بعضی جواب این چنین گفته اند که ادعا درینجا مقتضی استعمال شمس در موضوع له نمیتواند شد چه به یقین میدانیم که آدمی از جنس آفتاب نیست اما فرق در استعاره و کذب آنست که بنای استعاره بر تاویل است یعنی مشبه را از جنس مشبه به ادعا فهمانید و قرینه عدم اراده موضوع له درو قائم باشد بخلاف کذب که تاویل و قرینه دران نمیباشد اما قرینه استعاره گاهی یک چیز میباشد چنانچه درین بیت سعدی روان را تشنه ❊ پوینده رنج ❊ خورده ام بر جان گوینده گنج ❊ لفظ پوینده و گوینده قرینه آنست که از تشنه و معشوق دار مرجان لب او خواسته و گاهی قرینه استعاره چند چیز میباشد چنانچه درین بیت خاقانی چون از مه نو زنی عطارد ❊ مریخ هدف شود مر آن را لفظ هدف و تیر که مرادف عطارد است و لفظ زدن این ها همه قراین آن است که از ماه نو کمان خواسته و باید دانست که تقسیم استعاره نیز مانند تقسیم تشبیه که در شجره اول مذکور شد بسبب اعتبارات چند است اول باعتبار مستعار منه و مستعار له دوم باعتبار وجه شبه که آن را در استعاره وجه جامع گویند

سوم باعتبار مجموع این هر سه چیز چهارم باعتبارات دیگر غیر ازین سه قسم ما هر یک را
در ثمرهٔ وا نمائیم ثمرهٔ اول در تقسیم استعاره باعتبار طرفین یعنی مستعار منه و مستعار له
داین هردو قسم می آید وفاقیه و عنادیه اما وفاقیه آنست که اجتماع مستعار منه و مستعار له
در شخص واحد ممکن بود مثل استعارهٔ هدایت بحیات درین آیه کریمه او من کان میتا فاحییناه
ای ضالا فهدیناه مقصود بالتمثیل لفظ حیات است که مستعار منه واقع شده و هدایت
مستعار له آمده و اجتماع هدایت و حیات در شخص واحد ممکن است و اما استعارهٔ عنادیه
آنست که اجتماع مستعار منه و مستعار له در شخص واحد ممتنع باشد مانند آنکه استعارهٔ نماید
مرده را که آثار جمیله از و بر صفحهٔ روزگار مانده باشد بزنده و همچنین زندهٔ را که جاهل
یا عاجز یا در خواب باشد بمرده و ظاهر است که اجتماع مرگ و زندگی در شخص واحد
ممتنع است و نوعی از عنادیه آنست که بر سبیل ظرافت یا استهزا آرند بهمان طریقی که
در بحث تشبیه گفته شد چنانچه بگوئی رایت اسداً و مراد تو جبانی باشد یا بگوئی
رایت حاتماً و مراد تو بخیلی باشد ثمرهٔ دوم در تقسیم استعاره باعتبار وجه
جامع بدانکه استعاره باعتبار وجه جامع بچهار قسم منقسم میگردد اول آنکه وجه جامع
مستعار منه و مستعار له داخل باشد مثلا لفظ قطع درین آیه کریمه و قطعناهم فی الارض
امما لفظ قطع موضوع است برای دور کردن اتصال از اجسامی که باهم پیوسته باشند و درین
آیه قطع اسم مستعار له و قطع اجسام مستعار منه واقع شده و وجه جامع
میان این هر دو زائل کردن اجتماع و اتصال است و آن در مفهوم

هردو داخل است اما در مفهوم مستعار منه شدیدتر و ازین قبیل است این بیت عبد
جیلی بیت بر سیرت لطیف تو گفتار تو دلیل بر نسبت شریف تو کردار تو گواه
بیت آنست که بر سیرت لطیف و نسبت شریف ترا گفتار و کردار تو مثبت آمده و مثبت را
بگواه و دلیل استعاره نموده و وجه جامع درینجا اثبات است و آن در مفهوم هردو
داخل است قال العلامة و کذا استعارة الخیاطة الموضوعة لضم خرق الثوب للسرد والذکر
هو نظم حلق الدرع والجامع الضم الداخل فی مفهومهما وهو الاشد فی الاول انتهی
قسم دوم آنکه وجه جامع از مفهوم مستعار له و مستعار منه خارج باشد مثل استعارهٔ اسد
برای مرد شجاع چه وجه جامع درینجا جرأت است و آن از مفهوم هردو بیرون است
و ازین قبیل است این بیت نظامی بیت کشیده قامتی چون قیمتین دو زنگی
بر سر نخشش طلب چین درینجا لفظ مستعار له و زنگی مستعار منه واقع شده و وجه جامع
سیاهی است و آن از مفهوم هردو خارج است و این بیت حکیم عنصری بیت در
بیابان سفید شد زاغت بکس زاغ سفید گر خبر جادو شباب را بزاغ استعاره نموده و وجه
جامع سیاهی است قسم سوم آنکه وجه جامع در بادی الرای ظاهر باشد بمیزان که در بحث
تشبیه مذکور شد و ازین قسم است این بیت نظامی بیت هنوزم هندوان آتش
پرستند هنوزم چشم چون ترکان مستند زلف را بهندو و رخسار را باتش استعاره کرده
و وجه جامع اول سیاهی و دوم سرخی و درخشندگی است و این در بادی الرای هویدا است این بیت مختاری غزنوی گرفته
در کف ابر تیغ پیش روی ماهی نهاده بر سر چرخی بزیر ران و درین بیت شمشیر را

به برق و سپر را با ابر و چتر را بماه و اسپ را بچرخ استعاره نموده و وجه جامع در هر چهار
ظاهر است چنین استعاره را عامیه مبتذله نامند قسم چهارم آنکه وجه جامع خفائی داشته باشد
دیگر از خواص آن را در نمایند و این را استعاره غریبه نامند چنانچه درین بیت که شاعر در صفت اسپ
ممدوح خود گفته شعر و اذا احتبی قربوسه بعنانه ٭ علک الشکیم الی انصراف الزائر ٭ احتبا در لغت
دستها بگرد زانو حلقه کردن است و علک بمعنی خائیدن و شکیم لجام آهنی است که در دهان اسپ کنند
در ترجمه بیت این است که هرگاه عنان این اسپ بقربوس زین بند کنند میخاید لجام را تا که
برگشتن زایر و مراد از زایر صاحب اسپ است یعنی هر جا که سوار این اسپ را گذاشته
و عنانش را بقربوس زین بند کرده میرود از انجا حرکت و تجاوز نمی نماید تا صاحبش باز
برگردد و مقصود با تمثیل درینجا استعاره بند کردن عنان بقربوس زین است و مستعار
لفظ احتبا است که بمعنی دستها در گرد زانو حلقه کردن آمده و هر دو دست را چون
گرد زانو حلقه کنند به بند کردن عنان در قربوس شبیه میشود و معلوم است که ظهور
وجه جامع درینجا خفائی دارد و ازین قبیل است این بیت خاقانی بیت در بلبله
فواق افتد ٭ گردنان آب احمر انداز ٭ ریختن شراب را از صراحی استعاره بفواق کرده و وجه
جامع گرفتگی در گلو است و آن در بادی الرای ظاهر نمیشود و این بیت انوری بیت
در نعره خناق آرد و در جلوه تشنج ٭ گر پاس تو یاری دهد کوس و علم را ٭ گرفتگی آواز کوس را
بخناق و عدم حرکت علم را به تشنج استعاره کرده و این از عالم فواق است
که مذکور شد گاهی استعاره عامیه مبتذله بسبب تصرف غرابت پیدا میکنند چنانچه

۴۷

[illegible]

دربن بیت خاقانی که در خطاب آفتاب گوید بیت از فیض تو در دکاه همواره
دو هندو طفل شیرخواره یعنی مردم چشم را بطفل هندو تشبیه و ضیای آفتاب را بشیر استعاره
نموده و حاصل معنی بیت این است که مردم چشم از ضیای تو پرورش نمو می یابد چنانچه
طفل از شیر و این استعاره اگرچه بنظر مفرد اتش متبذل است اما بسبب ترکیب غرابتی بهم رسانیده
چه وجه جامع درینجا انتفاع یافتن چیزی سیاه کوچکی است از چیزی سفید روشن نه سیاهی
و سفیدی فقط قید بثمره سوم در تقسیم استعاره باعتبار این سه چیز یعنی مستعار له
و مستعار منه و وجه جامع بدانکه مستعار له و مستعار منه یا هر دو حسی میباشد یا هر دو عقلی یا مستعار له
حسی مستعار منه عقلی یا بالعکس و وجه جامع در سه نوع اخیر بغیر از عقلی نمیتواند بود و در نوع
اول وجه جامع یا حسی خواهد بود یا عقلی یا مختلف بجهت آنکه حس معقول را در نمی یابد و عقل
محسوس را درمی یابد چنانچه در بحث وجه شبه شرح کرده شد پس مجموع این تقسیم شش قسم
برمی گردد اول آنکه هر سه حسی باشند چنانچه درین بیت خاقانی بیت گاو سفالین
که آب لاله تر خورد همواره زن ریزش زمسام برآمد شراب یا بال لاله تر دمنی را که صراحی سفالین
بیرون داده بازن درین استعاره نموده وجه جامع رنگ و شکل مقدار است و این سه حسی اند
دوم آنکه طرفین حسی باشند و وجه جامع عقلی کقوله سبحانه و آیة لهم اللیل نسلخ منه النهار درینجا
مستعار له ظهور ظلمت شب بعد از زایل شدن روز و مستعار منه ظهور مسلوخ است از پوست
خود و وجه جامع ترتب امری بر امریست یعنی ترتب ظهور ظلمت شب بر رفتن روز
مثل ترتب ظهور مسلوخ است بر سلخ و ادراک ترتب امور کار عقل است

[illegible]

[illegible]

نه کار حس سوم آنکه مستعار له حسی و مستعار منه و وجه جامع عقلی باشد چنانچه درین بیت
مسعود سعد بیت گونه چهره در مصاف فلک ٭ مرگ تابنده از نیام برآرد شمشیر را
بمرگ استعاره کرده و وجه جامع افنا است چهارم آنکه مستعار منه و مستعار له و وجه جامع
عقلی باشد چنانچه درین بیت خاقانی بیت تیغ او بستن فتح است اینک بنگر سرتیغ
نقطهای چهره برآبستنی دارد گواه ٭ مهیا و مستعد بودن را بآبستن استعاره نموده و وجه جامع
تهیو و استعداد است پنجم آنکه هر سه عقلی باشند ششم آنکه بعضی از اجزای وجه جامع حسی و
بعضی عقلی باشد و مستعار له و مستعار منه هر دو حسی باشند کقولک رأیت شمسًا و انت تريد
انسانا کالشمس فی حسن الطلعة و نباهة الشان و چنین استعاره بندرت واقع میشود و گویا
در حقیقت دو استعاره است و لهذا سکاکی در مفتاح العلوم بنای این تقسیم را بر پنج قسم
گذاشته و این قسم اخیر را ذکر نکرده حیث قال لان الاستعارة مبناها علی التشبیه
تتنوع الی خمسة انواع کما تتنوع التشبیه الیها استعارة محسوس للمحسوس بوجه حسی و بوجه عقلی
و استعارة معقول لمعقول و استعارة محسوس لمعقول و استعارة معقول لمحسوس انتهى
کلامه ثمرهٔ چهارم در تقسیم استعاره باعتبارات دیگر غیر ازین سه چیز که مذکور شدید
بدانکه تقسیم استعاره باعتبار لفظ مستعار بر دو قسم است اصلیه و تبعیه اما استعاره اصلیه
که لفظ مستعار اسم جنس باشد مثل استعارهٔ اسد برای مرد شجاع و استعاره گل برای
رخسار و امثال آن و ازین باب است علمی که بتاویل در اسم جنس داخل شود
مثل آنکه بخیل را بحاتم و جبان را برستم استعاره کنند قال السکاکی فی المفتاح

۳۹

وجه کونها اصلیة هو ان الاستعارة مبناها علی تشبیه المستعار له بالمستعار منه وقد تقدم فی باب التشبیه ان التشبیه لیس الا وصفا للمشبه بکونه مشارکا للمشبه به فی وجه والاصل فی الموصوفیة هی الحقایق مثل ما تقول جسم ابیض و بیاض صاف انتهی اما استعارهٔ تبعیه آنست که لفظ مستعار فعل یا شبه فعل یا حرف باشد و وجه تبعیه بودنش آنست که فعل و حرف را صلاحیت موصوف بودن نیست و بنای استعاره بر موصوفیت است چنانکه در کلام سکاکی گذشت پس موصوف در استعارهٔ تبعیه معنی مصدری فعل و متعلقات معانی حروف خواهد بود و اطلاق استعاره بر فعل و حروف بسبیل تبعیت عمل کرده اند نه بطریق اصالت و حاصل این سخن آنست که تشبیه در استعاره فعل و متعلقاتش راجع بمعنی مصدری آن فعل میگردد و در حرف عاید بمتعلق معنی آن میشود و متعلق معنی حرف چیزیست که تعبیر حرف از آن میکنند مثل آنکه بگوئی من از برای ابتدا و الی برای انتهی غایت است و فی برای ظرف و کے برای غرض و مانند آن و انها یعنی ابتدا و انتها و ظرفیت و غرض معانی این حروف نیست بل متعلقات معانی حروف است و از اینجا است که نحویان در تعریف حرف گفته اند الحرف ما دل علی معنی فی غیره اما مثال آنکه لفظ مستعار فعل باشد گفتو نطقت الحال بکذا او نطقت الحال بکذا یعنی والّه بکذا او دلت بکذا و در اینجا مستعار لفظ نطق و مستعار له لفظ دلالت است و لفظ مستعار در مثال اول اسم فاعل و در مثال دوم فعل ماضی است و تشبیه در اینجا راجع بنطق و دلالت میشود نه بناطق و دال و فعل ماضی آن فقد بر و از این قبیل است این بیت شاعر بیت

وضع کرنا اور اس اصطلاح میں ہو کہ جس معنی میں اور کسی استعمال کرتے ہیں اصطلاحی میں کلام کرتے ہیں نہ دو اصطلاح میں اور وہ اصطلاح کہ اوس میں کلام کرتے ہیں مثلاً اصطلاح لغت کی یا شرع کی یا عرف کی حاصل کلام کا یہ ہے کہ اگر اصطلاح لغت میں مثلاً کلام کرتے ہیں تو جو لفظ اوسی اصطلاح میں کسی معنی کے واسطے بنایا گیا ہو اور اوسی معنی میں استعمال کریں وہ حقیقت ہے چنانچہ تفصیل اسکی آگے آتی ہے اب سمجھنا چاہئے کہ اس تعریف میں سے مستعمل کی قید سے وہ لفظ نکل گیا کہ ابھی اوس اصطلاح میں مستعمل نہیں ہوا ہو

[illegible]

متشابه بجوان رشاد دیده و زخیالات بیهده بگریز یعنی تمسک کردن باو و یعنی استعاره کرده
و همچنین اجتناب را بگریختن و در اول لفظ مستعار صیغه نهی است و دوم صیغه امر و این بیت
مسعود سعد سبت دهن مملکت بخند د خوش ۞ تا سر تیغ تو نگریه زار ۞ چکیدن خون تیغ را
بگریستن استعاره کرده و لفظ مستعار فعل مضارع منفی و اما مثال آنکه لفظ مستعار حرف
باشد این آیه کریمه است فالتقطه آل فرعون لیکون لهم عدوا و حزنا یعنی برداشتند صندوق
موسی را اهل بیت فرعون بجهت آنکه دشمنی و غمی برای اینها باشد پوشیده نماند که لام
در لیکون بطریق استعاره واقع شده و استعاره نه در لام است بلکه در معنی غرض است
که متعلق بلام است زیرا که غرض از التقاط فرعون موسی را نه عداوت و حزن بود بلکه
محبت و تبنی بود اما بنابر آنکه آخر کار میان ایشان بعداوت و حزن انجامید محبت و تبنی را
استعاره بعداوت و حزن نموده یعنی التقاط او موسی را برای تبنی گویا که برای عداوت
و حزن بود و مستعار له درینجا محبت و تبنی و مستعار منه عداوت و حزن است و لفظ مستعار
حرف لام پس استعاره در معنی غرض است که متعلق لام است و اطلاق آن بر لام بر سبیل
تبعیت است نه بر طریق اصالت و مثال از این قبیل است این بیت خاقانی بیت
دل را بکنار جوی بردیم ۞ از یار کنار جوی شستیم ۞ درینجا استعاره تبعیه در حرف
از است که بمعنی عن آمده و مستعار له دور کردن خیال یار است از دل و مستعار منه
شستن دل از یار پس اصل استعاره درین معنی واقع شده و اطلاق آن بر حرف
از بر سبیل تبعیت است و پوشیده نماند که مدار قرینه استعاره

تبعیہ برآنست کہ گاہی استعارہ منسوب بفاعل میشود وگاہی بمفعول و گاہی بمجرور
اما امثال منسوب بفاعل کقولک نطقت الحال بکذا اسناد نطق بحال قرینہ استعارہ است
چہ نطق حقیقی مسند بحال میشود ومثال منسوب بمفعول کقولہ شعر جمع الحق لنا فی امام قتل
البخل واحیا السماحا ٭ نسبت دادن قتل واحیا بہ بخل وسماحت قرینہ آنست کہ لفظ
قتل واحیا درینجا بطریق استعارہ واقع شدہ ومثال منسوب بمجرور کقولہ سبحانہ
فبشرہم بعذاب الیم لفظ عذاب کہ مجرور است قرینہ ایمنی است کہ بشارت درین آیۃ
بر سبیل استعارہ آمدہ بجای فانذرہم اما تقسیم استعارہ باعتبار تجرید و ترشیح آن بر سہ
نوع است نوع اول استعارہ مطلقہ وآنچنانست کہ چیزی از ملایمات وصفات مستعار لہ
ومستعار منہ دران مذکور نشود چنانچہ درین بیت عبد الواسع جبلی بیت شگوفہ بر سر شاخ
است چون خسارہ جانان ٭ بنفشہ برلب جو لیست چون جرارہ دلبر ٭ زلف را
بعقرب جرارہ استعارہ نمودہ وملایمات مستعار لہ ومستعار منہ بحکم مذکور نساخت
نوع دوم استعارہ مجردہ وآن چنانست کہ صفات وملایمات مستعار لہ را ذکر کنند فقط
چنانچہ درین بیت فصیحی وسیمی بیت بناخن رہ یافت از مشکناب ٭ درآویخت
از گوشہ آفتاب ٭ زلف را بہ زرہ استعارہ نمودہ ولفظ ناخن و مشکناب وآویختن
از ملایمات مستعار لہ است یعنی زلف چنانچہ درین بیت خاقانی فغان از شورش آہ
من ہمہ شب بادام تو دوش تا غنودہ ٭ چشم را بہ بادام استعارہ نمودہ ولفظ غنودن کہ از
ملایمات چشم است مذکور ساخت نوع سوم استعارہ مرشحہ وآن چنانست کہ ملایمات وصفات مستعار

[illegible]

راندگو رسانند فقط وصفت درین مقام عبارتست از معنی که قایم بغیر باشد نعت نحوی
که ابن حاجب تعریفش گفته النعت تابع یدل علی معنی فی متبوعه مثال استعاره مرشحه
این بیت انوریست بیت در حفیه گرنه عزم خروج آبتاب را چون آبگینه تیغ
وجوشن است موج آبگینه را بتیغ وجوشن استعاره نموده لفظ عزم وخروج ملایم تیغ
وجوشن است که مستعار منه واقع شده قال السکاکی ومبنی الترشیح علی تناسی التشبیه
وصرف النفس عن توهمه کما قال ابو تمام شعر ویصعد حتی یظن الجهول بان له حاجة
فی السماء ترجمه اش اینست که بالا میرود ممدوح بجدی که جاهلان گمان میبرند که مگر کاری
در آسمان دارد پوشیده نماند که بلندی قدر ممدوح را بلفظ صعود استعاره نموده ومصرع ثانی ملایم
لفظ صعود است که مستعار منه واقع شده وگاهی تجرید وترشیح هر دو را در یک استعاره جمع سازند
چنانچه درین بیت خاقانی بیت شکافد صبا مشیمه شب به طفل خونین بخاور اندازد
آفتاب را بطفل استعاره نموده صبا وشب وخاور ملایم مستعار له ومشیمه وخونین وشکافتن ملایم
مستعار منه واقع شده وایضا بیت بدرد جیب آسمان زبرق گوئی آشکار شد صبح آفتاب
گوئی را استعاره نموده لفظ صبح وآسمان ملایم مستعار له ولفظ جیب ودریدن ملایم مستعار منه
واقع شده وترشیح در استعاره بلیغ تر از تجرید واطلاق است زیرا که استعاره مبنی بر مبالغه در تشبیه
است یعنی مشبه را عین مشبه به ادعا نمودن پس ذکر اوصافی که ملایم مشبه به باشد تقویت
این مبالغه می نماید قال السکاکی فی المفتاح اذ قد عرفت اقسام الاستعارة فاعلم
ان الاستعارة لها شروط فی الحسن ان صادفتها حسنت والا عرت

عن المحسن قد یجا التشبیه تشبیها و تماک الشرط رعایة جهة تحقق التشبیه بین المستعار له و المستعار منه
فی الاستعارة الحقیقیة و الاستعارة بالکنایة و ان لم یشبهها فی کلامهم من جانب اللفظ رائحة
من التشبیه و لذلک اشترط فی الاستعارة الحقیقیة ان یکون التشبیه بین المستعار له و المستعار منه
جلیا بنفسه او معروفا سایرا بین الاقوام و الا خرجت الاستعارة عن کونها استعارة و دخلت
فی باب التعمیة و الالغاز انتهی و نوعی از استعاره است که بر سبیل تمثیل واقع شود یعنی مستعار
و مستعار منه و وجه جامع هر یک منتزع از چند چیز باشد چنانچه شخصی را که متردد در امری
باشد بگوئی اراک تقدم رجلا و تؤخر اخری یعنی می بینم ترا که یکپای پیش می آری و پای
دیگر پس می بری و چنانچه درین بیت فردوسی بیت چه را روز و شب جفت
اندیشهٔ ٭ تو گوئی که با شیر در بیشهٔ ٭ و چنانچه درین بیت انوری بیت خرد
ز ان تیره گشت الحق ار آگفتا که با من هم ٭ بگز مهتاب پیمائی بگل خورشید اندائی
خورشید را بگل اندودن و مهتاب گز پیمودن استعاره است از کار بیهوده کردن
و درین بیت خاقانی بیت اسپ تازی تا جهان طلب ٭ بسر تازیانه بستانیم ٭
یعنی بسهولت بستانیم و له چون جهانی ز خندق اسپ گلین ٭ کاتشین خندق
است گرد حصار ٭ مقصود آنست که حوال تو در گذشتن از دنیا بآنکس می ماند
که اسپ گلین دارد و از خندق آتشین میخواهد که بجهد ٭ و درین بیت سنائی
در هجو علمای جاه طلب گفته بیت یک جهانند زیر این افلاک ٭ کام پر زهر
و خانه پر تریاک ٭ مقصود آنست که ظاهر شان تمام مفید و باطن شان تمام

مضر است و درین بیت عرفی بیت بحر که بغرصه هم رفو خویش من بنیم پا که غوقام
من او درکنار میگذرد و صاحب تلخیص این قسم استعاره را مجاز مرکب نامیده
قال السکاکی فی المفتاح وهذا الذی یسمی تشبیه التمثیل علی سبیل الاستعارة ولکون الامثال
کلها تمثیلات علی سبیل الاستعارة لایجد التغییر الیها سبیلا فاعلم و علامه تفتازانی
وجه عدم تغیرات تمثیلات را چنین بیان کرده و تحقیق فی الکل ان المستعار یجب ان یکون
اللفظ الذی هو حق للمشبه به اخذ منه عاریة للمشبه فلو وقع فیه تغییر لما کان هو اللفظ
الذی یختص المشبه به فلا یکون عاریة انتهی اما استعاره بالکنایه عبارتست از ذکر مشبه
و اراده مشبه به بانصب قرینه و قرینه درینجا استعاره تخییلیه خواهد بود و طریقش چنان
است که با مشبه چیزی مذکور چند از لوازم مشبه به محذوف ذکر نمایند پس
ذکر مشبه و حذف مشبه به عبارت از استعاره بالکنایه است و اثبات لوازم
مشبه به محذوف برای مشبه مذکور عبارت از استعاره تخییلیه و این بر سه قسم
می آید برای آنکه لوازمی که اختصاص بمشبه به دارد و آن را از برای مشبه اثبات
می نمایند از سه حال بیرون نیست یا قوام مشبه به بادوست یا تکمیل مشبه به
موقوف بر آن است یا دست خلے در قوام و تکمیل ندارد و مثال اول
کقوله ع فلسان حالی بالشکایة انطق یعنی زبان حال من بشکوه گویا
تر است و درینجا حال را بشخص متکلم تشبیه داده و این استعاره
بالکنایه است و اثبات زبان که قوام متکلم بادوست استعاره

تخییلیہ ازین قسم است این بیت سنائی بیت علما جملہ بزرہ می الفندؤ وین بر پای ہر کسی بافندؤ درینجا دین را بدیبا وحریر تشبیہ دادہ واین استعارہ بالکنایہ است ولفظ بر پای بافتن کہ از لوازم مقدرہ دیبا وحریر است استعارہ تخییلیہ مثال دوم کقولک مخالب المنیۃ نشبت بفلان یعنی پنجہ مرگ در فلان کس فرو رفت درینجا مرگ را بسبع تشبیہ دادہ ومشبہ بہ را کہ سبع است ذکر نکردہ واین استعارہ بالکنایہ است وناخن کہ اختصاص بسبع دارد موجب تکمیل وست برای مرگ کہ مشبہ است اثبات نمودہ واین استعارہ تخییلیہ است وازین باب است این بیت مسعود سعد بیت بروی کردہ ہمہ حجرہ بوستان ارم ؤ بزلف کردہ ہمہ خانہ کلبہ عطارہ ؤ پوشیدہ نماند کہ روی را درین بیت بگل وزلف را بمشک وعنبر تشبیہ دادہ ومشبہ بہ را ذکر نکردہ واین استعارہ بالکنایہ است وحجرہ را بوستان کردن وخانہ را کلبہ عطار ساختن کہ از لوازم گل ومشک است بروی وزلف منسوب نمودہ واین استعارہ تخییلیہ است مثال سوم کقولک زمام الحکم فی ید فلان درینجا تشبیہ حکم بناقہ از عالم استعارہ بالکنایہ است واثبات زمام کہ از لوازم غیر مقومہ مشبہ بہ است برای مشبہ استعارہ تخییلیہ وازین باب است این بیت سنائی بیت جانت را دوزخ آشیانہ مکن ؤ خاطرت را محال خانہ مکن ؤ در مصراع اول جان را بمرغ تشبیہ دادہ واین استعارہ بالکنایہ است واثبات آشیانہ کہ از لوازم غیر مقومہ مشبہ بہ است استعارہ تخییلیہ بدانکہ در تحقیق معنی استعارہ بالکنا

واستعارہ تخییلیہ اساطین فن بلاغت را اختلاف است ومذہب ہر یک با دلائل آن در مطول علامہ تفتازانی مذکور است فمن اراد العثور علیہ فلیرجع الیہ شگوفہ سوم

در بیان مجاز مرسل باید دانست کہ مجاز مرسل عبارت از لفظی است کہ در غیر معنی موضوع لہ استعمال کردہ شود و علاقہ در معنی حقیقی ومعنی مجازی آن لفظ سوای تشبیہ چیزی دیگر باشد مثل آنکہ بگویند فلانی درین کار دستی دارد یعنی قدرتی دارد و علاقہ درینجا علاقہ حال با محل است چہ دست محل ظہور قدرت اوست و در علاقہ واجب است کہ استعمال نوع آن از فصحا منقول باشد و لازم نیست کہ در استعمال ہر جزوی ازان نوع سند از فصحا بجوییم مثلاً واجب است بر ما تفتیش این معنی کہ فصحا حال را باسم محل ذکر میکنند وبعد ازانکہ این معنی بہ تحقیق رسید لازم نیست کہ ہر جا کہ حال را باسم محلش ذکر کنند محتاج سند فصحا باشیم واینست معنی این سخن کہ المجاز موضوع بالوضع النوعی لا بالوضع الشخصی انواع علاقہ مجاز مرسل بسیار است ما درینجا چند نوع ازان ذکر کنیم نوع اول تسمیہ کل باسم جزو وش چنانچہ درین بیت سنائی کہ در منقبت گفتہ

بیت عشق را بحر بودہ دل را کان * شرع را دیدہ بود دین را جان * مقصود بالتمثیل درینجا لفظ دیدہ است کہ بمعنی پاسبان آمدہ فافہم نوع دوم تسمیہ جزو باسم کل کقولہ تعالی یجعلون اصابعہم فی آذانہم مراد از اصابع انامل است و آن جزو اصابع است و چنانچہ درین بیت فقیر بیت قرہ است

دل ز کف آسان ببرد * دست از رستم دستان ببرد * مراد از دست

یعنی موت اور زندگی اس استعارہ میں ایک شئی میں جمع نہیں ہو سکتی گویا اس میں دشمنی رکھتے ہیں اور عنادیہ کی قبیل سے ہے بخیل کو حاتم کہنا مردہ کو رستم کہنا اور مثلاً کہا جاوے کسی شہر کے حاکم کو نوشیروان اور مراد اوس سے ہو کہ ظالم ہے اور یہ امر بطریق ظرافت اور استہزا کے ہوتا ہے اسکی تفصیل تشبیہ میں گذری ثمرہ دوسرا استعارہ کی تقسیم میں باعتبار وجہ جامع یعنی وجہ شبہ کے جاننا چاہیے کہ استعارہ باعتبار وجہ جامع کے چار قسم ہے

سبزه‌ان پنجه برون است و پنجه جزو دست است نوع سوم تسمیه مسبب باسم
سبب کقولهم رعینا الغیث یعنی چرانیدیم سبزه را و مراد از غیث درینجا نبات
است و در لغت باران است که سبب رستیدن سبزه میشود چنانکه درین بیت
حکیم سنائی بیت ای زخود گشته سیر جوع این است · ای دوی تا زدم رکوع این است سیر شدن
درینجا بمعنی بیزار شدن آمده و سیری سبب بیزاری از غذا میشود نوع چهارم تسمیه
سبب باسم مسبب کقولهم امطرت السماء نباتا و مراد از نبات درینجا باران است
که سبب رویانیدن نبات میشود چنانچه درین بیت سنائی بیت سرد و گرم زمانه نا خورده
تا بسی بر سر آورده منه مراد از سرد و گرم زمانه انقلاب اوست و انقلاب سبب گرمی
و سردی میشود نوع پنجم تسمیه شی باسمی که در زمان ماضی داشته کقوله تعالی و آتوا
الیتامی اموالهم یعنی مال یتیمان را بعد از بلوغ بدهید و بعد از بلوغ یتیم نمیگویند چنانچه درین
بیت عطار بیت حمد بیحد مر خدای پاک را · آنکه ایمان داد مشت خاک را · آدم را
بمشت خاک تعبیر کرده و ظاهر است که قبل از وجود خاک بوده نوع ششم تسمیه شی
باسمی که در مستقبل خواهد یافت کقوله سبحانه انی ارانی اعصر خمرا مراد از خمر درینجا شیره
انگور است که بعد از ان خمر میشود نوع هفتم تسمیه شی باسم محلش کقوله سبحانه فلیدع
نادیه یعنی اهل نادیه النادی المجلس و ازین باب است جاری شدن نهر و میزاب
و امثال آن نوع هشتم تسمیه محل باسم حالش کقوله تعالی و اما الذین ابیضت
وجوههم ففی رحمة الله یعنی کسانیکه در قیامت روی شان سفید باشد در رحمت خدا

رستن

۴۸ حدائق البلاغة

خواهند بود و مراد از رحمت جنت است که محل رحمت باشد و ازین قبیل است
این بیت خاقانی بیت در مرکز مثلث بگرفت ربع مسکون ؎ فریاد اوج مریخ از تیغ
مه صقالش ؎ از اوج مریخ برج اسد مراد است و معنی بیت مذکور آنست که اسد از تیغ مه صقال
ممدوح بجدی زیاد کرد که فریاد او ربع مسکون را در مرکز مثلث یعنی در کره آتش
گرفت و مقصود آنست که فریاد و آتش بر ربع مسکون زد نوع نهم تسمیه شی باسم آلهٔ
آن شی چنانچه درین بیت سنائی بیت متوسط میان صورت و هوش ؎
شده زین سو زبان و زان سو گوش ؎ این بیت در تعریف نفس کلی است
و مراد آنست که نفس کلی از عقل استفاده میکند و بر اجسام افاده می نماید
و زبان آلهٔ افادهٔ سخن است و گوش آلهٔ استفادهٔ آن و من ذالک قوله سبحانه
حکایةً عن ابراهیم علیه السلام واجعل لی لسان صدق فی الآخرین مراد از زبان درینجا
بقول مفسرین ذکر جمیل است و زبان آلهٔ ذکر است بالجمله در علاقهٔ مجاز مرسل باید که نوعی
از استلزام یافته شود و استعمال آن از فصحا منقول باشد کما مر فصل چهارم
در بیان کنایه باید دانست که کنایه در لغت مصدر است بمعنی ترک تصریح کردن
نقل کنیت بکذا اذا ترکت التصریح به و در اصطلاح عبارت از لفظیست که لازم معنی
او را اراده نمایند با جواز ارادهٔ ملزوم بخلاف مجاز که در انجا عدم ارادهٔ ملزوم معتبر است چنانچه
در بحث مجاز شرح داده شد و کنایه بر سه قسم است اول آنکه مقصود از کنایه ذات
موصوف باشد فقط دوم آنکه مطلوب از کنایه صفتی از صفات باشد

ومراد از صفت دراینجا معنی قایم بالغیر است نه نعت نحوی چنانچه در مبحث
استعاره گذشت سوم آنکه غرض از کنایه اثبات صفتی از برای موصوفی باشد یا نفی
صفتی از موصوفی اما قسم اول از کنایه که مقصود از آن ذات موصوف باشد فقط بر دو گونه
می باشد قریب و بعید قریب آنست که یک صفت را که اختصاص بموصوفی معین داشته باشند ذکر کنی
و مقصود تو از آن صفت ذات آن موصوف باشد فقط چنانچه درین بیت خاقانی
بیت آسمان گوهر آفتاب کان ضمیر ما آفت هرچه آفتاب آن کوه و کان انگیخته ما
چیزی را که آفتاب از کوه و کان انگیخته جواهر است ایضاً فی مخاطبة الشمس خاقانی
بیت بالات شجاع ارغوان تن ما زیر تو عروس ارغنون زن مراد از شجاع
ارغوان تن مریخ است که بالای آفتاب است و عروس ارغنون زن زهره که زیر
آفتاب است ما کنایه بعید ازین قسم آنست که چند صفت را که من حیث المجموع مختص بموصوف
معین باشد ذکر کنی و مقصود تو از مجموع آن صفات ذات آن موصوف باشد
فقط کقولک کنایة عن الانسان حی مستوی القامة عریض الاظفار ظاهر است که این
صفات فرادی فرادی مختص بانسان نیست اما من حیث المجموع اختصاص بانسان
دارد فقط و چنانچه درین بیت مسعود سعد بیت بنجواه آن طبع را قوت بنجواه آن
کام را لذت ما بنجواه آن چشم را لاله بنجواه آن مغز را عنبر ما مقصود از مجموع این
صفات شراب است و درین بیت خاقانی بیت سازان رعنای صاحب طرب
هندوی بزم چرخ ما سوز آن قرای صاحب طیلسان انگیخته ما ظاهر است که در بزم

چرخ رعنای صاحب لطف بره و قرای صاحب طیلسان مشتری است اما قسم دوم
از کنایه که مطلوب از ان نفس صفت باشد فقط نه ذات موصوف این نیز قریب و بعید
می آید قریب آنست که انتقال از لازم بملزوم بی وسایط در حاصل شود این هم بر دو
گونه است یکی آنکه کنایه واضح باشد دوم آنکه خفائی داشته باشد مثال اول قولهم
طویل النجاد کنایه عن طویل القامة نجاد بالکسر بند شمشیر را گویند درازی آن لازم دراز
قامتست و ازین باب است این بیت سنائی که در نعت گفته بیت طی نسازی
از فخر تره‌ها سالکی از دو مشمر تر نما تشمیر دامن بکمر زدن است و آن کنایه از مستعد
بودن و درین بیت خاقانی بیت دست کفچه مکن پیش فلک نه که فلک
کاسه الیست حاکم ازو دست کفچه کردن کنایه از چیزی خواستن است و درین بیت
مختاری بیت مهمان آسوده تن باشند ز اکرام تو در دنیا سران افگنند الا خیره زند
ز انعام تو در محشر فنا افگنده سر کنایه از خجل است و درین بیت باغانی بیت
نسخه سحر سامری کاغذ توتیا شود چون بکرشمه سرو هی نرگس سرمسای را مثال
دوم کقولهم عریض القفا کنایه عن الابله و این معنی از علم قیافه معلوم میشود چنانچه درین
بیت خاقانی بیت عاشق بکشی به تیغ غمزه چندانکه بدست چپ شماری
بدست چپ شمردن کنایه از کثرت شمار است زیرا که در حساب عقود آحاد
و عشرات را بدست راست و مآت والوف را بدست چپ میشمارند و چنانچه
درین بیت حکیم سنائی که در نعت گفته بیت در جهان خدای نزدیده

کسی شخص کو حاتم یا رستم سے استعمال کرتے ہیں [illegible] مثلاً کہیں [illegible] اور اسم جنس کا مستعار واقع ہونا پہلی شان ہونے کو واضح ہے اور ایذای شدید کو قتل سے استعارہ کرنا مصدر کی مثال ہے [illegible] کسی شخص خاص کا [illegible] اسم جنس سے [illegible] قتل [illegible] کی صلاحیت ہو [illegible] صادق [illegible]

دین بروی او دیده ما مراد آنست که دین او را گرامی داشته چه ماه نو را بروی کسی ببینند که او را گرامی دارند لهذا کنایه لعیا ازین قسم آنست که انتقال از لازم بملزوم بوسائط حاصل شود چنانچه مهمان دوست را کثیر الرماد گویند و شرح این ما تقدم گذشت و ازین قبیل است این بیت شیخ نظامی بیت بزرگی بایدت دل در سخا بند سر کیسه ببرگ گندنا بند ما بستن سر کیسه برگ گندنا کنایه از تعجیل و اهتمام در سخا است و درینجا نیز انتقال از برگ گندنا بستن بمحکم نمودن بند سر کیسه و ازان بزود واشدن سر کیسه و ازان بزود بخشیدن اما قسم سوم از کنایه که غرض ازان اثبات صفتی برای موصوفی یا نفی صفتی از موصوفی باشد چنانکه قول شاعر شعر ان السماحة والمروة والندی ما فی قبة ضربت علی ابن الحشرج ترجمه اش اینست که سماحت و مروت و سخاوت در خیمه ایست که آنرا بر بالای ابن حشرج زده اند اراده شاعر آنست که صفات مذکور را در ممدوح اثبات کند و صریح نگوید پس گفت خیمه که بر سر ممدوح زده اند مجموع این صفات دران خیمه او ست چون در عالم ارباب خیام لسیاد اختصاص این صفات بخیمه که بر سر ممدوح زده اند افاده اختصاص ممدوح میکند و کذا قولهم المجد بین ثوبیه والکرم بین برديه یعنی مجد در جامه او و کرم در ردای او ست مجد و کرم را در جامه و ردای ممدوح ثابت کردن کنایه از ثابت کردن بذوات او ست و ازین قسم است این بیت حکیم مختاری بیت دامن همت سرفرازش گردن چرخ را گریبان باد یعنی دامن همت ممدوح را گریبان گردن آسمان گفتن کنایه از انست که همت او بلندتر از آسمان باد و این بیت کمال اسمعیل بیت یا رب چه فتنه بود که از سهم تیغ تیش مریخ

[illegible]

تیر خود ہمه در دو کدان نهاده ها تیر در دو کدان نهادن مریخ کنایه ازان است که نامرد شد
و شیوه زنان اختیار کرد و این بیت حکیم اسدی بیت نکو گفت دهقان که دختر مباد ها
چو باشد بجز خاک کش افسر مباد ها یعنی در زیر خاک باد و پوشیده نماند که کنایه متفاوت میشود
بحسب تعریض و تلویح و رمز و اشارت و ایما پس اگر مقصود از کنایه موصوف غیر مذکور باشد
آنرا التعریض نامند چنانچه در عرضه شخصی که مسلمانی را اذیت رساند بگوئی المسلم من سلم المسلمون
من یده و لسانه و عرض تو نفی اسلام ازان موذی باشد قال صاحب الکشاف
الکنایة ان تذکر الشئ بغیر لفظه الموضوع له و التعریض ان تذکر شیئا یدل به علی
شئ لم یذکر کما یقول المحتاج للمحتاج الیه جئتک لاسلم علیک فکانه امالة الکلام الی
عرض یدل علی المقصود انتهی و عرض بالضم بمعنی جانب است پس تعریض گویا
اشاره کردن بجائی و اراده جانب دیگر نمودن است و آنچه از اقسام کنایه
کثیر الوسائط باشد یعنی انتقال از لازم بملزوم دران بوسایط حاصل شود آن را
تلویح خوانند و اگر کثیر الوسائط نیست اما در لزوم او نوع خفائیست مثل عریض القفا
که گذشت آنرا رمز گویند و اگر هیچ یک از خفا و کثرت وسایط ندارد آنرا ایما
و اشارت نامند کقوله شعر او ما رایت المجد القی رحله ها فی آل طلحة ثم لم یتحول ها
رحل اقامت انداختن مجد در آل طلحه کنایه از ماجد بودن ایشان است و عدم
تحویلش کنایه از دوام و استمرار کقوله شعر متی تخلو تمیم من کریم ها و مسلمة بن عمرو من
تمیم ها و معنی تلویح اشارت کردن است از دور و رمز اشارت از نزدیک بسبیل خفا

از گوشهٔ ابرو یافت و باید دانست که ارباب بلاغت اتفاق دارند که مجاز و کنایه
از حقیقت و تصریح بلیغ تر است و استعاره قوی تر از تشبیه است اما سبب بلیغ تر بودن
مجاز و کنایه آنست که در مجاز از ملزوم بلازم انتقال میکنند چنانچه اگر گوئی آفتابی را دیدم
و مراد تو معشوق باشد بلیغ تر از آنست که بگوئی معشوق را دیدم زیرا که آن مانند دعوی
است که با گواه باشد چه وجود ملزوم مشاهد وجود لازم خود است بجهت عدم انفکاک
لازم از ملزوم و این مثل دعوی است که گواه با او نیست و فرق است در دعوی با گواه
و دعوی بی گواه فافهم اما وجه قوی تر بودن استعاره از تشبیه آنست که وجه شبه باید که در مشبه به
کامل تر از مشبه باشد که در استعاره مشبه را عین مشبه به ادعا نمایند و در آنچه از تشبیه
دران نمی باشد و قرینهٔ عدم ارادهٔ مشبه به در استعاره واجب است پس این نیز حکم دعوی
با گواه دارد چنانچه مذکور شد هذا آخر ما اتینا فی علم البیان و نسال التوفیق من الله و علیه
التکلان الحدیقة الثانیة فی علم البدائع والصنائع علم بدیع عبارت است
از شناختن وجوه محسنات کلام و بدائع و صنائعی که در الفاظ و معانی بکار میرود بطریق تحسین
نه بسبیل وجوب و این حدیقه مشتمل بر دو چمن است زیرا که بدائع و صنائع یا معنوی است یا لفظی
و چون معنی مقدم بر لفظ است اول بذکر بدائع معنوی پرداختن انسب و اولی است چمن اول
در ذکر بدائعی که در معانی بکار میرود از انجمله است طباق و این صنعت را تضاد و
مطابقه نیز گویند و تعریفش چنان است که دو معنی را که فی الجمله تقابل و تضاد در میان
شان باشد در کلام ذکر کنند خواه آن هر دو اسم باشند خواه فعل خواه حرف

خواه یکی فعل باشد و یکی اسم و هر یک از آنها یا بطریق ایجاب واقع شود یا بطور سلب
اما مثال طباق اسم با اسم کقوله تعالی وتحسبهم ایقاظا وهم رقود و یخرج الحی من المیت و یخرج
درین بیت انوری بیت سخنش را مزاج سحر حلال ٭ درگهش را خواص سحر حرام ٭ و در
بیت نظامی بیت ازان سرو آمد این کاخ دلاویز ٭ که چون جا گرم کردی گفت برخیز ٭
اما مثال فعل با فعل کقوله تعالی یحیی و یمیت و ازین قبیل است این بیت فغانی
بیت نمی شود ز شرم گرم ازان سحر که ناز ٭ گشاد نرگس مخمور و بست خواب مرا
و این بیت مختاری بیت جان بستانی ببوسی و هر بوسی بازده ٭ تا با لب
هم جان دهی و من باشم هم جان ستان ٭ و این بیت سلمان ساوجی بیت چو خیزد شعله
تیغت نشنید آب آتش ٭ چو خفت دست تو ز نهیب نیز بیت مگر بدید ابر بر دریا ٭ اما مثال
طباق حرف با حرف کقوله عز و جل لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت ٭ چه معلوم شد
که لام و علی درین آیه متضاد واقع شده بجهت اشتمال بر منفعت و ضرر ٭ و ازین عالم است
این بیت فقیر بیت دل دنیا میشود دور ز وبال صحبتش ٭ آنچه از خود میشماری بیگانه
باشد هوشیار ٭ و از قبیل طباق اسمی است ذکر عناصر اربعه دریکجا آوردن چنانچه درین
بیت عبد الواسع جبلی که در تعریف اسپ گفته بیت ای سوی بالا چو آتش سوی
پستی همچو آب ٭ با خاک در صفی در درنگ و در تگی در شتاب ٭ و درین بیت انوری بیت
ای باد خاک گرد در شتاب ٭ آتش بخار چشمه تیغ چو آب تو ٭ و درین بیت
نظامی بیت چو باد از آتشم تا کی گریزی ٭ مانند من خاک تو ام آبم چه ریزی

و درین بیت خاقانی بیت چندان برون ماند سپه کاتش گرفته فرق مته و نی باورا
بر خاک رو نه آب مجرا داشته :: اما مثال طباق سلبی چنانچه درین ابیات کمال اسمعیل
بیت پشت من بشکن و پیمان مشکن :: خون من بخور و زنهار مخور :: نظامی بیت
مرا چون بد بنا شد حال بی تو :: که بودم با تو پار امسال بی تو :: از سوز عشق بهتر در جهان
چیست :: که بی او گل نخندید ابر نگریست :: مخفی نماند که صاحب تلخیص طباق بر دو
گونه قرار داده ایجابی و سلبی و در مثال طباق سلبی این آیه کریمه را ذکر کرده ولکن
اکثر الناس لا یعلمون یعلمون ظاهرا من الحیوة الدنیا و مولف گوید چون ایجاب و سلب را
در کلام جمع کنی باعتبار تنافی و تقابلی که درمیان این هر دو معنی متحقق است طلاق
طباق بر آن صحیح می آید والا ایجاب تنها یا سلب تنها را در معنی طباق اصلا مداخلت
نیست مثلا در یحیی و یمیت احیا و امانت مفید طباق است و معنی ایجاب اصلا درینجا
ملحوظ و معتبر نیست و همچنین در آیه لا یعلمون یعلمون الخ جمع میان سلب و ایجاب مفید
طباق است نه سلب تنها پس طباق را سلبی و ایجابی گفتن صورتی ندارد و قریب بطوق
از طباق است که آنرا تدبیج نامند و تدبیج بمعنی تزیین است اقتباس از بدیع المطر الارض ای زینها
و طریقش چنان است که در معنی مدح یا ذم یا غیر آن الوان را مذکور سازند و معنی مقصود درمیان
الوان بطریق کنایه یا بطور ایهام حاصل شود و تکرار الوان شرط نیست بلکه لون
واحد کافی است چنانچه ابو تمام در مرثیه شخصی که شهید شده بود گفته
شعر تردی ثیاب الموت حمرا فما اتی :: لها اللیل الا وهی من سندس خضر

فرض کرین کہ جس حرف آیا ہے یعنی لفظ
مذکور استعارہ بالکنایہ اور حرف کا مذکور
ہونا اس استعارہ کا قرینہ ہو جایگا اور اگر
اس حرف کا معنی کا متعلق مین کہ متروک ہے
تشبیہ فرض کرین استعارہ مصرحہ ہوگا یہ مطلب
مشکل ہے اسلیے سمجھنے کو اوسمین غور اور فکر دقیق
کرنا چاہیے اب سمجھنا چاہیے کہ فعل کا فاعل یا فعل کا
مفعول استعارہ تبعیہ کا قرینہ ہوتا ہے مثلاً
او سکا چہرہ کھول دیتا ہے یا ظلم نے بادشاہ نے
ستم کو مار ڈالا ہے اور عدل کو جلا دیا یعنی
مثال مین چہرہ کھولنا فاعل ہے

56

ترجمه اش اینست که جامهٔ سرخ مرگ را دامی خود ساخت و هنوز شب نیامده بود که آن
جامهٔ از سندس سبز شد و جامه سرخ کنایه از شهادت است و تبدیل آن بسندس سبز کنایه
از دخول به بهشت است و چنانچه درین بیت حکیم سنائی بیت ز شمشیر او لعل جای
نگین ها ز زر کفش زرد روی زمین ها لعل شدن جای نگین کنایه از کثرت خونریزی
است و زرد شدن روی زمین کنایه از بسیاری زرپاشی و درین بیت خاقانی بیت
دندان نکنی سفید طالب ها از تپ نکنم کبود هر دم ها دندان سفید کردن کنایه از
خنده است و لب کبود کردن کنایه از شدت تپ و نوعی از طباق آنست که دو معنی جمع
کنند و یکی از ان دو معنی متعلق بچیزی باشد که با معنی دوم تقابل و تضاد دارد
و تعلق درینجا یک گونه کافی است مثل تعلق سببیت یا لزوم یا غیر آن
کقوله سبحانه اشداء علی الکفار رحماء بینهم شدت مقابل رحمت نیست بلکه مقابل
لین است و لین سبب رحمت است و کقوله تعالی و من رحمته جعل لکم اللیل و النهار
لتسکنوا فیه و لتبتغوا من فضله ابتغاء فضل را بسکون تقابل نیست اما مستلزم
حرکت است و حرکت مقابل سکون است و ازین قبیل است این بیت کلیم زرقی
بیت بود چشم من از لعل تو گهرریزی ها ها گرفت زلف تو از کار من پریشانی ها
گهرریزی مقابل پریشانی نیست اما جمعیت و دولت که مقابل پریشانی است
مستلزم گهرریزی است و این بیت انوری بیت لطف تو هر ساعتم خواند
همی للاعتذار ها قهر تو هر لحظه ام راند که هان الاجتناب ها میان اعتذار و اجتناب

۵۷

تقابل نیست بلکه تقابل در رغبت و اجتناب است و اعتماد ار مستلزم رغبت اوست و بعضی از طباق است که آنرا ایهام تضاد نامند و تعریفش چنان است که دو معنی غیر متقابل را بدو لفظ تعبیر کنند که در معنی حقیقی آن هر دو لفظ تقابل و تضاد متحقق باشد چنانچه درین بیت شعر لا تعجبی یا سلم من رجل ٭ ضحک المشیب برأسه فبکی یعنی تعجب مکن ای سلمی از مردیکه خندیده باشد پیری بر سر او پس گریسته باشد ٭ مراد از خنده پیری ظهور اوست و ظاهر است که ظهور پیری را با گریه تقابل و تضاد نیست اما چون آنرا بلفظ خنده تعبیر کرده میان معنی حقیقی خنده و گریه تقابل حاصل است و ازین قبیل است این بیت سنائی بیت هست شایسته گرچه آید تنگ ٭ طاق ابرو برای خفتی چشم ٭ طاق اینجا بمعنی طاق عمارت است اما چون طاق بمعنی ضد جفت هم می آید نظر بدان معنی تقابل و تضاد بهم رسانده و درین بیت مؤلف بیت شب وصل تو به پایان آمد ٭ صبح میخندد و من میگریم ٭ خندیدن صبح دمیدن او است و تقابل در معنی خنده و گریه است فافهم مقابله و آن چنان است که دو معنی یا بیشتر را که با هم متوافق باشند ذکر کنند و بعد از ان متقابل و متضاد آن معانی را بهمان ترتیب مذکور رسانند و مراد از توافق درینجا همین قدر است که تقابل و ضدیت نداشته باشند کقوله سبحانه فلیضحکوا قلیلا و لیبکوا کثیرا اول ضحک و قلت را مذکور ساخته و میان این هر دو توافق یعنی عدم تقابل حاصل است و در فقره دوم بکا و کثرت را آورده و این مقابل ضحک و قلت است و چنانچه درین بیت امیر معزی بیت دلی در خط فرمانش عزیز از طالع فرخ ٭ عدو

۵۹

دربند و زند النش ذلیل را اشتر و اژدون ؛ عدد مقابل ولی ذلیل مقابل عزیز و اختر و اژدون مقابل طالع فرخ است و درین بیت حکیم مختاری بیت تحفة الدیان گوید در

چون جواب خطایت موافقان تو مقبول چون سوال صواب ؛ درین بیت الفاظ مصرع ثانی

بالتمام با الفاظ مصرع اول در ترتیب تقابل و تضاد دارند و پوشیده نماند که سکاکی در مفتاح

این صنعت را جدا ذکر کرده و صاحب تلخیص و مطول این را از قسم طباق شمرده و این قول

اقرب است بصواب زیرا که درینجا نیز تقابل و تضاد معتبر است مراعاة النظیر و این

صنعت را تناسب و توفیق نیز گویند و ضابطهٔ اش آنست که در کلام چیزهای را

که باهم نسبتی داشته باشند سوای تقابل و تضاد جمع نمایند چنانچه درین دو بیت

ابو رشیق شعر اصح و اقوی ما سمعنا فی الندی ؛ من الخبر الماثور منذ قدیم ؛ احادیث

یرویها السیول عن الحیا ؛ عن البحر عن کف الامیر تمیم ؛ یعنی صحیح تر و قوی ترین

اخبار ماثوره که در جود از قدیم شنیده ایم احادیثی است که سیل آنرا از باران روایت

میکند و باران از بحر و بحر از کف ممدوح پوشیده نماند که شاعر درینجا مناسبات

و نظایر دو چیز را جمع کرده اول مناسبات علم حدیث و آن صحت و قوت و سماع

خبر ماثور و احادیث و روایت است دوم مناسبات دریا و آن سیل و باران و بحر است

و رعایت ترتیب را هم در هر دو جا از دست نداده یعنی چنانچه حدیث را اصاغر با کابر معنعن

میرسانند همچنین خبر ماثور جود و بخشش را سیل از باران که اصل وست روایت کرده

و باران از بحر که اصل وست و بحر از کف ممدوح که اصل اوست با دعای

شاعر روایت کرده واز این باب است این ابیات انوری بیت غوغای ترک
است عصمت بیاض نرگسدان چشم ها زانکه تیغست بنگ یاسمین آورده اند ها وله ساقیا خیز
که گل رشک رخ حور است شد ها بوستان جنت همی کوثر و طوبی است چنار ها خاقانی
بیت بود آفتاب زردی کلن روز رخ برآمد ها صبح دو عید بنمود از سایه هلالش ها
سلمان ساوجی بیت چو از زاغ کمان گردد عقاب تیر پران ها شود بوم وجود
شوم دشمن جغد باعنقا ها مسعود سعد بیت بهرام سوز کوشش و ناهید روز بزم ها
برجیس روز بخشش و خورشید روز بار ها و ملحق باین صنعت است ایهام تناسب و
تعریفش چنان است که دو معنی را بدو لفظ تعبیر نمایند و یکی از آن دو لفظ دو معنی داشته
باشد و معنی دومش را که غیر مقصود بود با معنی لفظ اول تناسب یافته شود کقوله تعالی
والشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان لفظ نجم درین آیه بمعنی نباتی است که ساق
ندارد و آنچه ساق دارد آنرا شجر گویند و معنی دوم نجم که ستاره است درینجا مقصود
نیست اما با شمس و قمر تناسب دارد چنانچه درین بیت خاقانی بیت از دم خلق تو
مسدس گیتی نمابوی مثلث بهر مشام برآمد ها مثلث درینجا بمعنی نوعی از عطریات است
بخور مینمایند و معنی دوم آن که عبارت از شکل هندسی است غیر مقصود است اما لفظ
مسدس تناسب دارد و درین بیت میرزا رضی دانش بیت کسی در عاشقی هم پیشه را
چون من نمیخواهد ها خورم گر آب شیرینی بیاد کوهکن آید ها لفظ شیرین و کوهکن از
بیت از قبیل استعارة مشاکلة و این صنعت چنانست که چیزی را بلفظ غیری

٦٠

ذکر کنند بسبب وقوع آن چیز در صحبت آن غیر کقوله تعالی وجزاء سیئة سیئة ومکروا
ومکر الله پوشیده نماند که حق سبحانه درین دو آیه عذاب را به لفظ سیئه ومکر تعبیر فرموده
بجهت مشاکلهٔ آن با سیئه ومکر کفار پس معنی آیت اول آنست که جزای بدی عذاب
است ومعنی آیه دوم آنکه کفار مکر کردند وخدای تعالی عذاب کرد ایشان را وکقول الشاعر
شعر قالوا اقترح شیئا نجد لک طبخه، قلت اطبخوا لی جبة وقمیصا، یعنی گفتند بمن
که چیزی را بفرما که برای تو بپزیم گفتم که بپزید برای من جبه وپیراهن را دوختن را بلفظ
طبخ ذکر کرده برای مشاکلة ونکته دینجا مزید اهتمام قائل است بجبه وپیراهن ازین
قبیل است این بیت صائب بیت لب سوال سزاوار بخیه بیشتر است
عبث بخرقه خود بخیه میزند درویش خموشی را به بخیه لب تعبیر کرده ونکته درینجا
مزید اهتمام بشأن خموشی است مزاوجت واین صنعت چنانست که دو معنی
که در شرط وجزا واقع شوند امری که بر اول مرتب شود بر ثانی نیز مرتب گردد چنانچه
درین بیت نظیری بیت چون نهی شود لطفت مبدل بعتاب، چون تر
بینم شود صبرم بدل با اضطراب پوشیده نماند که مقصود ازین شعر ترتیب تبدیل
است بحالت معشوق وحالت عاشق وهمین است معنی مزاوجت درین
مقام خواه آن هر دو ترتیب یک شرط وجزا واقع شوند وخواه هر ترتیب در مجموع
یک شرط وجزا وقوع یابد چنانچه در شعر مذکور ارصاد بعضی این صنعت را
تسهیم نامند وآن چنان است که قبل از عجز فقره یا عجز بیت لفظی بیارند

٦١

کہ دلالت بران نماید قبل از ان کہ عجز خوانده شود اما باید کہ علم بروی آن فقره
وشعر حاصل شده باشد مثال ارصاد در فقره کقوله تعالی وما کان الله لیظلمهم ولکن
کانوا انفسهم یظلمون لفظ یظلمهم کہ اینجا واقع شده دلالت بران میکند کہ عجز
فقره لفظ یظلمون خواهد بود ومثال ارصاد در بیت کقول عمرو بن معدیکرب شعر
اذا لم تستطع امرا فدعه وجاوزه الی ما تستطیع این بیت از قصیده عینیه
عمرو معدیکرب است ولفظ لم تستطع کہ در مصراع اول واقع شده دلالت بران
میکند کہ عجز بیت لفظ تستطیع خواهد بود وازین قبیل است این بیت کمال اسمعیل
بیت چون آستان مقیم شود بخت بر درش هرکو چو بخت روی برین آستان نهاد
لفظ آستان در مصرع اول بطریق ارصاد واقع شده ومعنی ارصاد در لغت نگهبان نشاندن
است در راه عکس واین صنعت چنان است کہ جزوی را در کلام مقدم بر جزوی ثانی
مؤخر را مقدم سازند ومقدم را مؤخر کقوله سبحانه یخرج الحی من المیت ویخرج المیت
من الحی کقول بعض الفصحاء عادات السادات سادات العادات وازین
قبیل است این ابیات کمال اسمعیل بیت اختیار من است خوبی او
خوبی اختیار من نگزید سلمان ساوجی رباعی از بسکہ شکستہ باز بستم
توبه‌ها فریاد همی کنند ز دستم توبه‌ها دیروز به توبه‌ای شکستم ساغرها امروز بساغری
شکستم توبه‌ها امیر معزی بیت فضل دارد سبزه بر گل چون بروی دلبند لعل
تیز دارد بر لبش چون صبح او گوید زبان مالا نوری دلی دارم همیشه همدم غم‌ها

غمی دارم همیشه همدم دل ؛؛ و چنانچه درین بیت فغیمت و الف ش جان و جان ان اثر
اوست ؛؛ یار او علم و علم را و یار رجوع و این صنعت چنانست که شاعر کلامی
را گفته نقض و ابطال آن نماید و بسخن دیگر پردازد برای نکته و فایده چنانچه درین بیت
انوری بیت آسمانی لی که ثابت رای نبود آسمان ؛؛ آفتابی لی که زاید نور
نبود آفتاب ؛؛ مقصود از رجوع درینجا ترقی در مدح است و درین بیت عنصری بیت
چو ماه بود و چو سرو نه ماه بود و نه سرو ؛؛ قبا ندارد سرو و کمر نبندد ماه ؛؛ فایده رجوع
درینجا ترجیح معشوق است بر ماه و سرو تورید و این صنعت را ایهام نیز گویند و طریقش
چنان است که در کلام لفظی بیارند که دو معنی داشته باشد یکی قریب و دیگری بعید و مراد
بعید بود باعتبار قرینه خفیه و ایهام بر دو نوع است مجرده و مرشحه ایهام مجرده آنست
که ملایمات معنی قریب غیر مراد را در کلام مذکور نسازند کقوله عز و جل الرحمن علی العرش
استوی مراد از لفظ استوی استیلا است و این معنی بعید است و استوای جسم که معنی قریب
غیر مراد است چیزی از ملایمات آن در آیه مذکور نشد و ایهام مرشحه آنست که ملایمات
معنی قریب غیر مراد را مذکور نمایند کقوله سبحانه والسماء بنیناها باید مراد از ید درینجا
قدرت است و این معنی بعید است و معنی قریب غیر مرادش دست است و لفظ
بنیناها ملایم اوست و ازین باب است این بیت که شاعر در صفت پیری و شدت فصل
ربیع گفته شعر اذا الغزالة من طول المدی خرفت ؛؛ فما تفرق بین الجدی والحمل ؛؛ یعنی
آفتاب از طول عمر خرف شده است فرق در جدی و حمل نمیکند پوشیده نماند که شعرا ازا

آفتاب است که این معنی بعید و مراد قائل است و معنی قریب آهو بره است که آن درینجا مقصود نیست و لفظ حمل و جدی ملایم و مناسب اوست و مخفی نماند اینمعنی در تلخیص و شرح آن بعینه مذکور است ما بزعم فقیر این تعریف بر ایهام تناسب صادق می آید و بیت مذکور از قسم ایهام تناسب است زیراکه در ایهام باید که اراده هر دو معنی جایز باشد و در ایهام تناسب معنی دوم منظور و ملحوظ نشود چنانچه در محل آن مذکور شده و در بیت مذکور اراده معنی آهو بره اصلا مراد نیست پس مثال ایهام تناسب است و این را با توریه کاری نیست فافهم اما مثال توریه این ابیات است مولوی جامی بیت دیده روشن نشود از صورت زیبای تو ها در کسی انکار اینمعنی کند روشن کنم ها دیده منکر را روشن کنم یا این معنی را هر دو واضح و روشن کنم هر دو درست است گاهی بیت مرا فراق تو روزی هزار بار کشد ها نخواه چون تو گلی این چنین هزار کشد ها این چنین بلبل را میکشد یا اینچنین هزار کس را میکشد هر دو راست می آید و له خنجر عشق خون من ریخت بخاکپای تو ها ای تو بود کشتنم کشته شدم برای تو ها بر طبق رای تو کشته شدم یا از برای تو هر دو صحیح می آید پس تعریف توریه در نظر تحقیق آنست که لفظی را در کلام مذکور سازند که دو معنی داشته باشد و اطلاق هر دو معنی بر آن محل صحیح باشد چنانچه درین امثله گذشت و گاهی لفظ مذکور بسبب ترکیب و با الفاظ دیگر افاده ایهام می نماید چنانچه درین بیت مولوی جامی بیت جان بخشد از لب کشته را و انکه بچون فرمان دهد ها خونخواری آن شوخ بین کز بهر کشتن جان دهد ها از بهر کشتن جان دهد هر دو معنی

داردیکی آنکه از برای کشتن زنده میکند دیگر آنکه اک کشتن ست یعنی مشتاق کشتن

وله میری خندان و میگوئی بپایم چشم مالی ؀ چشم می مالم مباد این خواب باشد

یا خیال ؛؛ چشم می مالم درینجا دو معنی دارد استخدام و این صنعت چنانست که از

لفظی که دو معنی دارد یک معنیش را اراده نمایند و از ضمیری که راجع بان لفظ باشد

معنی دومش را خواهند کقوله شعر اذا نزل السماء بارض قوم ؛؛ رعیناه و ان کانوا غضابا

یعنی چون بیارد باران بر زمین گروهی میچرانیم او را اگرچه آن گروه بر ما خشمناک

باشند از لفظ سما بطریق مجاز باران خواسته و از ضمیری که در لفظ رعیناه راجع

باوست نبات اراده کرده و در فارسی ازین قبیل است این بیت فقیر بیت

تا به بزم خویش یار را داده است آن سرو بار ؛؛ از نهال قامتش آسوده شدیم امید وار

لفظ بار در مصرع اول بمعنی حضور است و از ضمیر آن که در مصرع ثانی راجع باو است

ثمر مراد است فتامل لف و نشر و این صنعت چنانست که اول چند چیز را

مفصلا یا مجملا ذکر کنند و بعد ازان منسوب هر یک را بلا تعیین مذکور سازند

باعتماد اینکه سامع هر منسوبی را بصاحبش بر میگرداند لف و نشر مفصل

بر دو نوع است مرتب و غیر مرتب مرتب آنست که ترتیب لف مطابق ترتیب

نشر باشد چنانچه درین بیت مختاری بیت چون تو و جلال و هنر و طبع و

کف او ؛؛ ابر و فلک و اختر و دریا و مطر نیست ؛؛ و بهتر ینش آنست

که چند لف و نشر در یک کلام جمع سازند بنحوی که هر

که بر نشر یکی لف باشد برای نشر دیگر تا بسه و چهار درجه برسد چنانچه درین ابیات
فردوسی نظم بروز نبرد آن یل ارجمند ؛ بشمشیر و خنجر بگرز و کمند ؛ برید و درید و
شکست و ببست ؛ یلان را سر و سینه و پا و دست ؛ این قطعه دو بار لف دارد
وازین قبیل است این بیت انوری بیت آری بقوت وعده و تربیت شود ؛
باران بمهرگش گل گندم اطلس و عسل ؛ واین بیت مختاری بیت چو دو جان را
بلف و نبل حیات است و ثبات ؛ داد و دین را بدل و رای پناه است و معین ؛
و بهترین همه این بیت است مسعود سعد بیت جان و دل و لی و عدوی تو
روز و شب ؛ از عدو وعید تو بر نور و نار باد ؛ زیرا که چهار بار لف دارد و برینچنین ختم کرده اما
لف و نشر غیر مرتب آن است که ترتیب لف مخالف ترتیب نشر باشد چنانچه درین
بیت بابا فغانی بیت دل را فراغ میدهد و دیده را فروغ ؛ ماه و دیدار آفتاب و شبان
و صبح مشتهر است چه فروغ دیده بدیدار تعلق دارد و فراغ دل با شراب صبح و چنانچه
درین بیت خاقانی بیت چون گهر سخن رود در شرف و جلال و کین ؛ چون اسد و اثیر
و خور نوری ناری و نسری ؛ دو بار لف واقع شده و ترتیب لف در هر جا بخلاف ترتیب
نشر آمده زیرا که در لف اول شرف بخورشید جلال بکره اثیر و کین با سد تعلق دارد
و در لف ثانی خورشید بنوری و اثیر بناری و اسد بنسری متعلق است فافهم و مثلش من
و تو بسخا و سخن امروز ؛ ختم الامرا شد و ختم الشعرا ؛ اینجا لف اول غیر مرتب
و ثانی مرتب آمده اما مثال لف و نشر مجمل کقوله تعالی وقالوا لن یدخل الجنة الا من

٦٢

كان هوداً او نصارى و التقدير كلام اينست كه قالت اليهود لن يدخل الجنة الا من
كان هوداً و قالت النصارى لن يدخل الجنة الا من كان نصارى وجه اجمال لف و نشر درينجا
عدم التباس است چه ظاهر است كه يهود و نصارى تكفير يكديگر مينمايند و از قبيل اين است بيت
سنائى بيت زاده از يكديگر بعلم و بدم ۞ آدم از احمد احمد از آدم ۞ مراد از علم اينجا علم
حق است كه اعيان ثابته صور او ميند و دم عبارت از نفخ روح است يعنى باعتبار
صور علميه كه تعبير از اعيان ثابته ميكنند وجود احمد مصدر وجود آدم است و باعتبار
نفخ روح كه تولد جسمانى مترتب بر وست وجود آدم مصدر وجود احمد است و لفظ زاده
از يكديگر در مصرع اول واقع است لف مجمل است و مصرع ثانى نشر او ست و
لفظ بعلم و بدم لف دوم است و اين بيت مختارى بيت سر بريده دو نوك خامه او
خير و شر است و دو دو زمان هست ۞ گويا تقدير كلام اينست كه يك نوك خامه او خير و يكى
شر است جمع اين صنعت چنانست كه چند چيز را در يك حكم جمع نمايند كقوله سبحانه المال
و البنون زينة الحيوة الدنيا مال و بنون را در حكم زينت دنيا جمع كرده چنانچه درين بيت
عبد الواسع بيت شد سپرده بتو آسمان بهم امروز يكبارگى ۞ داده شد نيك و بد بعيش و قلم و شمشير
بشير و در حكم آسمان شدن جمع نموده و درين بيت حكيم مختارى هم دولت و ملك
و كلك و حسام ۞ بهر خداوندگير و نظام ۞ چهار چيز را در حكم نظام جمع نموده انطاكى
بيت نشايد يافتن در هيچ ميدان ۞ وفا در اسپ و در شمشير و در زن ۞ تفريق
و آن چنانست كه ميان دو امرى كه از يك نوع باشند تباين و فرق ظاهر نمايند

97

چنانچه درین بیت حافظ بیت دست ترا ابر که باز شبیه کرد ؛؛ کین بدره بدره
میدهد قطره قطره آن ؛؛ درین بیت نظیر بیت زین چکد از مژگان پیاله خون
شده من کجا و ابر بهار ؛؛ التقسیم عبارت از انست که اول چند چیز را با یک چیز در حکم
ذکر کنند بعد ازان بهر چیزی ازان چیزها منسوبات زند بر سبیل تعیین و فرق در
تقسیم و لف و نشر همین است که درینجا ذکر منسوبات بر طریق تعیین است و در لف
و نشر بلا تعیین چنانکه گفته شد و مثال تقسیم درین ابیات خاقانی نظم ای حرم تو
از کرم بیت حرام خسروان ؛؛ چون سخن من از نکهت سحر حلال خاطری ؛؛ زان کرم
است سر گران جان لب پر سنگین ؛؛ زین سخن است دل سبک تنصر طبع عنصری
وله دستی که گرفتی سر آن زلف چو شست ؛؛ پای که ره وصل نوشتی پیوست ؛؛
زان دست کنون در گل غم دارم پای ؛؛ زان پای کنون بسر دل دارم دست ؛؛
و نوعی از تقسیم آنست که احوال چیزی را اندک بر نمایند و با هر حالی ازان احوال چیزی را که
مناسب آن باشد ذکر کنند چنانچه درین دو بیت عبد الواسع جبلی نظم بنان
اوست در بخشش سنان اوست در کوشش ؛؛ لقای اوست در مجالس لوای
اوست در میدان ؛؛ یکی ارزاق را باسط دوم ارواح را قابض ؛؛ سعادت را سوم یا
چهارم فتح را برهان ؛؛ گلستان ممدوح را در بخشش به بسط ارزاق نسبت داد و سنان
او را در کوشش بقبض روح منسوب ساخته و همچنین الخ و نوعی دیگر از تقسیم آنست که اقسام
یک چیز را باستیفا بر شمارند چنانچه درین بیت عنصری بیت پیوسته دشمنان

تو زینگونه مستمند ٭ یا گشته یا گریخته یا بسته در حصار ٭ اقسام مستمندی را در
مصراع ثانی بیان کرده و درین بیت اہلی شیرازی بیت اکنون که تنها دیدست
لطف ارنه آزاری بکن ٭ تلخی یا بدسنگی بزن تیغی یا کشش کاری بکن ٭ اقسام آزار را
در مصراع دوم برشمرده جمع و تفریق گاهی این هر سه صنعت یعنی جمع و تفریق و تقسیم را
باهم ترکیب مید هند نامی یا تلاقی و جمع و تفریق عبارت از انست که چند چیز را در
تحت حکمی داخل نمایند بعد ازان به بیان جهات او حال فرق نمایند چنانچه درین بیت
رشید وطواط شعر فوجهک کالنار فی ضوئها ٭ و قلبی کالنار فی حرها ٭ یعنی روی تو
در ضیا مثل آتش است و دل من در حرارت مانند آتش است روی معشوق و دل خود
را در مشابه بودن با آتش جمع کرده در وجه شبه فرق وانموده وازین قبیل است
این بیت فقیر من و تو هر دو مائلیم ای شیخ ٭ تو بجراب و من بابروی یار ٭ خود را و شیخ را
در حکم مائل بودن جمع گرده در تعلق میل فرق وانموده جمع و تقسیم و این چنان
است که اول چند چیز را در تحت حکمی جمع نمایند و بعد ازان هر یک را بچیزی منسوب سازند
چنانچه درین بیت اہلی شیرازی بیت بی تو چو شمع کرده ام خنده و گریه کار خود ٭ خنده
بر دل کنم گریه بر روزگار خود ٭ مصرع اول مشتمل بر جمع است و ثانی شامل تقسیم
و چنانچه درین قطعهٔ انوری قطعه حرص ثنا و عشق جمال مبارکت ٭ گر در قوای نامیه
پیدا کند اثر ٭ آن در زبان سوسن خامش نهد کلام ٭ وین در طباق دیدهٔ نرگس دهد بصر
در بیت اول حرص ثنا و عشق جمال را در اثر پیدا کردن جمع نموده در بیت ثانی هر یک را

۹۹

معلوم ہووے ہیں کہ چند امور ایسے
باعث ہیں اور اون امور کو خوبی کلام کی
سبب ہے کہ پہلے علم معانی اور علم بیان
کے قواعد کی مرتبین ہو چکا ہو کس واسطے
کہ اگر کلام ایسا ہو گا تو اون امور کا کلام
میں استعمال کرنا ایسا ہے کہ جیسے ایک
بد صورت کو زیور پہنا ویں سو زشت باشکل
دیکھی و دیبا و زیور بر عروس نازیبا اور یہ
کہنا کہ وہ امور کلام کی خوبی کے باعث ہیں

نتیجه بی منسوب ساخت و درین بیت مسعود سعد بیت گر مشاطهٔ بستان شدند باد و سحاب
که این ببستن پیرایه و آن بگشاد نقاب ، و درین دو بیت امیر معزی نظم تیغ و تلف خشمش
همیشه بر اندیشان ، بلبسان عوت سی است بامان قارون ، یکی را تیغ او
ایست با هامان کند همسفر یکی را خشم او درخاک با قارون کند همقرین ، و گاهی تقسیم را در بیت
مقدم بر جمع آرند چنانچه درین شعر نادم گیلانی بیت خرقه کردم من و تکیه که دولت
ساخت ، بسکندر تکدی واد بجام نمود جمع و تفریق و تقسیم و این بر سه چیز را در
کلام جمع نمودن خالی از صعوبتی نیست چنانچه درین بیت خاقانی بیت مجلس
دو آتش داده برین از حجر دان از شجر ، این کرده منتقل امقردان جام را جا داشته دو آتش را
در حکم ثمرهٔ مجلس بودن جمع کرده و بودن یکی از حجر و یکی از شجر تفریق است و مصرع
ثانی اشعاری بر تقسیم دارد و چنانچه درین رباعی امیر معزی رباعی چشم من و چشم
آن بت تنگ دهان ، بودند سپید و شری شدند در سود و زیان ، کردند یکی سپید ما بر دو نهان
آب برین سپردین خواب کان ، چشم خود را و چشم معشوق را در حکم سپید و شری
کردن جمع نمود و سود و زیان اشاره به تفریق است یعنی سپید چشم او عین
و سپید چشم من عین زیان است مصرع چهارم مشتمل بر تقسیم است و چنانچه درین دو بیت
فقیر نظم آتشین است چون دل مرغ دوست ، آن بعشق این بحسن شیرین
کار آتش من که ذخیرهٔ دود است ، آتش او ست مایهٔ انوار ، مصرع اول
مشتمل بر جمع است و مصرع ثانی مبنی است تفریق و بیت دوم مخبر از تقسیم است

معنوی کو پہلے بیان کرنا چاہیئے اور صنائع لفظی کو بعد ۔ اس حدیقے میں دو فصلیں ہیں اور ہر فصل کا نام حدیقے کی مناسبت سے چمن رکھا گیا

چمن پہلا صنائع معنوی میں صنعت طباق اسکو تطبیق اور مطابقہ اور تکافو اور تضاد بھی کہتے ہیں یہ صنعت اسطرح کی ہے کہ ایسے دو لفظ کہ ایک کے معنی دوسرے کے معنے کے مخالف ہوں ایک جای میں ذکر کریں خواہ دونوں اسم خواہ دونوں فعل ہوں خواہ ایک اسم اور دوسرا فعل اور صنعت طباق کبھی دو حرفوں میں

[illegible]

تجرید عبارت از انست کہ از شی ذی صفتی شی دیگر انتزاع نمایند کہ دران صفت مانند او باشد وفایدہ این انتزاع مبالغہ کمال آن صفت است در منتزع منہ واین صنعت در عربی بچند نوع می آید اما در فارسی چنانچہ درین بیت انوری بیت

ای بدریای عقل کردہ شناہ ٭ وزبد و نیک این جہان آگاہ ٭ گویا مخاطب را شخصی قرار دادہ کہ بدریای عقل شنا کردہ باشد وچنانچہ درین بیت نظیری

بیت نظیری را بہ مجلس بردم امروز و غلط کردم ٭ مرا رسوای عالم ساخت

چشم گریہ آلودش ٭ خود را درینجا شخص گریانی قرار دادہ مبالغہ مقبول

واین صنعت چنانست کہ بلوغ وصفی را در شدت یا در ضعف ادعا نمایند وباید کہ این ادعا بسبیل استبعاد یا امتناع باشد یعنی آن وصف را بہ انتہای شدت یا ضعف برسانند تا سامع را گمان تردد کہ پایہ در شدت یا در ضعف باقیماندہ ومبالغہ سہ قسم است تبلیغ واغراق وغلو اما تبلیغ آنست کہ ادعای وصف مذکور از روی عقل وعادت ممکن باشد چنانچہ درین بیت امرء القیس کہ در دویدن اسپ گفتہ شعر فعادی عداء بین ثور ونعجۃ ٭ دراکا فلم ینضح بماء فیغسل ٭ عداء بکسر پی در پی صید افگندن است در یک دویدن وقولہ فلم ینضح الخ ای لم یعرق فلم یغسل ودرین بیت ادعا کردہ کہ این اسپ گاو نر وگاو مادہ وحشی را دریک دویدن انداختہ است وعرق نکردہ یعنی بسیار ندویدہ چہ بسیار دویدن اسپ عرق موجب دن او میشود واین ادعا از روی عقل وعادت ممکن است

زیرا که بعضی از اسپان در دویدن باین چلدی میباشند چنانچه درین بیت انوری
بیت بودیم بر کنار ز تیمار روزگار تا داشت روزگار ترا در کنار ما یعنی ممکن است
که عاشق در وصل معشوق غم روزگار را فراموش کند و ازین قبیل است این بیت
اسدی بیت چنان جا دارم این راز را روز و شب که با جان بگوید گر آید بلب یعنی تا دم
بودن این راز را با کسی نگویم و این نزد معرض امکان است اما اغراق آنست که امر
مذکور از روی عقل ممکن و از روی عادت محال باشد کقول الشاعر شعر ونکرم
جارنا مادام فینا ونتبعه الکرامة حیث مالا یعنی همسایه را اکرام میکنیم مادامی که
با ما باشد و عطا را از پی آدمی فرستیم هر جا که میل کند یعنی هر جا که برود و این معنی
بحسب عرف و عادت ممتنع است چه متعارف نیست که همسایه را بعد از نقل و تحویل از
جوار اعطا و اکرام نمایند اما عقل مجوز این میتواند شد و چنانچه درین بیت عرفی بیت
ما را بکام خویش ببیند و دلش بسوخت ٭ دشمن که هیچگاه مبادا بکام ما یعنی متعارف
نیست که هرگاه کسی دشمن خود را بکام خود ببیند دلش بسوزد اما مراد شاعر آنست
که تا بجدی دشمن کام شده ایم که دل دشمن هم بر ما میسوزد و این معنی نزد عقل ممکن
است و بحسب عادت مستبعد اما غلو آنست که ادعای مذکور از روی عقل و عادت
ممتنع باشد چنانچه درین بیت ابوطیب شعر واخفت اهل الشرک حتی انه لتخافک
النطف التی لم تخلق یعنی ترسانیده تو اهل شرک را بجدی که از تو می ترسند نطفهای
غیر مخلوقه ایشان و غلو بسبب چند چیز مقبول طباع بلغا میشود و یکی آنکه لفظی را ذکر کنند

٧٣

که آنرا مقرون حسب گرداند چنانچه درین رباعی کمال اسمعیل رباعی نقاش صنعت
ز طعنه‌ها آسوده است ÷ کز صنعت حسن آنچه توان نموده است ÷ سر تا پا چنانکه
باید بوده است ÷ گویا که کسیت آن ز رو فرسوده است ÷ در عقل و عادت محال است
که خلقت کسی بحسب آب زر و یا دیگری باشد اما لفظ گویا که در مصرع چهارم واقع شده این
ادعا را مقرون بصحت گردانیده فافهم دیگر آنکه غلو متضمن نوعی از خیال نازک و
لطیف باشد و شعرای عجم این را بسیار پسندیده اند چنانچه درین ابیات ازرقی نظم گر
عکس تیغ تو بهوا روشنی دهد ÷ ارواح کشتگان شود اندر هوا نگاشته و در بلندی حصاری گوید وله
ز تهیب چنبر افلاک اندر فراز او ÷ پیر گنگ خمیده رود پاسبان ÷ ابوالفرج رونی بیت
خیال تیغ وی اندر میان پشت پدر ÷ عدوی دولت و دین را میان زند بدو نیم ÷ محتاجی
لغز نویسی در تعریف اسپ گوید بیت سبک تگی که اگر در سم او ببیاد ÷ گرش سفید ترشید
چشم خفته گند ازو شهدی طوسی بیت ببال همت تجاوز زمین ÷ کند غرق کشتی بدریای
چیپن ÷ دیگر آنکه غلو بطور هزل باشد چنانچه درین ابیات کلیم که در مذمت اسپ گفته نظم
خدایگانا اسپی که داده بری ÷ ز ناتوانی هرگز نرفته ره بنسیم ÷ به کون نشسته چو سوار
سکندری برود ÷ بجوش ناکه گوئی نشسته ایم کلیم **مذهب کلامی** عبارت
ازانست که شعر مشتمل بر دلیل و برهان باشد بر طریق اهل کلام که سخن شان مبرهن و مدلل
میباشد و اگر مشتمل بر تمثیل یعنی قیاس فقها باشد آنرا مذهب فقهی نامند امثال
مذهب کلامی کقوله تعالی لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا یعنی اگر

اگر در آسمان و زمین خدایان متعدد می بودند هر آئینه فاسد می شدند این هر دو چون
فساد سموات و ارض که لازم تعدد اله است باطل باشد ملزوم آن نیز باطل بود و شکل
دلیل چنین است که اگر چند خدا می بودند آسمان و زمین فاسد می شدند ولیکن آسمان
و زمین فاسد نشده نتیجه دهد که خدا یکیست چنانچه درین بیت انوری **بیت** از تو گریزد
که تو در قالب عالم جانی ٭ و یقین است که جان ناگزیر آمد ٭ و صورت دلیل درینجا انیست که
تو در قالب عالم جانی و قالب از جان گزیر نیست نتیجه دهد که عالم را از تو گزیر نیست
وله منافع سیان زمین و پیر ماند ٭ بس است این یک آیت دلیل و ثبات و شکل دلیل
درینجا این است که هر منفعت رسانی باقی و پایدار می ماند تو منفعت رسانی نتیجه دهد
که باقی و پایدار خواهی بود اما مثال مذهب فقهی کقول النابغة من قصیدة یعتذر
فیها الی النعمان بن منذر وقد کان مدح آل جفنة بالشام فتنکر النعمان من ذلک
شعر حلفت فلم اترک لنفسک ریبة ٭ ولیس وراء الله للمرء مطلب ٭ لئن کنت قد
بلغت عنی جنایة ٭ لمبلغک الواشی اغش و اکذب ٭ ولکننی کنت امرا لی جانب
٭ من الارض فیه مستراد و مذهب ٭ ملوک و اخوان اذا ما مدحتهم ٭ احکم فی اموالهم و
اقرب ٭ کفعلک فی قوم اراک اصطفیتهم ٭ فلم ترهم فی مدحهم لک اذنبوا ٭ حاصل معنے
ابیات انست که مرا بر مدح آل جفنه ملامت مکن که احسان بر من کرده اند چنانچه قومی
که مدح تو میکنند و تو بر آنها احسان مینمائی سزاوار ملامت نمیشماری پس چنانچه
مدح اینها ترا در حساب گناه نیست مدح من هم محسن خود را در شمار گناه نیست و این

کلام بر صورت تمثیل است که فقها آنرا قیاس مے نامند و آن قیاس کردن جزئی است بر جزئی دیگر مثل آنکه گویند هر چه مائع است مطهر باشد و سرکه مائع است پس که مطهر باشد و ازین قبیل است این رباعی ابو الفرج رونی **رباعی** گفتم که ز خورد دل من نیست پدید ٭ اندوه بزرگ تو درو چون گنجید ٭ گفتا که ز دل بدیده باید نگرید ٭ خرد است بدو بزرگها بتوان دید ٭ دل را بدیده قیاس نموده بهمان طریق که مذکور شد

حسن تعلیل و این صنعت چنانست که برای وصفی علتی مناسب آن ادعا نماید که در حقیقت علت آن نباشد و وصف مذکور از دو حال بیرون نخواهد بود یا ثابتی نفسه یا غیر ثابت اگر ثابت است مقصود از بیان علت درینجا اثبات علت برای آن وصف خواهد بود و بس و اگر غیر ثابت است مقصود از بیان علت اثبات آن وصف خواهد بود اما وصف ثابت که مقصود ادعای علت برای او باشد فقط بر دو گونه است یکی آنکه وصف مذکور را در عرف عادت علتی نباشد غیر علتی که شاعر ادعا نماید دوم آنکه علتی واقعی و ظاهر بنا شد و اما وصف غیر ثابت که مقصود از بیان علت اثبات آن وصف باشد نیز بر دو گونه است یکی آنکه وجود آن وصف ممکن باشد دوم آنکه از ممتنعات بود و مثال قسم اول چنانچه درین بیت خاقانی **بیت** تا چشم تو ریخت خون عشاق ٭ زلف تو گرفت رنگ ماتم ٭ سیاهی زلف صفتی است ثابت و علت آن در ظاهر معلوم نیست شاعر آنرا چنین معلل کرده که بسبب کشتن عشاق سیاه پوشیده و از لطائف این قسم است که بواسطهٔ تشبیه و استعاره حاصل آید

۷۵

چنانچه درین دو بیت میر معزی نظم آن زلف مشکبار بران روی خوش نگار کر کوته است کوتهی از روی عجب شمار که شب بهار میل کند سوی کوتهی آن زلف چون شب آمد و آن روی چون بهار که کوتهی زلف از فتحی است ثابت علت آن ظاهر معلوم نیست و شاعر اول زلف را تشبیه داده و بعد از ان علت کوتاهی آنرا ادعا نموده و درین بیت خاقانی بیت زنش وز ارغوان در خوی خونین نشسته یا دگان شب مروحه دیبار در خوی خونین نشستن ارغوان اشاره به سرخی رنگ اوست و این صفتی ثابت مر ارغوان و علت آن ظاهر نیست اما شاعر حرارت روز را علت آن ادعا نموده مثال قسم دوم چنانچه درین بیت وله در وداع شب تا خون گریسته روی خون آلود زان نمود صبح علت سرخی روی صبح شفق است و شاعر تعلیل نموده که در وداع شب گریه کرده است و چنانچه درین دو بیت امیر معزی قطعه تا زان عنبرین دو زلف دره زار تا فته است کز سیم یافته است یکی چاه در ذقن تا چون و الم بدان چاه نیفتد دل بر کشتم ز چاه بدان عنبرین رسن تا فتن زلف وصفی است ثابت و علت آن نیز معین آراستن معشوق است و شاعر علتی دیگر برای ان ادعا نموده و مثال قسم سوم کقوله شعر یا واشیا حسنت فینا ابانه فنجی انسانی من الغرق یعنی ای سخن چین که بدی تو در حق ما نیکی شد انسان مردم از غرق نجات یافت یعنی از بیم سخن چینی تو گریه نمیکنیم و پوشیده نماند که بدی سخن چین ممکن است که در حق بعضی نیکی شود اما چون متعارف نیست که بدی نیکی شود علت نیکی شدن بدی سخن چین

[illegible]

در مصرع ثانی ادعا نموده پس تنگی شدن بدی وصفی بود غیر ثابت و علت مذکور
مثبت آن شد ومثال قسم چهارم چنانچه درین بیت امیر خسرو بیت بخانه تو بود روز با مداد بوده
که آفتاب نیارد شدن بلند انجاه بامداد بودن همه روز صفتی است غیر ثابت ممتنع و برای
اثبات امکان آن بلند نشدن آفتاب را علتش قرار داده و درین بیت خاقانی بیت صبح
بموی زلف شب یا عاشق است گر دم عاشق نشان نمود صبح عاشق شدن صبح صفتی است
غیر ثابت و ممتنع دوم سرور را علت عاشقی او ادعا نموده و اثبات آن کرده **تاکید المدح بما یشبه الذم** واین صنعت دو نوع است نوع اول آنکه از صفت ذم که از چیزی
نفی کرده باشند صفت مدحی برای آن چیز استثنا کنند بتقدیر داخل بودن آن مدح در
ذم چنانچه درین بیت نابغه شعر ولا عیب فیهم غیر ان سیوفهم بهن فلول من قراع الکتائب
یعنی بیت عربی درین جماعت غیر ازین که دم شمشیرهای ایشان ریخته است بسیار
ضرب زدن در محاربه پوشیده نماند که شاعر صفت عیب را ازان جماعت نفی کرده
و ریختن دم شمشیر در محاربه که صفت مدح است ازان صفت منفی مستثنا نموده
و سامع را از استماع این استثنا توهم آن میشود که قائل بعید از مدح اراده ذم دارد و چون
مستثنی خوب نما یاب باند که تاکید مدح است زیرا که ریختن دم شمشیر از کثرت ضربات
بکمال شجاعت و دلیری مینماید و قریب باین آمد این بیت مختار بیت گر شما را چون
بحر شعر موزون است چه است عیب کفش عطا ناموزون که گویا از شما [illegible]
موزونیت را نفی کرده و ناموزونی عطا را ازان استثنا نموده اگرچه ذات [illegible]

[illegible marginal notes in Urdu] ... میں ایسا لفظ لاتیں کہ اوس کے معلوم ... اور یہ ... اخیر ... معلوم ہوا ... [illegible]

مذکور شود اما از سوق کلام پر شامل ظاہر است نوع دوم آنکہ صفت مدحی برای
چیزی ثابت کنند و از عقب آن صفت مدحی دیگر با ادات استثنا مذکور سازند کقوله
صلی الله علیه و آله انا افصح العرب بید انی من قریش و فصحای عجم لطف دیگر برین نوع
افزوده اند و آن اینست که صفت دوم که بعد از ادات استثنا یا استدراک مذکور شود
باید که در مدح کاملتر از صفت اول باشد چنانچه درین بیت خاقانی بیت
رایت شه بروش لیک عقاب حمله پر پرچم شه غراب گون لیک همای معرکه
و نوع دیگر از لطائف شعرای عجم آنست که صفت دوم تقسیمی واقع شود که اسلوبش در ظاهر
اسلوب ذم بود و چون دار سند مفید کمال مدح باشد چنانچه درین بیت سلمان ساوجی
هر انکه نام تو بر دل نوشت مگشت عزیز نکردم که دست تو میکشد خواری ؛ و چنانچه درین
بیت سعدی بیت میتوانی که نیایی زدر سعدی باز ؛ لیک بیرون شدن از
خاطر او نتوانی ؛ لفظ بیرون شدن نتوانی در ظاهر دلالت بعجز دارد اما مقصود ازان
کمال دلچسپی و مرغوبی معشوق است تاکید الذم بما یشبه المدح واین نیز بر دو نوع
است بهمان طریق که در تاکید المدح شرح داده شد اول آنکه صفت مدحی را از
چیزی نفی کنند و صفت ذمی از ان مدح منفی برای او استثنا نمایند کقولک فلان لا خیر فیه الا انه
یسیء الی من احسن الیه یعنی خیری در فلانی نیست مگر آنکه بدی میکند با کسی که نیکی با او
کرده باشد دوم آنکه برای چیزی صفت ذمی ثابت کنند و عقب آن صفت ذم دیگر با ادا
استثنا مذکور سازند کقولک فلان فاسق الا انه جاهل و استدراک درین هر دو صفت

۷۸

قایم مقام استثنا است کقولک عجاہل لکنہ فاسق و شعرای عجم درین صنعت تصرفی
کردہ اند بغایت لطیف و آن این است کہ اول صفت ستایشی عزیزی ثابت کنند
بعد از ان چیزی دیگر بان صفت ضم کنند بطریقی کہ آن مدح عین ذم گردد چنانچہ
درین بیت مختاری بیت ہمیشہ خصم تو در سایہ ہمای بود ٭ ز بسکہ بر سر ش
از بہر استخوان آید ٭ و درین بیت کلیم بیت طاعت با ہم بسوی آسمانہا میرود
روز محشر چون بعصیان ہم ترازو میشود ٭ استتباع و این صنعت چنانست
کہ ممدوح را بنحوی ستایند کہ از یک مدح مدح دیگر حاصل آید چنانچہ درین بیت ابو طیب شعر
نہبت من الاعمار مالو حویتہ لہنیت الدنیا بانک خالد ٭ یعنی تو آنقدر عمر اعدا را غارت
کردہ کہ اگر فراہم آری و حاوی آن شوی دنیا بدوام بقای تو تہنیت دہ شود و نو شیدہ
نماند کہ مفاد این بیت مدح ممدوح است بشجاعت چہ غارت گر اعمار نمیباشد مگر
مقاتل و شجاع و مدح دیگر آنست کہ دنیا خلود ممدوح را دوست میدارد بسبب آنکہ
ذات او موجب نظام و صلاح دنیا است و لفظ تہنیت مفید این معنی است چنانچہ درین بیت
انوری بیت ای ز یزدان تا ابد ملک سلیمان یافتہ ٭ ہر چہ جستہ جز نظیر از فضل
یزدان یافتہ ٭ و درین بیت مسعود سعد بیت بخت تو چو نام با سعادت ٭ روز تو
چو روی تو منور ٭ ادماج و این چنانست کہ در کلام مسوق معنی متضمن مدعای دیگر
باشد یعنی از یک کلام دو معنی حاصل آید و تصریح بمعنی دوم نکردہ باشند و فرق فیما
بین استتباع و ادماج آنست کہ استتباع مخصوص بمدح است و ادماج اعم ازان و فرق در ایہام و ادماج

آنست کہ در انجا لفظی می آرند کہ دو معنی یا بیشتر داشتہ باشد و اینجا مجموع کلام مفید ہر دو معنی میشود چنانچہ درین بیت ابو طیب شعر اقلب فیہ اجفانی کانی ؛ اعد بہا علی الدہر الذنوبا یعنی میگردانم دران شب ہای چشم خود را گویا کہ باین گردانیدن مژہ میشمارم بر دہر گناہان او را مقصود ازین بیت درازی شب است و در ضمن درازی شب شکایت دہر بکثرت ذنوب او را نیز مندمج ساختہ و چنانچہ درین بیت سلمان ساوجی بیت پیش ازین گرفتہ انگیختی در گوشۂ چشم خوبان در زبانش فتنہ را بنید بخواب ؛ چشم خوبان فتنہ را خوابیدہ یا بد یا در رہ یا فتنہ را بنید ہر دو معنی بر می آید و چنانچہ درین بیت مولوی جامی بیت خواہم از دل بر کشم پیکان تو لیک از دل بر نمی آید مرا ؛ پیکان از دل بر نمی آید یا دل نمیخواہد کہ پیکان بر آرم ہر دو معنی حاصل میشود و درین بیت نظیری بیت مباد اعالمی را جان بر آید ؛ گرہ از زلف خود فہمیدہ بگشای جان عالمی را گرہ در گرہ زلف بستہ بر آید یا جان عالم از بدن بر آید ہر دو صحیح میشود و درین بیت امیر خسرو بیت زبان آن پسر ترکی و من ترکی نمیدانم ؛ چہ خوش بودی اگر بودی زبانش در دہان من یعنی من ہم زبان او صرف میشوم یا زبان او را می مکیدم ہر دو معنی درست است توجیہ و این صنعت را محتمل الضدین نیز گویند تعریفش آنست کہ کلام احتمال دو وجہ مختلف داشتہ باشد چنانچہ شاعر در حق اعوری کہ عمرو نام داشت گوید شعر خاط لی عمرو قباء ؛ لیت عینیہ سواء یعنی عمرو برای من قبای دوخت کاش ہر دو چشم او مساوی میبود یعنی بینا میبود

مناسب چہرہ کے مناسب زلف کے ہوا معلوم کیا جاوے کہ معشوق کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں اور سرو کے اور نیز ہر دو کے ہی ہے جب زلف اور خط کو اوس سے مشابہ کرتے ہیں مراد ہو تا ہے اور جب کہ کتاب خصوصاً بہار عجم سے یہ بات ظاہر ہے اور اس شعر میں کہ مثال میں مذکور ہوا اوس کو مرد دہی مراد ہے فہم دوری

یا گو بود و احتمال صحیح است و چنانچه درین بیت مختاری بیت زهر محض است
عیش شیر یتیم؛ خون صرف است بادهٔ ماتم؛ زهر عیش است خون بادهٔ عیش
زهر و باده خون است هر دو احتمال دارد و نعمت خان عالی در وقائع حیدرآباد
داده واین صنعت داده الهزل الذی یراد به الجد و این صنعت چنانست
که کلام بطور هزل باشد اما مراد از آن هزل جد بود نه هزل چنانچه درین رباعی اعلم
از آخر کار عالم اندیشه کنید؛ ای سود گران زماتم اندیشه کنید؛ با قحبهٔ دنیا که نمیدید آمیزش
از آتش کینه اش اندیشه کنید؛ و درین دو بیت سنائی بیت نیست کس را بکو
تجاوز را؛ زن بجز طلاق دادن را؛ زن که دارد بسوی آن کس؛ مرد الیست
[illegible] خدای؛ اگرچه این بیت ها بطریق هزل واقع شده اما مفاد آن حکمت است
تجاهل عارف سکاکی این صنعت را سوق المعلوم مساق غیره نام نهاده
و گفته چون این صنعت در کلام ربانی وارد شده تسمیه اش بلفظ تجاهل خوب نباشد
و تعریف این صنعت آنست که سکاکی وضع کرده ظاهر است و بعضی تجاهل عارف را
فایده و نکته باید باشد چنانچه در ضمن امثله معلوم گردد و یکی از شاعران عرب
در مرثیه برادر خود گفته شعر ایا شجر الخابور مالک مورقا؛ کانک لم تجزع
علی ابن طریف؛ یعنی ای درخت خابور ترا چه شده است که برگ آورده
گویا تو در ماتم ابن طریف جزع نمودی و مقصود ازین تجاهل بیان شدت
جزع و ماتم اوست و چنانچه درین بیت تحیر شعر

شعر للشیخ سری ام ضوء مصباح ؛ ام ابتسامتها بالمنظر الضاحی ؛ یعنی آیا لمعه برق است که سرایت کرده یا فروغ چراغ است یا تبسم معشوقه است از منظر روشن و فائده تجاهل درینجا مبالغه در مدح تبسم معشوقه است شعر تالله یا ظبیات القاع قلن لنا ؛ لیلای منکن ام لیلی من البشر ؛ یعنی قسم میدهم شما را بخدا ای آهوان صحرا که بمن بگوئید آیا لیلی از جنس شما است یا از جنس بشر است و مقصود ازین تجاهل کمال و لهو حیرت است در عشق محبوبه و ازین قبیل است این بیت شاپور بیت نمیدانم که خواهی بود یا گردون چنین دانم ؛ که دامن گیر گردد خون من نامهربانی را مقصود ازین تجاهل مبالغه در بیداد معشوق است ؛ وله خوش آنکه شب کشتی و روز آئیم بسر بر که آه این چه کس است که کشته است این را ؛ درینجا تجاهل را نسبت بمعشوق داد قول بالموجب و این صنعت چنانست که لفظی را که در کلام غیر واقع شده باشد بر خلاف مراد قائل حمل کنند کقوله شعر وقالوا قد صفت منا قلوب ؛ فقد صدقوا ولکن عن ودادی ؛ یعنی میگویند یاران که دلهای ما صاف و شسته است بر تحقیق که راست گفتند لیکن از محبت من صاف است یعنی محبت مرا از دل خود دور کرده اند و چنانچه درین بیت انوری بیت دوستی گوئی نه از دل میکنی ؛ راست میگوئی که از جان میکنم ؛ اطراد و این صنعت را اطراد نیز گویند و تعریفش چنانست که در کلام نام ممدوح و نام آبای او را به ترتیب ولادت ذکر کنند کقوله علیه السلام الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم ؛ یوسف بن یعقوب بن اسحق بن ابراهیم ؛ و گاهی از

آبای ممدوح بممدوح می آید چنانچه درین ابیات حاجی محمد جان قدسی نظم بهار گلشن دین محمد عربی ✻ ضیای چشم علی نور دیدهٔ زهرا ✻ بهار خرمی حسین حسن ✻ سرو سینهٔ زین العبا و شمع هدی ✻ فروغ شمع شبستان باقر و صادق ✻ غریب خاک خراسان علی بن موسی

التعجب و این صنعت چنانست که در کلام از چیزی تعجب اظهار نمایند برای فائده و غرضی چنانچه درین بیت کمال اسمعیل بیت ای عجب شمشیر خسرو از چه سبز رنگ شد ✻ چون همه ساله زخون لعل میسازد خورش ✻ فائدهٔ تعجب درینجا مبالغه در خونریزی شمشیر ممدوح است و درین بیت کلیم سرو را سایه یکی بیش نباشد یارب ✻ اینهمه خاک نشین در پی آن بالا چیست ✻ فائدهٔ تعجب درینجا مبالغه در کثرت خاک نشینان معشوق است و درین بیت خاقانی بیت عجب است این که دمی گوئی ✻ که مه از ماه نو شفق دیدار ✻ مقصود از تعجب درینجا نشئه پیاله و شراب است و درین بیت میر صیدی بیت عجب دارم از اطالع ساغر خود ✻ که در ساغر تیز گردیده باشد ✻ حاصل تعجب درینجا شکایت بی شرابی است و درین بیت فقیر منقبت سرور اوصیا علیه السلام گفته نظم شد ✻ یا خدای بیچونی ✻ مانده ام در حقیقت کار ✻ بنده و این عجائب قدرت ✻ بشر و این غرائب آثار ✻ فائده تعجب درینجا مبالغه در علم است

اعتراض و این صنعت چنانست که قبل از تمام شدن کلام لفظی را ذکر کنند که معنی مقصود بی او تمام باشد و این حشو نیز نامند و حشو بر سه قسم می آید یکی آنکه کلام را از رتبه بیندازد دوم آنکه موجب حسن کلام شود سوم آنکه در حسن و قبح متوسط

باشد اول را حشو قبیح نامند دوم را حشو ملیح سوم را حشو متوسط و حشو قبیح در کلام بلغا نمی‌باشد

مثال حشو ملیح چنانچه درین بیت انوری بیت گر نخندم وان بپرسی از عمر بیست

زهرخنده و دیگر ... آن بهر وفا نیست گوید خون گریی لفظ بس از عمر بیست و بهر دو بیت

و در هر دو مصرع حشو ملیح است زیرا که مقصود بی او تمام است مقصود بیت آنست

اگر بخندم معشوق میگوید که زهرخند بکن و اگر میگریم میگوید که چون میگریی اما حشو مذکور

فایده دیگر می‌بخشد و آن این است که با وجود کمتر خندیدن بیشتر گریستن من چنین

میگوید و این مبالغه در بیرحمی معشوق است و مثال متوسط چنانچه درین بیت بیت

روی ترا که یوسف مصری غلام اوست آئینه داده است که فولاد نام او بیت لفظ

یوسف مصری غلام اوست حشو متوسط است و مثال حشو قبیح چنانچه درین بیت بیت

[illegible]

صنایع معنوی سمت اتمام پذیرفت چمن دوم در بیان صنایعی که در

الفاظ ... پیش از شروع در مقصود گفته میشود که سالکان مسالک بلاغت

را واجب است که مراعات معنی را بر لفظ مقدم دارند و بجهت رعایت صنایع لفظی معنی

را تابع لفظ نسازند اما از جمله صنایع لفظی است تجانس بین اللفظین و این را تجنیس هم خوانند

و آن تشابه دو لفظ است در تلفظ و تغایر در معنی و این صنعت شش قسم می‌باشد اول

تجنیس تام و آن چنانست که حروف هر دو لفظ مذکور در نوع و عدد و هیئات

و ترتیب متفق باشند پس اگر هر دو لفظ از یک نوع باشند مثل آنکه هر دو اسم یا هر دو فعل

یا هر دو حرف باشند آنرا تجنیس مماثل گویند کقوله عز و جل یوم تقوم الساعة یقسم المجرمون ما لبثوا غیر ساعة و چنانچه درین بیت خاقانی که در مدح و کسی گفته بیت

این یمین مرا ست جای یمین ❊ وان یسار مرا ست عز یسار ❊ یمین اول بمعنی دست راست ❊ یمین دوم بمعنی قسم است و یسار اول بمعنی دست چپ و دوم بمعنی توانگری است

و درین بیت مسعود سعد بیت چون نای بی نوایم ازین نای بی نوا ❊ شادی ندید هیچکس از نای بی نوا ❊ نای اول بمعنی نی و دوم نام حصاری است که مسعود سعد تنها درانجا محبوس بود و درین بیت عبد الواسع بیت ز دست چنگ تو از تن شدم چو نالان عود ❊ ز زلف مشک فشانت تنم چو سوزان عود ❊ اما اگر آن لفظ و متجانس مذکور از دو نوع باشند یعنی یکی اسم و یکی فعل بود در صورت این تجنیس را مستوفی گویند چنانچه درین بیت ابو تمام شعر ما مات من کرم الزمان فانه ❊ یحیی لدی یحیی بن عبد الله ❊ لفظ یحیی اول فعل مضارع و دوم اسم ممدوح است و درین بیت کمال اسمعیل

بیت امید لذت عیش از مدار چرخ مدار ❊ که در دیار کرم نیست آدمی دیار مقصود درینجا لفظ مدار است که اول اسم مکان است و دوم صیغۂ نهی و اگر یکی ازین دو لفظ متجانس مذکور مرکب یکی مفرد بود آنرا جناس ترکیب و تجنیس مرکب نامند و درین صورت اگر در کتابت موافق باشد آنرا تجنیس مرکب متشابه گویند و الا تجنیس مرکب مفروق خوانند مثال تجنیس مرکب متشابه چنانچه درین بیت ابو الفتح بستی

شعر اذا ملک لم یکن ذا هبة ❊ فدعه فدولته ذاهبة ❊❊

لفظ ذاتہ بمعنی صاحب عطا مرکب است و بمعنی روند مفرد و چنانچه درین بیت اسدی
بیت بدریا بسوزد دل خیزران * چو زد بر سمند سبک خیزران * و مثال تجنیس مرکب
مفروق چنانچه درین بیت مولوی جامی بیت تو همائی و نیستال هما * جز دو
زلف تو دام طلها * و درین بیت اسدی بیت یکی دختری داشت کز دلبری * پری
را برخ کرد از دلبری * و اگر تجنیس از یک کلمه و جزوی از کلمه دیگر ترکیب یافته
حاصل آید آنرا تجنیس مرفو نامند چنانچه درین دو بیت حریری صاحب مقامات شعر
ولاتله عن تذکار ذنبک وابکه * بدمع یضاهی الوبل حال مصابه * ومثل لعینک الحمام
ووقعه * وروعة ملقاه ومطعم صابه * یعنی از یاد گناه غافل مشو و گریه کن بر گناه با اشکی
که مانند باران است در نزول و صورت مرگ را پیش آر در چشم خود و بدار در واقع شدن او
و خوف بر خورد او را نصب العین خود ساز پوشیده نماند که در بیت ثانی میم مطعم با لفظ
صابه ترکیب یافته و با لفظ مصابه که بحر بیت اول واقع شده متجانس است و اگر هر دو
لفظ متجانس در هیأت حروف مختلف و در نوع و عدد و ترتیب متفق باشند
آنرا تجنیس محرف نامند چنانچه درین بیت فغانی بیت از کوی
تو چون باد برآشفتم و رفتم * گردی ز دل عیان زدم و رفتم * و درین بیت
حکیم سنائی که در منقبت سید الاوصیا علیه السلام گفته بیت محرم او بود
کعبه جا را محرم او بود سر قرآن را * اگر اختلاف در عدد حروف باشد یعنی یکی
از آن دو لفظ بحرفی زیاده بود و حرف زائد یا در اول کلمه خواهد بود یا در وسط یا در

آخر آنرا تجنیس ناقص و زائد نیز نامند اما مثال آنکه در اول بود این بیت سلمان ساوجی

بیت یا تنکوه کوه حلمت بر گریبان بر جبال ٭ با وجود جود دستت برق خندان بر سحاب ٭ و مثال آنکه در وسط بود این بیت خاقانی بیت صبح بر مشرق چو کرد برق نور آشکار ٭ خنده زد اندر هوا برق او و برق وار ٭ و درین بیت حکیم ارزقی بیت ز شهر فتنه بخیزد چو طیره بنشینی ٭ به تنگ مشک بریزد چو طره بفشانی ٭ و مثال آنکه در آخر بود این بیت حکیم سنائی بیت خال ما دا و بهر دنیارا زیر مهر تو چشم زهر آزار ٭ و درین بیت طالب آملی بیت کفر است در طریقت ما کینه داشتن ٭ آئین ماست سینه چو آئینه داشتن ٭ و این نوع از تجنیس را مطرف نیز نامند و شعرا این نوع را زائد بر دو حرف نیز آورده اند و در صورت آن زائد در آخر کلمه خواهد بود لاغیر چنانچه درین بیت خاقانی بیت قاهر کفار و باج از قاهره در خواسته ٭ دامغ اشرار و گرد از دامغان انگیخته ٭ و درین بیت عنصری بیت اگر میان یم اندر صدف ندیدستی ٭ نگاه کن قلم او در آن خجسته یمین ٭ و این نوع از تجنیس را مذیل خوانند اما اگر آن دو لفظ متجانس در نوع حروف مختلف باشند پس اگر آن دو حرف مختلف قریب المخرج باهم باشند آنرا جناس مضارع گویند و اگر بعید المخرج بود جناس لاحق نامند و این هر دو قسم نیز از سه حال بیرون نخواهد بود زیرا که وقوع آن دو حرف مختلف یا در اول کلمه خواهد بود یا در وسط یا در آخر اما مثال هر سه قسم جناس مضارع بدین وجه است که اول نحو بینی و بین کنی لیل دامس و طریق طامس و وسط نحو قوله عز و جل و هم ینهون

عنه دنیا دن عنه و در آخر نحو قوله تخیر فقود بنقود و اصی التحیل و در فارسی چنانچه درین ابیات

مولوی جامی **بیت** جامی از تربها ست لب تشنه زبان بسخن از طرهات میگوید **دیگر بیت**

سالها بیت هر که نیست او ساهی است تنها بیت هر که نیست او واهی است **و له ایضاً** باشد

در بار در طریق شتابی راه بیرون نمیرسد از تو مسطریا تا میرسد ساقی **حکیم سنائی بیت** باطن

تو حقیقت دل تست هر چه جز باطن تو باطل تست اما مثال قسم دوم جناس لاحق

فی الاول کقوله تعالی ویل لکل همزة لمزة و فی الوسط قوله تعالی وانه لحب الخیر لشدید

وانه علی ذلک لشهید و فی الاخر نحو قوله عز و جل فاذا جاءهم امر من الامن و در فارسی

چنانچه درین ابیات ابوالفرج رونی **بیت** کار تو غزو باد و بار تو حق باد و عز تو

تاج باد و فرش تو گاه **خاقانی بیت** در روی سنبل غمزه کمانها کشیده بر جان

من طره کمینها کشاده **شیخ نظامی بیت** دل من هست زین بار زار بیزار و قسم

خواهی بداد آرد بیدار **فقیر بیت** بزم و رزم چو خصمت آراید دل کباب شود

شراب شرار اما اگر دو لفظ متجانس در ترتیب حروف مختلف باشند آنرا تجنیس قلب

نامند و این بر دو نوع می آید **قلب کل و قلب بعض** قلب کل آنست که

حروف کلمه به ترتیب مقلوب گردد کقوله حسامه فتح لاولیائه حتف لاعدائه و چنانچه درین

بیت فقیر بیت مرد حق را در زره نبرد رام او رانمی گزد این مار و قلب بعض

آنست که حروف کلمه نا مرتب مقلوب شود کقوله اللهم استر عوراتنا و آمن روعاتنا و

چنانچه درین دو بیت حکیم سنائی که در منقبت شاه اولیا گفته **بیت** همه سادات این جهان

[illegible]

همه تا سحر مانَ از رو سحر و هم شهر که از سهر پرسید بروده خلق را خصم خویش نا کرده و جامع تجنیس باید
وقلب این بیت خاقانی بیت او راست طریق بت شکستن از آزر آزر و گستر[illegible]
هاگر یکی از دو لفظ تجنیس قلب در اول بیت و یکی در آخر بیت واقع شود آنرا مقلوب مجنح خوانند مثاله شعر
انوار الهدی من کفه فی کل حال چنانچه درین بیت نظیر بیت تمام شد دل این بیت از طراز البشر
افسونگر است ز نقش مانی و نوعی از تجنیس قلب آنست که چون حروف تمام بیت را به ترتیب قلب
کنند همان بیت حاصل شود و این را مقلوب مستوی نامند و این بر سه گونه است یکی آنکه از قلب مصرع
مصرع دیگرش حاصل آید کقوله شعر ارانا الاله هلالا انارا و بیت مذکور از بحر المتقارب مربع
است دوم آنکه از قلب هر مصرع همان مصرع بعینه حاصل شود چنانچه درین بیت امیر خسرو بیت شکر
به ترازوی وزارت برکش شو همره بلبل لب هر مهوش سوم آنکه از قلب تمام بیت
حاصل آید کقوله شعر مودته تدوم لکل هول و هل کل مودته تدوم و در کلام ربانی نیز واقع
شده در یک فلک کل فی فلک و گویند شخصی بیکی از افاضل گفت که
کلامی یافته ام که مقلوب مستوی و آن اینست که مرا بوی نام آن فاضل فی البدیهه
گفت برای دیار رب این نیز مقلوب مستوی است و دو متجانس از هر نوع تجنیس که با
چون پهلوی هم بیارند آنرا تجنیس مکرر و مزدوج و مردد نامند کقوله تعالی
جئتک من سبإ بنبإ و قولهم من طلب شیئا وجد وجد و من قرع بابا و لج ولج
و چنانچه درین بیت سنائی بیت در رکوع و سجود جود او کرده و در قیام قعود
عود او کرده حکیم اسدی بیت بمی لعل باد لبر و جام جم که روزی نشد از دلش کام کم

۸۹

نقش میں موجب ثبت کا ہو جاوے ... ثانی میں اوسکی علت بیان کی یعنی معشوق کے نقش پای ... معشوق کو سجدہ کیا تو رقیب کی ... مقام میں اس طرح سے امر کا ... آنا موجب خلل کا ہے اور اسی قبیل کی ... [illegible]

[illegible]

خاقانی بیت مرا کیست کس است لیغیاث از این منزل ٭ مر استقر شوال الست لنفس من منشا ٭ و حکیم قطران ترکیب بندی گفته که تمام ابیاتش مشتمل بر همین صنعت است از انجا است بیت لاله کرسرخی یافته قسم از تو هنگام بهار ٭ آبی زمین یافته زردی تاثیر تو هم دوم بمعنی بهره است چون دو لفظ در صورت کتابت موافق باشند آنرا تجنیس خط نامند کقوله سبحانه وهو یطعمنی و یسقین واذا مرضت فهو یشفین وقوله علیکم بالابکار فانهن اشد حیاء واقل خباء وچنانچه درین ابیات سنائی النظم خلق را و زیر این سرا پرده ٭ زخمها خورده زخمها کرده ٭ جسمها چشمها زدیده و سمعها شمعها گفتار شد ٭ و ملحق بتجنیس است اشتقاق و شبه اشتقاق اما اشتقاق آنست که دو لفظ از یک ماده مشتق باشند و اصول حروف هر دو موافق هم باشند و در اصل معنی متفق کقوله سبحانه فاقم وجهک للدین القیم لفظ اقم و قیم مشتق اند از قام یقوم وچنانچه درین بیت سنائی بیت داد حق شیر این جهان همه را ٭ جز فطامش نداد فاطمه را ٭ لفظ فاطمه مشتق از فطام است و درین بیت خاقانی بیت چند گوئی که وصلش شکیب ٭ من شکیبم ولی دل نشکیبد ٭ ولمشتق خسیس نیز که اهل سخن نیند با من قران کنند و قربان من نیند ٭ و شبه اشتقاق آنست که آن هر دو لفظ متشابه یکدیگر باشند اما ماده هر یک جدا بود کقوله تعالی قال انی لعملکم من القالین ای من المبغضین لفظ قال از قول است و قالین از قلی بمعنی بغض وچنانچه درین بیت خاقانی بیت خضر الهامی که چون سکندر ٭ لشکر کشد و جهان گشاید ٭ و درین بیت عنصری بیت گر تر سی ز تافت دوزخ ٭ از ره طاعت خدای متاب ٭ و نوعی از تجنیس است که باشاره حاصل آید و از لفظ ظاهر نشود کقوله

شعر حلقت لحیة موسی باسمه ٭ و بهارون لو اما قلبا ٭ یعنی تراشیده شد ریش موسی نام شخصی بلسم او و بهارون مقلوب نموده باشد قرا اسم موسی استره مراد است و این تجنیس تام مرا هارون و نوره تجنیس قلب فافهم رد العجز علی الصدر تعریف این صنعت موقوف بر دانستن بعضی از مصطلحات عروض است اکنون باید دانست که در اصطلاح عروضیان جزو اول را از مصرع اول بیت صدر گویند جزو آخرش را عروض نامند و جزو اول از مصرع ثانی ابتدا و جزو آخرش را ضرب و عجز خوانند و اجزای سوا هر دو مصرع را حشو گویند پس گویم که این صنعت چهار قسم می آید و هر قسمی منقسم به سه نوع میگردد اما قسم اول آنست که در صدر بیت لفظی که مذکور شود در عجز نیز اعاده آن نمایند و این اعاده بسه نوع متصور است یکی آنکه همان لفظ در صدر مذکور شده در عجز نیز بعینه مذکور گردد دوم آنکه در عجز بطریق تجنیس ذکر نمایند سوم آنکه بطریق اشتقاق یا شبه اشتقاق در عجز مذکور سازند مثال نوع اول از قسم اول کقوله شعر سریع الی ابن العم یلطم وجهه ٭ و لیس الی داعی الندی بسریع یعنی زود طپانچه زدن بر روی پسر عم خود شتاب دارد و بسوی سائل که خواهنده عطا است شتاب ندارد و چنانچه درین بیت مسعود سعد بیت شیدا شده ام چه ای نهی زنجیر زلف بر من شیدا ٭ مثال نوع دوم از قسم اول کقوله شعر دعانی من ملامکما سفاها ٭ فداعی الشوق قبلکما دعانی ٭ دعانی اول صیغه تثنیه امر حاضر است بمعنی ترک کنید و دعانی دوم مشتق از دعوت است و معنی بیت این است که بگذارید مرا ای دو ملامت گر از ملامت کردن ما که از روی سفاهت است و داعی شوق مرا پیش از شما دعوت کرده است چنانچه درین بیت امیر خسرو بیت جان سپر ساخته ام ناوک مژگان ترا ٭

91

تا ہمہ خلق بدانند کہ من جان تو ام ٭ جان سپردم بمعنی بسپارند جانست و درین بیت

عنصری بیت یگانہ زمانہ شدستی ولیکن ٭ نشد هیچکس را زمانہ یگانہ یگانہ اول بمعنی وحید

و دوم بمعنی دوست است مثال نوع سوم از قسم اول چنانچہ درین بیت تجری شعر ضرایب ایدیهما

فی السماع ٭ فلها نری لک فیها ضریبا ٭ ضرایب بمعنی طبائع و خصائل است و ضرایب

بمعنی مثل و مانند یعنی خصائل چند اختراع کردہ در مروت من در ان خصائل مثل ترا نمی بینیم و لفظ

ضرائب و ضریب در صدر و عجز واقع شدہ شبہ اشتقاق است و بیانش در مبحث تجنیس

گذشت و درین بیت فغانی بیت بکوشش گذشت قدر ہر یکی در پیش یار ٭ تو درین من مسکین

زبون تر میشوم ہر چند میکوشم ٭ لفظ میکوشم مشتق از کوشش است اما قسم دوم از رد العجز

علی الصدر آنست کہ لفظی کہ در حشو مصرع اول واقع است در عجز نیز مذکور سازند بہمان نوع کہ

گفتہ شد یعنی تکرار یا تجنیس یا شبہ اشتقاق مثال نوع اول از قسم دوم کقولہ شعر قول الصاحبی

والعیس تهوی ٭ بنا بین المنیفة والضمار ٭ تمتع من شمیم عرار نجد ٭ فما بعد العشیة من عرار

یعنی میگویم بہ رفیق خود در حالیکہ قافلہ یا فرود می آید در ما بین منیفہ و ضمار کہ موضع است از نجد فائدہ

بردار از بوی عرار نجد کہ بعد از شام عرار نخواہد بود یعنی از ینجا رحیل خواہیم نمود و عرار بالکسر گلی است

زرد رنگ و خوشبو کہ در حوالی نجد بہم میرسد مقصود تکرار لفظ عرار است و از ین قبیل است لفظ

مسلم درین بیت خاقانی بیت ما را کہ کند مسلم آنجا کہ ٭ خورشید ہمی شود مسلم ٭ و لفظ

افسانہ درین بیت امیر خسرو بیت خسرو است و شب و افسانہ یار و بر یار ٭ تا قدری

گرید و پس سر افسانہ رود ٭ مثال نوع ثانی از قسم دوم کقولہ شعر فلا البلابل افصحت

بلغاتها ؛ فاُف البلابل باحتساء بلابل ؛ ببلابل اول جمع بلبل است و ثانی جمع بلبال
بمعنی حزن و اندوه و ثالث جمع بلبله بالضم بمعنی ابریق شراب و معنی بیت این است که چون بلبلان
فصاحت نمایند بلغات خود نفی غمها کنید به نجیدن شراب از صراحی چنانچه درین بیت ملو لقمه
یوسف است بازار کنون حلوه فروشی ؛ زاهد ز گوشهٔ خلوت دل خود را بازار ؛ مثال نوع ثالث
از قسم دوم چنانچه درین بیت امرء القیس شعر اذا المرء لم یخزن علیه لسانه ؛ فلیس علی شیء
سواه بخزان ؛ یعنی هرگاه مرد خازن و ضابط زبان خود نباشد بر چیزهای دیگر هم خازن
و ضابط نخواهد بود و لفظ یخزن و خزان از مشتقات است و درین بیت قصیده زبا
بسته را دستی است بر کار ؛ دهان تنگ نگران را به بند دو ؛ لفظ بسته و بند از یک ماده مشتق است
اما قسم سوم از رد العجز علی الصدر آنست که لفظی که در حشو واقع شود در عجز نیز ذکر کنند
بهمان سه نوع یعنی بتکرار یا بتجنیس یا باشتقاق مثال تکرار چنانچه درین بیت ابو تمام شعر
و من کان بالبیض الکواعب مغرما ؛ فما زلت بالبیض القواضب مغرما ؛ یعنی کسی باشد که بسفید
بازپستان مشتاق است من همیشه به سفید قطع کننده مشتاقم یعنی بشمشیر مشتاقم و در فارسی این نوع
خاصه مطلع اشعار معروف است و مثال تجنیس این بیت حریری صاحب مقامات شعر مشغوف
بآیات المثانی ؛ و مفتون برنات المثانی ؛ مثانی اول سوره فاتحه و مثانی ثانی
بمعنی تارهای مزامیر است جمع مثنی و رنات نغمات است و این بیت عبد الواسع جبلی
بیت در عاشقی و دلبری ای دلبر شیرین ؛ من رنجه چو فرهادم و تو طرفه چو شیرین
؛ و مثال اشتقاق این بیت مختاری بیت مهلک فتنه و منوم ظلم ؛ دولت

حی لاایام تو باد ❊ لفظ منوم و دینا ❊ از مشتقات هست اما قسم چهارم از رد العجز علی الصدر آنست

که لفظی که در ابتدا یعنی جزو اول مصرع ثانی واقع شود در عجز نیز بیارند همان سه نوع

که در اقسام صدر گذشت چنانچه درین بیت مسعود سعد **بیت** فلک بجوی تو منفعل تر از

فرد کرد از صفای بیانش فرد ❊ و درین بیت ازرقی **بیت** من غم زده جان خورم نشاید

با هم زبان ❊ آری همه خلق لقد هم هند ❊ شعرای عجم گاهی این صنعت را در مصرع

بیت بکار میبرند و اول و آخر هر مصرع را صدر و عجز اعتبار مینمایند چنانچه درین بیت ازرقی

بیت ای از هوات نیم اگر میریخ ولی بوسر از وفات نیم چه بر مهر ❊ و درین بیت خاقانی

بیت علم السد از بد و ولایت علی السد ❊ تیر از غداد و ران تیر الزوم ما لا یلزم در

اصل این صنعت تعلق بقافیه دارد و آن چنان است که قبل از حرف روی یا آنچه که در حکم

روی است از فواصل التزام حرفی معین نمایند و این در قافیه که مقید بحرف قید باشد همیشه

باشد بکار میبرند کقوله سبحانه فاما الیتیم فلا تقهر و اما السائل فلا تنهر درینجا التزام حرف ها

قبل از را که بمنزله حرف روی است نموده الا قهر را با سحر داشتن آن از قافیه بیرون کرده

چنانچه درین قسم از بیت شد یعنی آن که چون الف سبب با ❊ مستحق قافیه شعر الایس اما ما

شاعر در تمام این غزل التزام قبل الف ولی التزام نموده الا است را با بیاد و بسها مثال آن از قافیه

بیرون کرده تشریح این تقسیم در علم قافیه مذکور شود انشاء الله تعالی و ازین قبیل است که حرفی را از حروف تهجی

در کلام لازم گرفتن چنانچه درین رباعی حذف الف لازم گرفته شد لمؤلفه **رباعی**

خورشید سپهر سروری ختم رسل ❊ در مسلک عقل زهر جز و کل ❊

۹۳

[illegible]

در چشم خرد چیست رخش گلشن قدس ٭ جبریل بود در چمنش یک بلبل ٭ و ازین باب

است ذکر چیزی از در هر بیت یا هر مصرع لازم گرفتن چنانچه کمال اسمعیل قصیده

گفته که در هر مصرع آن لفظ مو را التزام نموده و این دو بیت از انجاست نظم ای که از سر

موئی تو دل اندر واست ٭ یک سر موی ترا هر دو جهان نیم بهاست ٭ دهنت یک

سر موی است بهنگام سخن ٭ اثر موی شکافی تو در وی پیدا است و کاتبی نیشاپوری

قصیده دارد که در هر مصرع آن لفظ شتر و حجره را لازم گرفته و این مطلع از ان قصیده است

بیت مرا غم است شتر بار و حجره تن ٭ شتر دلی بکنم غم کجا و حجره من و امیر خسرو را قصیده ایست

که در هر بیتش ذکر سپش و قبیل و ماس و فلک را لازم گرفته این بیت از انجاست بیت بلین شاه

و اقبال بلندت و شبیبت کز سپش گرد و پلنگ فلک نمکس رنگ شکار و مجیر سلقانی در هر رباعی

لفظ سایه را در هر مصرع لازم گرفته رباعی چون سایه نشسته هستم با تو ٭ در سایه خویشتن نشستم با تو ٭

تا سایه عسلی گزیدی سر من ٭ چون سایه بخاک نشستم با تو ٭ و حکیم خاقانی درین بیت لازم گرفته که در

مصرع ثانی هر بیت چهار چیز را مذکور سازد نظم آمده بهر خدمت باس ادریس و مسیح و خضر و الیاس ٭

بسته کمران چو عاتقه قد خم ٭ نخشیر و سام و زال و رستم ٭ مرسوم خورش تراز ربانت ٭ چون نامه و سیف و

انعام مستغنی جمعه وقت ٭ جبیل حیحون و فرات و دجله و نیل ٭ با سنگ سکاهر حسان جودی و

حر دف فاف و شهلان ٭ روز می طالب آمده و حاوم ٭ دیو و ملک و پری و آدم ٭ در صورت جسمی آمده پاک ٭

ارواح و عقول و نفس و ادراک ٭ خشم و رضاش گشته مشهور ٭ حلد و سقر و زبانی و حور استاده لصلح

و جنگ ٭ با هم ٭ آب و گل و نار و باد عالم ٭ و قبیل لزوم است منقوط و غیر منقوط و در قطعا

[illegible]

95

…فلان بن فلان بن فلان … شروع کرے … مثلاً … فلانی تھا … زید فلانی کا … یہ صنعت … تعجب ظاہر کرین … کلام مین کسی چیز پر تعجب … اور اس کی کوئی غرض منظور ہو … شعر مین … عجب … فائدہ تعجب کا اس شعر مین … سنگ دلی مین … کلام مین … صنعت …

[illegible]

[illegible]

وخیفا منقوط آنست که جمیع الفاظ بیت یا فقره نثر مشتمل بر حروف معجمه باشد چنانچه درین بیت

بیت بخشش فیض ببیني ز ین قشن * جنبش غیض شغبني ز ین حشن * نوع غیر منقوط آن است

که تمام کلام مشتمل بر حروف مهمله باشد و راقم حروف قصیده مشتمل برین صنعت اردو این بیت

ازان المولف فقیر بیت کحل مردم گرد راه دلدار هوا را و * مهر و مه را مردمک آسوار و دو سر سا

و رقطا آنست که هر کلمه یک حرف منقوط و یکی غیر منقوط بترتیب آید چنانچه درین بیت بیت لیف سیم

تو جبان من نبیند فی ای زند یم چو تو جان در یی * و خیفا آنست که در کلام یک کلمه تمام

منقوط و یک کلمه تمام غیر منقوط به ترتیب آرند چنانچه درین بیت بیت علم بخشش ببین ال ثنا

و رخ جنبش و ببین گل را * و ملحق باین صنعت است * مقطع و مواصل مقطع آنست که حروف

کلمات بیت در کتابت با هم نه پیوندد و موصل آنکه هیچ حرفی در کتابت جداگانه نوشته نشود و درین

غزل بیت اول مقطع بیت دوم موصل به دو حرف و بیت سوم به سه حرف و بیت چهارم به چهار حرف

و بیت پنجم به پنج حرف مولوی جامی غزل رخ زرد دارم ز دوری آن بت زده داغ درم

بر دل ز اشک زر * چو من کاست گویی شب فرقت تو * مرا که باشد بدینگونه الاغر * خطت خضر

و جعد کجت مشک تبت * تنت سیم و لعل لبت تنگ شکر * بجنت منعم مقیم محبت * بهشت

مخلد نصیب محقر * به بیماسیحی بگفتن فصیحی * بطلعت صبیحی بگیسو معنبر * سجع قال السکاکی

هو فی النثر کالقافیة فی الشعر * اما اقسام سجع در نظم و نثر می آید و سجع بر سه قسم است

مطرف و متوازی و موازنه اما سجع آنست که کلمه آخر از دو فقره نثر در وزن

مختلف بود و در روی متفق باشد کقوله عز و جل ما لکم لا ترجون

[illegible]

لا ترجون لله وقارا وقد خلقکم اطوارا و در نظم فارسی چنانچه درین دو بیت سنائی نظم فریدون
چو بر گشادی جنگ ردی ماموری شدی چو پشت پلنگ پیش تیغش بنگاه جنگ و نبرد همچو مردم
گیا نمودی گرد :: اما سجع متوازی آنست که کلمه آخر از دو فقره نثر هم در وزن هم در ردی متفق باشد
کقوله سبحانه فیها سرر مرفوعة واکواب موضوعة و در نظم چنانچه درین بیت سنائی بیت خیبر از تیغ او
خراب شده :: میغ آتش همه سراب شده :: و اگر جمیع الفاظ در دو فقره نثر یا در مصرع نظم بر سبیل التقابل متحد
الوزن و التوافی بیارند آنرا ترصیع گویند کقوله فهو یطبع الاسجاع بجواهر لفظه و یقرع الاسماع بزواجر وعظه
و در نظم چنانچه درین بیت ابوالفرج بیت برزم و بزم قضا کوشش و قدر بخشش :: بعزم خرم مه جا بر
زمین آرام :: و در لفظ آخر دو مصرع رعایت سجع فوت شده بجهت آنکه بیت مطلع نیست
اما سجع موازنه آنست که کلمه آخر از دو فقره نثر در وزن متحد و در ردی مختلف باشد کقوله تعالی و نمارق
مصفوفة و زرابی مبثوثة و این در نظم نمی آید چه کلمه آخر در نظم واجب است که قافیه داشته باشد
و نوع از سجع موازنه آنست که جمیع الفاظ دو فقره نثر یا دو مصرع نظم بر سبیل التقابل
در وزن متحد و در ردی مختلف بیارند و این بمنزله ترصیع است در سجع متوازی کقوله
تعالی و آتیناهما الکتاب المستبین و هدیناهما الصراط المستقیم و در نظم چنانچه این بیت
خاقانی بیت رشک نظم من خورد حسان ثابت را جگر :: دست نثر من زند
سحبان وائل را قفا :: و این دو بیت مختاری نظم بختی بهر طریق کمالی بهر قیاس
چرخی بهر سبیل و جهانی بهر حساب :: کوه از سیاست تو بر افتد بزلزله :: چرخ از ریاست تو
در آید باضطراب :: و صاحب تلخیص این را مماثله نام کرده و سکاکی در مفتاح العلوم

همین نوع را نیز داخل ترصیع شمرده اما حق آنست که در ترصیع تحاد وزن و قافیه مشروط است و اینجا
اتحاد قافیه مقصود پوشیده نماند که مراد از وزن درین مقام وزن عروضیان است که توافق حرکات و سکنات
در آن لازم نیست مثل مکیم وزن فاعلن و وزن صرفیان که توافق حرکات آن حسب اصل و زوائد است مثل نصر
یزیدن فعال و مثال مسجع درین بیت نیز هست عبد الواسع جبلی آرایش آفاق شد رخسار
بزم آرای او ÷ آسایش عشاق شد دیدار روح افزای او ÷ وله بی صحبت او دولت جمشید نخواهم
بی صورت او طلعت خورشید نبینم ÷ و شعرای عجم مسجع نظمی را گویند که در بیت قصیده
یا غزل باشد چنانچه درین ابیات خاقانی نظم عید است و پیش از صبح که مژده بخمار آمده ÷ بر چهره رخ
روشن از جام جم یک سیمه طرار آمده ÷ عید همایون فر نگر سیمرغ زرین پر نگر ÷ ابروی آن لاغر ببالای
کهسار آمده ÷ و این قصیده تمام همین سیاق است فقیر نظم این مه نگر ز تاب می خورشید
دیدار آمده ÷ بر برگ گل انگنده خوی از سیر گلزار آمده ÷ شوریدگان را سر بکف و دیده نم در سینه
از بهر او وابسته صف یوسف ببازار آمده ÷ غنج و دلال دلبری ناز و ادا و کافری
آن پری را اعوان و انصار آمده ÷ و این قصیده نیز تمامش مسجع است

ذو القافیتین شعری را گویند که دو قافیه داشته باشد
چنانچه درین بیت سنائی بیت عقل در فرمان کشیدنی باشد عشق را
خشیه نی باشد وله فی المنقبة بیت نور علمش گشته کوشره تا بیغش گشته
و گاهی سه قافیه آرند چنانچه درین بیت وله فیض او در سکینه روح ÷ فضل او در
سفینه نوح ÷ و گاهی ردیف را میان دو قافیه آرند و این را ذو قافیتین

۹۸

نامند چنانچه درین رباعی معزی رباعی ای شاه زمین بر آسمان داری تخت ¤ سست است

عدو تا تو کمان داری سخت ¤ حمله سبک آری و گران داری لخت ¤ پیری تو بدانش و جوان داری

بخت ¤ و شعرای عرب ذو قافیتین شعرای را گویند که بر بیتهای آن دو قافیه باشند یعنی دو وزن

بیت تمام باشد این نوع در فارسی پدید نشده تلون عبارت از نظمی است که بدو وجه

یا بیشتر خوانده شود و مثنوی سحر حلال مولانا اهلی شیرازی مشتمل برین صنعت است و تجنیس

ذو قافیتین آورده و در قافیه دوم رعایت تجنیس کرده و این ابیات از آنجا است مثنوی

ای شده در خانه جان منزلت ¤ خانه جان یافته زان منزلت ¤ ای شده مهر رخ تو زین

چرخ ¤ چرخ از آن آمده در عین چرخ ¤ شاد دل و جان به دروی حسن خلق

خوش و خوبی حسن ¤ دیده حق اندر دم قربان حسین یافته از عالم قربان حسین ¤ بحر اول

این ابیات سریع مطوی موقوف است بوزن مفتعلن مفتعلن فاعلان و بحر دوم رمل

مسدس مقصور بوزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان و این بیت سلمان ساوجی در سه بحر

خوانده میشود و مشتمل بر حذف است بیت لب تو جان مسیح و خط تو مرکز دایره شد تو حامل

کوکب تو با هاله ¤ بحر اول رمل مثمن مخبون بحر دوم منسرح مثمن سالم بحر سوم مجتث مثمن مخبون

فتامل تلمیح این صنعت چنانست که کلام مشعر باشد بر واقعه از وقائع مشهوره یا اشاره

نماید به چیزی که در کتب متداوله مذکور باشد نزد ارباب صنعتی از صناعات مشهور باشد

چنانچه درین بیت خاقانی بیت هر که نظاره تو شد دست بریده میشود

یوسف عهد می و جهان نیم بهائی دی تو ¤ و درین بیت اشارتی نموده بقصه دست

مقلوب ... اور اگر حروف کلمہ کی علی الترتیب ... قلب بعض ... اقسام مذکورہ ... مثلاً عبارت ... تو وہی یہی عبارت حاصل ہو ...

بیبین زنان مصر از مشاهدهٔ جمال یوسف علیه السلام و آله آن رسدم که توشته ومدت طلب کنم تا
زال بر رم کر نام بعنقا بر آورم ٭ اینجا اشعاری نموده بقصهٔ بردن سیمرغ زال را ٭ وله حرز
از سموم آه کی بزاده و با برجان شستگر ٭ دفع وبا را جام شد یاقوت کردار آمده ٭ درین بیت اشعار بحکم
بمسئلهٔ طبی نموده و آن این است که یاقوت بالخاصیة دافع وبا است **سیاق الاعداد**
و این صنعت چنان است که چند چیز را بر یک سیاق در کلام ذکر کنند چنانچه درین بیت ابو الطیب
شعر الخیل واللیل والبیداء تعرفنی ٭ والحرب والضرب والقرطاس والقلم ٭ و درین بیت انوری
بیت غم و شادی بکار و بیم و امید ٭ شب و روز آفرین و ماه و خورشید ٭ و نزد مولفش این بیت
ها مشتمل بر صنعت جمع است فافهم اما نزد شعرای عجم سیاق الاعداد عبارت از آن است
که اعداد را به ترتیب یا بغیر ترتیب در کلام مذکور سازند چنانچه درین بیت خاقانی **بیت**
یک دو شد از سه حرف تو چار اصل و پنج شعبه ٭ شش روز و هفت اختر و نه قصر و هشت منظر
٭ مراد از سه حرف لفظ جاه است که در بیت ما قبلش ذکر کرده و یک دو شدن بمعنی مضاعف
شدن است ٭ وله دل هر دو جهان سه بار ٭ بیمود به یک اهل در میان نه ٭ **تنسیق**
الصفات و این صنعت چنانست که موصوفی را با صفات متوالیه ذکر کنند کقوله سبحانه
هو الله الذی لا اله الا هو الملک القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر ٭ و چنانچه
درین بیت امیر معزی که در تعریف اسپ گفته بیت ای ز دندان تیز تک آهیخته گردن خرد
گوش ٭ سخت سم محکم قوائم پهن پشت آکنده بال ٭ **توشیح** و این صنعت چنانست که چون
حروف اوائل ابیات قصیده یا قطعه یا غیر آن فراهم آرند بیتی یا مصرع یا فقره حاصل

اگر دو لفظ کلمے میں مشکل ہوں ... تجنیس خطی ... اور دو چیزیں اور یہ ہیں کہ وہ بھی تجنیس سے ... ایک یہ کہ دو لفظ ... دونوں ایک ... مشتق ہوں اور دونوں باعتبار معنی کے بھی متفق ہوں جیسے ... ۱۰۰

[illegible]

آید از حروف فاء وسط واو: خرابیات شیرعبازی (تا) ابیاتی چند برمی آید مثل قصیدهٔ مشهور سلمان ساوجی در اهلی شیرازی که از عهدهٔ بیت بیتی مشتمل بر صنعتی از صنایع شعر حاصل میشود و ملحق باین صنعت است مشجر و مدور و مربع و مثال آن و این از قبیل بازیچهٔ طفلان است و باید دانست که شاعر را واجب است که چون متوجه بصنایع لفظی شود رعایت معنی را مقدم بدارد والا شعر او مشتمل بر صنعت لفظی باشد و درجهٔ معنی او منحط شود مثل سنگی یا خوکی است که عقد جواهر در گردن او بسته باشند اللهم ارزقنا الخوض في المعاني مرضيا عن الجهل واهدنا الصراط المستقيم بمحمد وآله الطيبين الطاهرين المعصومين

الحديقة الثالثة في علم العروض

باید دانست که شعر عبارت است از کلام موزون مقفی که بقصد متکلم صدور یابد و بعضی قافیه را داخل تعریف شعر نشمرده و گفته اند که رعایت قافیه در شعر برای تحقق نفس شعر نیست بل از برای امر عارضی است مثل مطلع بودن شعر یا قطعه یا قصیده بودن آن و سکاکی در مفتاح این قول را ترجیح داده و بعضی برآنند که قصد متکلم نیز در شعر لازم نیست و این قول مردود است زیرا که هیچ متکلمی در عالم نیست که گاهی کلام موزون از وی سرزند و شعر از وی صادر نیامد لیکن اگر قصد متکلم معتبر نباشد لازم آید که هر متکلمی را شاعر خوانند و این صحیح نیست و مدون این فن خلیل بن احمد است که اوزان اشعار عرب را تتبع نموده مقرر ساخته و پانزده بحر ساخته و ادعای حصر در این اوزان نمود و دور از کار است چنانچه سکاکی در مفتاح میگوید والزيادة عليها تنادي بارفع صوت فقل للطبع المستقيم ان نزيد عليها ما تشاء ولا حاكم في هذا الصناعة الا استقامة الطبع و ما تقدمات و مطالب این فن را در پنج خیابان ذکر کنیم خیابان اول در بیان اوزان بحور و شرح اصول و ضوابط و

و دوازده آن بعد آنکه از این اشعار عرب در سی استقرا به ضبط خلیل ابن احمد پیدا و دو بحر
زائد میشود و این بحور را در لفظ چند تفعیل منضبط ساختند و این الفاظ را اصول افاعیل گویند
و ارکان نیز نامند و آن هشت است دو از آن خماسی و شش سباعی اما خماسی فعولن فاعلن و سباعی مفاعیلن
فاعلاتن مستفعلن مفاعلتن متفاعلن مفعولات و هم از آنها تفریع یافته مس تفع لن فاع لاتن
و این افاعیل از سه چیز ترکیب یافته سبب و وتد و فاصله و هر یکی ازین دو گونه است اما سبب
دو حرفی است پس اگر دویمش ساکن است آن سبب را خفیف گویند و اگر هر دو متحرک اند سبب ثقیل نامند اما وتد
کلمهٔ سه حرفی است اگر وسطش ساکن باشد آنرا وتد مفروق و اگر آخرش ساکن باشد وتد مجموع
نامند و فاصله اگر سه حرف متحرک متوالی و چهارمش ساکن است آنرا فاصلهٔ صغری گویند و اگر چهار متحرک
متوالی و پنجمش ساکن باشد فاصلهٔ کبری خوانند پس فعولن از وتد مجموع مقدم و سبب خفیف ترکیب
یافته و فاعلن عکس آن و مفاعیلن مرکب از وتد مجموع مقدم و دو سبب خفیف و مستفعلن عکس او ست
و فاعلاتن مرکب است از وتد مجموع میان دو سبب خفیف و مفاعلتن مرکب است از وتد مجموع مقدم
بر فاصلهٔ صغری و متفاعلن عکس او ست و مفعولات مرکب است از دو سبب خفیف مقدم
بر وتد مفروق و فاع لاتن عکس او ست و مس تفع لن مرکب است از وتد مفروق میان
دو سبب خفیف و بعضی گفته اند که فاصله وجود ندارد و آنچه را فاصلهٔ صغری می نامند
اجتماع سبب ثقیل و خفیف است و آنچه را فاصلهٔ کبری می نامند اجتماع سبب ثقیل
و وتد مجموع است لکن از [illegible] نمیکنند همین ازین بحث معافات
بر متفطن خبیر معلوم خواهد شد اما اسامی بحور ازین قطعه ظاهر میشود که موافق قطعهٔ بحوری

[illegible]

گرشته خوانند بران جمله شد و شانزده بحر مشهور ازان طویل و مدید و بسیط است و کامل و وافر و
رمل و هزج است و رجز بعد ازان منسرح با مضارع و سریع و خفیف و مجتث و قریب و
لیکن مقتضب و بعد بحر متقارب آخرین و لفظ ظاهر شود صورت آن و دیگر آنکه مشتق بود و دایره
ز عکس متقارب آید آسمان و بدانکه خلیل ابن احمد بنای عروض را بر پانزده بحر گذاشته و ابو
الحسن اخفش بحر شانزدهم که مسمی به متدارک است پیدا کرده و از بحور بعضی از یک رکن حاصل شده
و بعضی از دو رکن آنچه از یک رکن حاصل میشود هزج و رجز و رمل و کامل و وافر و متقارب و متدارک
است و آنچه از دو رکن صورت می گیرد طویل و مدید و بسیط و سریع و خفیف و مجتث
و منسرح و مضارع و مقتضب است بدانکه بحر طویل به چهار فعولن مفاعیلن تمام میشود و
و بحر مدید به چهار فاعلاتن فاعلن تمام میگردد و بحر بسیط به چهار مستفعلن فاعلن اتمام می پذیرد
و بحر سریع به مستفعلن مستفعلن مفعولات تمام میشود و بحر خفیف به فاعلاتن مستفعلن
فاعلاتن تمام میگردد و بحر منسرح به چهار مستفعلن مفعولات تمام میشود و بحر مجتث به چهار مستفعلن
فاعلاتن تمام میگردد و بحر مضارع به چهار مفاعیلن فاعلاتن تمام میشود و
و بحر مقتضب به چهار مفعولات مستفعلن اتمام می پذیرد و این عکس منسرح است و ترکیب
این بحر مرکب از دو رکن است و بحر وافر به هشت مفاعلتن تمام میگردد و بحر کامل
به هشت متفاعلن اتمام می پذیرد و بحر هزج به هشت مفاعیلن تمام میشود و بحر
رجز به هشت مستفعلن اتمام میگردد و بحر رمل به هشت فاعلاتن تمام می پذیرد
و بحر متقارب به هشت فعولن تمام میشود و بعد از خلیل ابو الحسن اخفش بحر متدارک

۱۰۳

[illegible]

را پیدا کرده و بیت درین بحر نیز بهشت فاعلن تمام میگردد و هر یکی ازین هشت بحر مرکب یک کم
است پوشیده نماند که هر رکن از ارکان بحور را جزوی از بیت گویند و اتم اجزای بحور هشت جزو است
و چنین بیت را مثمن گویند و آنچه شش جزو دارد و مسدس نامند و هرچه چهار جزو دارد مربع گویند و
اشعار تازی مثلث و مثنی در موحد نیز آمده اما شعرای عجم غیر مثمن و مسدس در استعمال نیاورده
و بیت مثمن و مسدس مربع دو حصه میشود و هر حصه را مصرع گویند و جزو اول از مصرع اول را صدر
خوانند و جزو آخرش را عروض نامند و جزو اول از مصرع ثانی را ابتدا و جزو آخرش را ضرب و عجز نامند
و اجزای وسط هر دو مصرع را حشو گویند و حشو در مثمن و مسدس میباشد و مربع حشو ندارد و مثلث را
بعضی بمنزله مصراع اول میشمارند و جزو اولش را صدر و جزو آخرش را عروض و وسطش را
حشو نامند و بعضی بمنزله مصراع دوم میگیرند و اولش را ابتدا و آخرش را عجز گویند و همچنین مثنی را
دو اعتبار کرده اند و مثنی حشو ندارد و از جمله بحور سریع و خفیف مسدس الاصل است یعنی مثمن
نمی آید و مسدسی که اصلش مثمن باشد آنرا مجزو خوانند باعتبار کم کردن جزوی از آن و هر بحری
که در ارکانش تغیری راه نیابد آنرا سالم گویند و آنچه متغیر گردد آنرا مزاحف چنانچه بجای خود
مذکور شود و باید دانست که بعضی از بحور منفک از بعضی دیگر میشود بسبب آنکه ارکان
عشره مذکوره بتقدیم و تاخیر اسباب و اوتاد فواصل بعضی از بعضی دیگر حاصل
میشود و مثلا رکن مفاعیلن را که مرکب از وتد مجموع مقدم بر دو سبب خفیف است
چون هر دو سبب را بر وتد مقدم سازی مستفعلن میشود و اگر وتد را
میان دو سبب در آری فاعلاتن میگردد و همچنین متفاعلن را

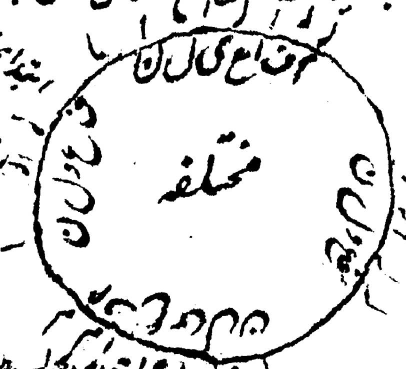
که مرکب است از فاصلهٔ صغری مقدم بر وتد مجموع چون عکس کنی مفاعلتن ترکیب یابد
و فعولن را که وتد مجموع مقدم بر سبب خفیف است چون عکس نمائی فاعلن میشود پس بحر طویل را
که مرکب از فعولن مفاعیلن است چون از سبب خفیف فعولن آغاز نمائی و وتد مجموعش را به آخر اندازی
لن مفاعی لن فعو بر وزن فاعلاتن فاعلن می آید و این بحر مدید است و اگر از سبب خفیف اول مفاعیلن
شروع کنی و ما قبلش را به آخر اندازی عیلن فعولن مفا بر وزن مستفعلن فاعلن میشود و این بحر
بسیط است و همچنین بحر سریع و خفیف و منسرح و مجتث و مضارع و مقتضب از یکدیگر حاصل میشود
بشرط آنکه چهار بحر اخیر را هم مسدس اعتبار نمائی نه مثمن زیرا که سریع و خفیف نیامده مگر مسدس
چنانچه در صدر مذکور شد پس اگر مستفعلن مستفعلن مفعولات که اصل بحر سریع است از تفعلن دوم
آغاز کنی و مستفعلن اول را به آخر در آری مستفعلن مفعولات مستفعلن میشود و این بحر
منسرح مسدس است و اگر از سبب خفیف دوم مستفعلن ثانی شروع کنی و ما قبل را به آخر اندازی
تفعلن مفعولات مس تفعلن مس بر وزن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن
میشود و این بحر خفیف است و اگر از وتد مجموع مستفعلن ثانی بهمان
طریق ابتدا کنی علن مفعولات مستفعلن بر وزن مفاعیلن فاعلاتن
مفاعیلن میگردد و این بحر مضارع مسدس است و ازینجا ظاهر میشود
که مس تفع لن در بحر خفیف و فاع لاتن در بحر مضارع غیر مستفعلن و فاعلاتن
متصل است زیرا که تفع و فاع در انفکاک این دو بحر مقابل وتد مفروق مفعولات
می آید پس وتد مفروق باشد لا غیر و ترکیب اینها را ترکیب مستفعلن و فاعلاتن متصل است

۱۰۵

یعنی جو جو الفاظ واقع ہوئے ہیں دوسری فقرہ یا مصرع کے ساری الفاظ یا بیشتر کے ساتھ ہم وزن اور ہم حرف آخر میں متفق ہوں مثلاً کمال بحجت کا اور سکوہال ہوں [illegible] موسوت کا اور سکوقال سے [illegible] بوستان عجیب [illegible] میں [illegible] یا مصرع اول کے ساری لفظ یا اکثر لفظوں کو ساتھ موافق ہوں بلکہ مختلف ہوں اور اختلاف خواہ باعتبار [illegible]

واگر بحر سریع را از مفعولات آغاز نمایی مستفعلن مستفعلن مفتعلن مشود و این بحر مقتضب مسدس است و اگر از سبب دوم مفعولات شروع کنی عولات مس تفعلن مس تفعلن مف بر وزن مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن می آید و این بحر مجتث مسدس است و در اینجا [illegible] [illegible] خلیل ابن احمد [illegible]

[illegible] والخفیف [illegible] است بدانکه بحر طویل و مدید و بسیط از یک دایره است [illegible] مثلاً [illegible] فعولن مفاعیلن [illegible] بحر طویل مشود و اگر [illegible] فاعلاتن فاعلن مشود و آن بحر مدید است و اگر از عیلن شروع کنی [illegible] مستفعلن فاعلن می شود و آن بحر بسیط است و این دایره را مختلفه گویند و وجه تسمیه اختلاف ارکان است [illegible]



دیگر کامل و وافر از یک دایره است چه اگر متفاعلن را [illegible] و دایره

106

[illegible]

مثلاً چهار بار بنویسی و از مستفا آغاز نمائی بحر کامل است اگر از علن شروع کنی و بگوئی
علن متفا بر وزن مفاعلتن می شود و این بحر وافر است و دائره این دو بحر را موتلفه
نامند و وجه تسمیه اتفاق و ائتلاف ارکان است که سه‌ رکنی و سباعی است



و بحر هزج و رجز و رمل یک دائره است زیرا که اگر مفاعیلن را مثلاً چهار بار بنویسی
دائره بنویسی و از مفا آغاز نمائی بحر هزج میشود و اگر از عیلن شروع کنی و بگوئی
عیلن مفا بر وزن مستفعلن میشود و آن بحر رجز است و اگر از لن شروع کنی
و بگوئی لن مفاعی بر وزن فاعلاتن میشود و آن بحر رمل است دائره
این سه بحر مسمی بمجتلبه است و وجه تسمیه جلب ارکان از دائره اول است



پر تجنیس ہیں لیکن پہلی تین قسمیں نثر اور نظم میں مشترک ہیں اور تین قسمیں آخر کی مختص نظم کے ساتھ مصنف موازنہ وہ ہے کہ دو نون فقرہ یا دو نون مصرع کے الفاظ آخر کے باعتبار وزن کے موافق اور باعتبار حروف آخر کے مختلف ہوں مثال دل معاوی عاقل ہے اور جان دگر سے فارغ ہے چشم سا غر ہے اشک خون ہے شراب ہے جان آتش ہے سوز اور شرارہ ہے اگر فقرہ اول یا مصرع اول کے سارے الفاظ یا اکثر دوسرے کے الفاظ کے ساتھ وزن

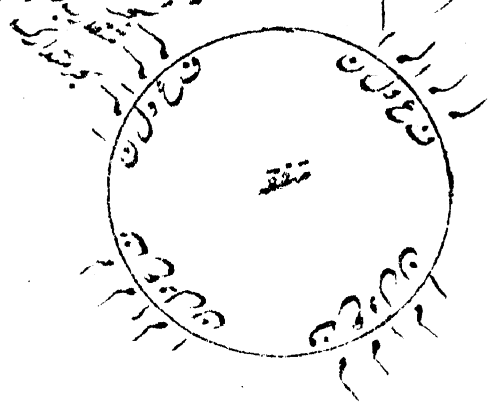
مثلاً چهار بار بنویسی و از مفا آغاز نمائی بحر کامل است و اگر از علتن شروع کنی و بگوئی
علتن متفا بر وزن مفاعلتن می شود و این بحر وافر است و دایره این دو بحر را مؤتلفه
نامند و وجه تسمیه اتفاق و ائتلاف ارکان است که هر دو سباعی است



دیگر بحر هزج و رجز و رمل که یک دایره است زیرا که اگر مفاعیلن را مثلاً چهار بار بسیط
دایره بنویسی و از مفا آغاز نمائی بحر هزج میشود و اگر از عیلن شروع کنی و بگوئی
عیلن مفا بر وزن مستفعلن میشود و آن بحر رجز است و اگر از لن شروع کنی
و بگوئی لن مفاعی بر وزن فاعلاتن میشود و آن بحر رمل است دایره
این هر سه بحر مسمی به مجتلبه است و وجه تسمیه جلب ارکان از دایره اول است



دائره بحر متدارک استخراج کرده باین طریق که چون چهار فعولن اشلا بر خط دایره بنویسی از فعو آغاز کنی بحر متقارب است و اگر از لن شروع نمائی و بگوئی لن فعو بر وزن فاعلن میشود و آن بحر متدارک ست و این دائره را متفقه نیز گویند و وجه تسمیه متفقه نظر بر عدم اختلاف ست از حیثیت ارکان



خیابان دوم در بیان تغیراتی که در ارکان بحور واقع میشود

و آنرا در اصطلاح این فن زحاف خوانند و زحاف در لغت دور افتادن تیر است از اصل حود و سهم زاحف گویند تیری را که از نشان دور افتد باید دانست که مدار تغیرات ارکان بر سه قسم ست اول آنکه متحرکی را ساکن گردانند دوم آنکه بعضی از حروف رکن را کم کنند سوم آنکه چیزی بر اصل حروف رکن بیفزایند و عدد مجموع تغیرات و زحافاتی که در ارکان عشره واقع میشود از روی استقرا بسی و پنج میرسد و بعضی از زحافات ست که در یک رکن مخصوص و قوع می یابد و بعضی در چند رکن ممکن شاد در ینجا بیان کنیم و هر زحافی بکدام بحر

۱۰۹

[illegible]

... لاتی ہین اور وہ سکون و قافیتین ... کہ اون دو قافیون کی بیچ مین آتی ہے جیسی اس شعر مین ... ہم کا لفظ ردیف ہے کہ درمیان دونون قافیون کی ... بحر مین پڑہا جاوے جیسی یہ شعر ... اول بحر سریع مفتعلن مفتعلن فاعلن ... اور دوسرا رمل فاعلاتن فاعلاتن فاعلات ...

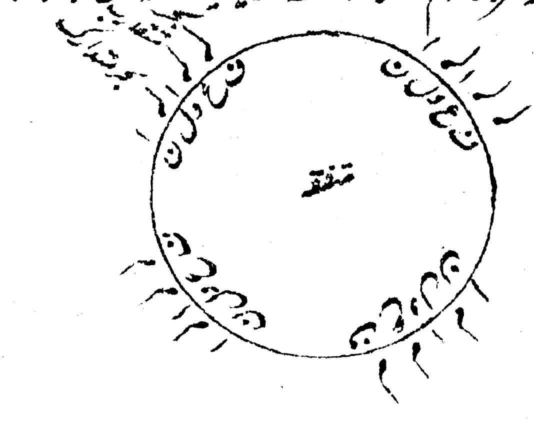
[illegible]

و بحر سریع و منسرح و خفیف و مضارع و مجتث و مقتضب از یک دایره است چه اصل بحر سریع مستفعلن مستفعلن
مفعولات آمده و اگر این را بر خط دایره بنویسی از مستفعلن دوم آغاز کنی و بگوئی مستفعلن مفعولات
مستفعلن بحر منسرح مسدس میشود و اگر از تفعلن شروع نمائی و بگوئی تفعلن مفعولات مستفعلن مس
بر وزن فاعلاتن مس تفعلن فاعلاتن میشود و آن بحر خفیف است و اگر علن شروع نمائی
و بگوئی علن مفعولات مستفعلن مستف بر وزن مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن میشود و این
بحر مضارع مسدس است و اگر از مفعولات آغاز نمائی و بگوئی مفعولات مستفعلن مستفعلن
بحر مقتضب مسدس میشود و اگر از عولات آغاز نمائی و بگوئی عولات مستفعلن مستفعلن مف
بر وزن مس تفع لن فاعلاتن فاعلاتن می آید و آن بحر مجتث مسدس است این قرار انشعاب شش بحر از
یک دایره حاصل آید اما شرط آنست که همه مسدس الاصل خیال نمایند و در شعر این انشعاب بحر را مشتبهه گویند
و وجه تسمیه اشتباه مس تفع لن فاعلاتن منفصل با فاعلاتن و مستفعلن متصل است ۞



اما بحر متقارب تنها یک دایره دارد و آنرا منفرده گویند و ابوالحسن اخفش از بین

دائره بحر متدارک استخراج کرده باین طریق که چون چهار فعولن اسلاً بر خط
دایره بنویسی از فعو آغاز کنی بحر متقارب است و اگر از لن شروع نمائی و بگوئی
لن فعو بر وزن فاعلن میشود و آن بحر متدارک است و این دائره را متفقه نیز گویند
و وجه تسمیه متفقه نظر بر عدم اختلاف است از حیثیت ارکان



خیابان دوم در بیان تغیراتی که در ارکان بحور واقع میشود

و آنرا در اصطلاح این فن زحاف خوانند و زحاف در لغت دور افتادن تیر است از اصل
خود و سهم زاحف گویند تیری را که از نشان دور افتد باید دانست که مدار تغیرات
ارکان بر سه قسم است اول آنکه متحرکی را ساکن گردانند دوم آنکه بعضی از حروف
رکن را کم کنند سوم آنکه چیزی بر اصل حروف رکن بیفزایند و عدد مجموع تغیرات که زحافات
که در ارکان عشره واقع میشود از روی استقرا بسی و پنج میرسد و بعضی از زحافات است و در یک
رکن مخصوص وقوع می‌یابد و بعضی در چند رکن می‌آید ما در اینجا بیان کنیم و هر زحافی بکدام رکن

تعلق دارد وبدانکه **اضمار** عبارت ست از ساکن کردن تای متفاعلن چون حرو ضیان کنند
که بسبب جاف غیر مانوس کرده نقل میکنند بلفظی دیگر بر همان وزن که مانوس باشد بنابران
متفاعلن مضمر را مستفعلن منقول سازند و اضمار مختص ببحر کامل ست **وعصب** عبارت ست
از ساکن نمودن لام مفاعلتن و نقل کردن آن بمفاعیلن و این اختصاص ببحر وافر دارد **وقف**
عبارت ست از اسکان تای مفعولات و منقول نمودن بمفعولان و این زحاف در سه بحر وقوع می یابد
سریع و منسرح و مقتضب اما **خبن** آنست که ساکن از سبب خفیفی که در اول رکن آید ساقط کنند مثلاً فاعلن فعلن
گشته بعینه در فاعلاتن متصل فعلاتن میماند و در مستفعلن متصل و منفصل متفعلن میماند و منقول بمفاعلن میگردد
و در مفعولات معولات اند و منقول بفعولات شود و در فاع لاتن منفصل خبن نمی آید بجهت آنکه خبن
حذف ساکن سببی ست اینجا وتد مفروق در اول رکن ست نه سبب خفیف پس خبن ببحر رجز و رمل و مدید
و بسیط و متدارک و سریع و خفیف و مجتث و منسرح و مقتضب واقع می شود اما **طی** آنست که ساکن
چهارم را از سبب خفیف که در اول رکن واقع شود ساقط نمایند پس مستفعلن مستعلن شود و منقول بمفتعلن
گردد و مفعولات مفعلات گردد و منقول بفاعلات شود و این زحاف در بحر بسیط و رجز و سریع و منسرح و مقتضب
می آید در بحر خفیف و مجتث نمی آید بجهت آنکه مس تفع لن درینجا منفصل ست ساکن چهارم از
وتد مفروق ست نه از سبب اما **کف** عبارت ست از اسقاط ساکن هفتم سببی پس مفاعیلن مفاعیل
و فاعلاتن متصل و منفصل فاعلات بضم آخر میماند بی نقل و این زحاف در بحر
طویل و مدید و هزج و رمل و خفیف و مجتث و مضارع واقع میشود اما **قبض** اسقاط ساکن پنجم
سببی را گویند پس مفاعیلن مفاعلن و فعولن فعول بضم لام میماند این زحاف در بحر طویل و مدید و هزج

و مضارع وقوع می یابد اما تشعیث عبارتست از اسقاط متحرک وتد مجموع فاعلاتن و در اسقاط متحرک مذکور اختلاف کرده اند بعضی برانند که عین ساقط میشود و بعضی بر آن که لام و بعضی گفته اند که ساکن وتد مجموع که الف ست ساقط شده ماقبل او ساکن میگردد و در صورت اول فالاتن و در دوم فاعاتن و در سوم فاعلتن بسکون لام میماند و در هر سه صورت منقول بمفعولن میگردد و این زحاف در بحر مدید و خفیف و رمل و مجتث می آید و در مضارع نمی آید بجهت آنکه در انجا وتد مفروق ست نه وتد مجموع اما قصر آنست که ساکن سببی را از آخر رکن بیندازند و ماقبل او را ساکن سازند پس در مفاعیلن مفاعیل و در فاعلاتن فاعلات و در مستفعلن مستفعل و در فعولن فعول و در مس تفع لن مس تفع ل میماند و این را بمفعولن نقل میکنند و باقی را بحال خود میگذارند و قصر در بحر طویل و مدید و هزج و رمل و متقارب و مضارع و خفیف و مجتث می آید اما قطع آنست که ساکن وتد مجموع را که در آخر رکن باشد بیندازند و ماقبل او را ساکن نمایند پس در مستفعلن مستفعل ماند و منقول بمفعولن شود و در فاعلن فاعل منقول بفعلن بسکون عین و در متفاعلن متفاعل منقول بفعلاتن و قطع در فاعلاتن چنانست که سبب خفیف از آخرش بیندازند و ساکن وتد مجموعش را اسقاط نموده ماقبل او را ساکن کنند و درین صورت نیز فاعل بسکون لام میماند و منقول بفعلن میشود و این زحاف در بحر رجز و کامل و رمل و منسرح و بسیط و مدید و سریع و خفیف و مقتضب وقوع می یابد و در مضارع بعلت وتد مفروق

واقع نمیشود در خفیف و مجتث وقوع قطع در فاعلاتن خواهد بود نه در مس تفع لن
منفصل اما وقص آنست که متفاعلن مضمر را خبن کنند یعنی تا ساکن را بیندازند
درین صورت مستفعلن مخبون شبیه میشود و منقول مفاعلن میگیرد و این حاف اختصاص
بحر کامل دارد اما عقل آنست که مفاعلتن معصوب را قبض کنند یعنی لام ساکن را بیندازند
درین صورت مثل مفاعیلن مقبوض میشود و منقول مفاعلن میگیرد و این مختص بحر
وافر ست اما نقص آنست که متفاعلن مضمر را شطو کنند یعنی چهارم ساکن را اسقاط
نمایند درین حال مستفعلن میماند و منقول مفتعلن میگیرد و این نیز خاصه بحر کامل ست
اما کسف بسین مهمله آنست که وقف و کف را در مفعولات جمع کنند یعنی تای او را اول
وقف کنند بعد از ان ساقط نمایند و کسف در بحر سریع و منسرح و مقتضب می آید و منقولش
مفعولن میشود اما شکل عبارتست از جمع میان خبن و کف در رکن فاعلاتن متصل و درین صورت
فعلات بضم تا میماند و این در بحر رمل و مدید و خفیف و مجتث می آید اما در بحر مضارع محال است
و مجتث آنکه خبن در و رانیست اما حذف آنست که سبب خفیف را از آخر رکن بیندازند پس
در فعولن فعو میماند و منقول فعل بسکون لام شود و در مفاعیلن مفاعی منقول فعولن و در فاعلاتن فاعلا
منقول فاعلن و این حاف در بحر مدید و خفیف و هزج و رمل و مضارع و مجتث و طویل و متقارب می آید و احذ
آنست که وتد مجموع را از آخر رکن ساقط نمایند و در مستفعلن مستف ماند و منقول فعلن بسکون
عین شود و در متفاعلن متفا منقول فعلن بتحریک عین و در فاعلاتن فا منقول فع و این حاف در بحر بسیط
کامل و جز در متدارک مطرد ست و در بحر دیگر که مستعمل است ازو شاذ و در مس تفع لن منفصل

بجہت آنکہ وتد مفروقی دارد اما **اصلم** آنست کہ وتد مفروق از مفعولات بیندازند و مفعو باند مفعول
بفعلن بسکون عین گردد و این بحر سریع و منسرح و مقتضب می آید و **قطف** عبارتست از جمع میان عصب
و حذف در رکن مفاعلتن و در صورت مفاعل بماند و منقول بفعولن گردد و این حاف مخصوص بحر وافر است
و **ابتر** آنست کہ حذف و قطع را در فعولن جمع کنند در صورت فع بماند و بتر در رکن مفاعیلن اجتماع
جب و خرم ست و شرح این ہر دو عنقریب مذکور شود و این حاف در بحر متقارب و ہزج واقع می شود
اما **تسبیغ** آنست کہ الف در سبب خفیف آخر رکن بیفزایند در زحافات مفاعیلن مفاعیلان و فعولن
فعولان و فاعلاتن متصل و منفصل فاعلاتان منقول بفاعلیان گردد و این در ہزج و رمل و مضارع
و متقارب و مدید و طویل و مجتث امکان وقوع دارد اما **اذاله** آنست کہ الف در وتد مجموع
آخر رکن زیادہ کنند پس مستفعلن مستفعلان و فاعلن فاعلان و متفاعلن متفاعلان شود و این حاف
در بحر رجز و متدارک و بسیط و کامل و سریع و منسرح و مقتضب واقع میشود و در عروض و ضرب شعر
وقوع می یابد و در حشو کمتر و در صدر و ابتدا ممنوع اما **ترفیل** آنست کہ سبب خفیف در وتد مجموع آخر
رکن بیفزایند پس مستفعلن مستفعلاتن شود و فاعلن فاعلاتن و متفاعلن متفاعلاتن و این حاف
در اشعار فارسی نادر الوقوع است اما **جدع** بدال مہملہ آنست کہ ہر دو سبب خفیف از رکن مفعولات
بیندازند و تا را ساکن کنند لات بماند و منقول بفاع شود و چون الف فاع را ساقط کنند فع
بماند و آنرا مخور خوانند و این بحر سریع و منسرح و مقتضب تعلق دارد اما **جبّ** بالفتح آنست
کہ ہر دو سبب از رکن مفاعیلن بیندازند در صورت مفا بماند و منقول بفعل بسکون لام
میشود و این در غیر بحر ہزج نمی آید اما **خرم** عبارتست از اسقاط متحرک اول از وتد مجموع کہ در صدر

رکنی واقع شود واین زحافات بهر موضعی که بیت حاصل شد بآن موضع می باید وقوع این اکثر در صدر وابتدا می باشد اما اگر فعولن را خرم کنند بی تغییر دیگر آنرا اثلم گویند اگر قبض را با خرم در فعولن جمع نمایند اثرم بثای مثلثه خوانند در صورت اول عولن منقول بفعلن بسکون عین مشود و در صورت دوم عول بضم لام میماند منقول بفعل میگردد و چون سباعی فاصله دار را که مفاعلتن باشد خرم کنند فقط آنرا اعضب گویند اگر خرم را با عصب در جمع نمایند اقصم نامند و درینحالت فاعلتن بسکون لام مشود منقول بمفعولن میگردد و اگر عقل را با خرم در جمع سازند اجم گویند درین صورت فاعلن میماند و سباعی غیر فاصله دار را که وتد مجموع در او باشد چون خرم کنند فقط اخرم نامند چنین سباعی نیست مگر مفاعیلن و در صورت خرم مفاعیلن میماند ومنقول بمفعولن میگردد و چون خرم را با قبض در جمع کنند اشتر خوانند و درینحال فاعلن میماند و چون خرم را با کف در جمع سازند اخرب گویند بخاء معجمه و راء مهمله و درینصورت فاعیل بضم لام میماند و منقول بمفعول بضم لام میگردد و چون جب را با خرم در جمع نمایند اتبر نامند و درینحال فا میماند و منقول بفع میگردد و وقوع این زحافات در بحر متقارب و طویل و هزج و وافر و مضارع است اجتماع خرم و قصر را در مفاعیلن اهتم گویند درینصورت مفاع میماند و منقول بمفعول میگردد و چون خرم را با هتم جمع کنند فاع میماند نیست بیان تغییرات افاعیل بر سبیل استیفا و استقصا پوشیده نماند که گاهی میان دو حرف رکنی از ارکان معاقبه واقع میشود و گاهی مراقبه اما معاقبه آنست که سقوط آن هر دو حرف معا جائز نباشد و مراقبه آنست که سقوط هر دو معا جائز نباشد و ثبوت هر دو معا جائز

115

بوده در ذکر بحور و امثله آن اشارت برین هر دو در مواقع کرده آید **خیابان سوم**

در بیان کیفیت تقطیع اشعار فارسی و شرح قواعد آن بباید دانست که تقطیع در لغت

پاره پاره کردن چیزیست و در اصطلاح عروض آنست که اجزای بیت را از هر بحری که باشد

با اجزای ارکان آن بحر بسنجند بطریقی که متحرک در برابر متحرک و ساکن برابر ساکن بیاید

و اتفاق در نوع حرکت لازم نیست و در تقطیع حروف ملفوظه معتبر است نه مکتوبه چنانچه الف

ممدوده بجای دو حرف محسوب میشود مثل آدم بر وزن فعلن بسکون عین و دال که بیک واو

میخوانند در تقطیع برو و او حساب میکنند و گاهی حرکت را بجای حرف و گاهی حرف را

بجای حرکت میشمارند و التقای ساکنین جز در وسط مصرع واقع شود پس اگر ساکن اول حرف

مد و ساکن دوم نون است نون را در تقطیع ساقط مینمایند و اگر غیر نون است آنرا متحرک میسازند

و مثال همه اینها از این بیت معلوم میشود **حکیم اسدی** ز شوق لبش خون همی خورد دل

دو تا گشته زلفش همی برد دل تقطیعش چنین کنند ز شوقی فعولن لبش خو فعولن

همی خورد دل فعول ... دو تا گش فعولن ته زلفش فعولن همی برد دل فعول و بعضی از قدما ساکن دوم را

که در وسط مصرع بیاید اگرچه غیر حرف مد باشد نیز ساقط مینمایند چنانچه در کلام فردوسی و شیخ عطار

قدس سره یافته میشود اما متاخرین این را نمی پسندند و مولانا طوسی در ساقی نامه بیتی انهین را

آورده و مورد طعن شده بیت مذکوره اینست **بیت** بدستم ده آن شربت قوت را که سامع علاج عقل

فرتوت را به جسم علاج را بضرورت در تقطیع باید که تا بیت موزون شود اما اگر دو ساکن آخر مصرع جمع

شوند هر دو را بحال میگذارند خواه آن دو ساکن نون بعد از حرف مد باشد خواه غیر آن چنانچه در این بیت

ہونی ہی اور اس وزن کو بحر کہتے ہیں پوشیدہ نرہی کہ بیت جس وزن پر ... بحر اور دوائر کے بیان میں

خیابان چہارم

تفصیل کا نام خیابان ہی ... میں بیان کرتے ہیں اور ہم ان مطالب کو ہم پانچ فصل ... کا موجب ہی ... [illegible]

کیونکہ بحر بمعنی دریا کے ہے اور چونکہ دریا کے ... واقع ہوتے ہیں بحر بھی ... چنانچہ حال زحافون کا مفصل آویگا اور بحر جن لفظون سے مرکب ہوتا ہے اون لفظون کو اصول اور ارکان اور افاعیل اور تفاعیل اور مفاعیل اور امثال اور اجزا اور موازین اور اوزان عروض کہتے ہیں اور ارکان ... پانچ حرف کے ... [illegible]

انوری س غلط را سوخت حکمت برد رسو ... پارا سوخت امرت بسر چون بتقطیع هردو مصرع مفعلن مفاعیلن مفاعیل میشود و چون ساکن جمع شوند مثل لفظ سوخت و بیت مذکور در بعضی یکی را از اخیرین ساقط کنند و یکی را متحرک سازند و اول ابحال گذارند و این جای هست که اجتماع ساکن در وسط مصرع باشد اما اگر در آخر مصرع سه ساکن بیایند یکی را ساقط و باقی را بحال گذارند چنانچه درین بیت **حافظ** این پیک نامه که رسید از دیار دوست آورد حرز جان خط مشکبار دوست و تقطیعش مفعول فاع لات مفاعیل فاعلات میشود و الف وصل اگر ملفوظ نشود در تقطیع ساقط میشود چنانچه درین بیت **واله** من زبیگانگان هرگز ننالم که با من هرچه کرد آن آشنا کرد و اگر ملفوظ شود ساقط نمیگردد چنانچه درین مصرع ع من از دل و جان بند جانانه شدم و های که در جمع ساقط میشود و های گریه و خنده و رفته و مانند آن گاهی ساقط و گاهی بجای یکحرف و گاهی بجای دو حرف می آید مثالش درین بیت است **فقیر** کشته لعل لب جانانه ام و ز بحیوان ... پیمانه ام و درین بیت های کشته بجای دو حرف تقطیع می آید و های جانانه ساقط و های ... شده در حساب یکحرف تقطیعش چنین است کشته لع مفاعلاتن لبی فاعلاتان ام فاعلن ز آب حیوان فاعلاتن شیر پی فاعلاتن مانه ام فاعلن و او ... خواب و خورد و خرد و خورشید و مانند آن ساقط میشود و همچنین او تو و چو و او عطف جائیکه ملفوظ نشود ساقط است و حرف مشدد قائم مقام دو حرف است بالجمله هرچه در تلفظ آید در تقطیع ساقط نمیگردد

خیابان چهارم

در تفصیل اوزان بحور و اصل آن بباید دانست که هر بحر که سالم است ارکان او را ... آنرا سالم گویند و اگر زحافات داشته باشد مزاحف نامند و بحور بسبب زحافات متنوع بانواع متعدده و متشکل باشکال مختلفه میگردد ما از انجمله آنچه میان شعرای عجم متداول است بتفصیل مذکور ساختیم پوشیده نماند که بحور دائره مختلفه و متوافقه را قدمای فصحای

... فاعلاتن مستفعلن ... تفعیل ... مستفعلن ... مفاعیلن ... فاعلاتن ... ارکان ... [illegible]

۱۱۷

عجم اصلا استعمال نکرده اند و از متاخرین اول کسی جامی در بحر کامل شعر فارسی گفته و از ان
باز این بحر در شعر عجم شیوع یافته و بحور سه دائره دیگر در میان اینها شایع و مستعمل نیست
مگر بحر مقتضب از دائره مشتبه که آنرا نیز بندرت آورده اند و مقصود از شیوع و استعمال کثرت
است پس اگر کسی بطریق ندرت شاذ در بحور متروکه مذکوره شعر گفته باشد حکم بر مستعمل
بودن آن نمیتوان کرد و مثل این غزل که در بحر بسیط گفته شده فقیر آئینه دم زند که از صفای
تو با آب شود ز شرم پیش لقائی تو ۔ این بیت که از بحر بسیط مثمن مطوی مخبون مقطوع است
در رکن مستفعلن مطوی و فاعلن مخبون مقطوع آمده و مثل این بیت که در بحر طویل سالم
گفته ام ۔ زهی بر جمال تو جهانی تماشائی ۔ ز لعل می آلودت نظر مست شیدائی ۔ پس
بحور یکه نزد شعرای عجم متروک هست طویل و مدید و بسیط و وافر و مقتضب است و مستعمل ایشان هزج
و رجز و رمل و سریع و خفیف و مجتث و مضارع و منسرح و متدارک و متقارب است و بحر کامل را
غیر از سالم در فارسی نیاورده اند بسبب زحافات وارد در اجزاء آن بیت ما ای طریقه شعرای عجم
گذشته چنانچه در هر موضع اشاره بآن کرده شود و باید [illegible] اوزان اینها اکثر جاها غیر از آن است بحر و در بعضی
جاها مطابق بحر هزج شعرای عرب این بحر را مسدس مستعمل کرده اند و فصحای عجم مثمن و مسدس
آورده اند و مثمن سالم و غیر زحاف نیز می آید اما مسدس سالم نمی آید عروض و ضرب این بحر را
زیاده بر سه بنا آورده اند سالم یا مقصور یا محذوف مگر در وزن رباعی چنانچه بجای خود
مذکور شود اما در صدر و ابتدا و حشو آن زحافات بسیار می آید و اوزان بسیار از ان
حاصل می شود هزج مثمن سالم خاقانی گوید ۔ شار اشک من هر شب شکر ریز است

نهانی * که همت از نا شوئی ست با زانو پیشانی * تقطیعش نیاری اش مفاعیلن کمن شب مفاعیلن شکر ریزش مفاعیلن نهانی مفاعیلن الخ و درینجا جمیع ارکان سالم آمده هزج مثمن اخرب مکفوف محذوف خاقانی گوید ؎ دردیکه مرا هست بسوهم نفرستم گر عافیتش صرف نهای هم نفرستم * بر وزن مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن درینجا صدر و ابتدا اخرب عروض و ضرب محذوف حشو مکفوف هزج مثمن اخرب ؎ گفتی که بخاقانی وقتی شکری خشم نا بخشم و نیم والله تست اگرم بخشی * بر وزن مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن و درینجا صدر و ابتدا اخرب عروض و ضرب سالم و حشو یک رکن اخرب و یک رکن سالم آمده هزج مثمن اشتر ؎ ورنه غنیمت دان هر قدر که بتوانی * حاصل از حیات ایجان این دم است تا دانی * بر وزن فاعلن مفاعیلن چهار بار است و درینجا صدر و ابتدا اشتر و عروض و ضرب سالم و حشو یک جزو اشتر و یک جزو سالم آمده هزج مثمن مقصور محذوف مولوی روم قدس سره فرماید ؎ زهی باغ زهی باغ که بشگفت ز بالا * زهی صد زهی بد تبارک و تعالی * درینجا همه اجزا مقصور آمده مگر عروض و ضرب که محذوف جزو ما قبل ضرب مکفوف است و تمام ازان هزج مثمن در رباعی مذکور شود هزج مسدس مقصور شیخ نظامی گوید ؎ سخن گوهر شد و گوینده غواص * بسختی در کف آید گوهر خاص * بر وزن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل و درین وزن اختلاف عروض و ضرب بقصر و حذف جائز است هزج مسدس اخرب مقبوض سبع خاقانی گوید ؎ هر عزم که دار

118

آسمان حشر گرده هست ٭ غوغا بر دل من آورده است ٭ بر وزن مفعول مفاعلن فاعلات
و درینجا صدر و ابتدا اخرب و عروض و ضرب مسبغ و حشو مقبوض آمده گاهی درین وزن
زحاف تغییری یابد چنانچه درین بیت و له با دانش من بساحت دهر آری دانش
بکر هستو و هنر نامرد هست ٭ اینجا صدر اخرب و ابتدا محذوف و عروض سالم و ضرب مسبغ آمده
حشو مصرع اول مثل بیت سابق و حشو مصرع دوم اشتر است هزج مسدس اخرب
مکفوف انوری گوید ٭ تا کار کس آن نیست که او خواهد ٭ کارت همه آن باد
آن خواهی ٭ بر وزن مفعول مفاعیل مفاعیلن و درین وزن اگر حشو را جای مکفوف
و جای مقصور آرند جائز است هزج مسدس اخرب مقبوض انوری گوید
چندانکه مروت است ور داد ٭ دزد باستدن نیز ار چند الست ٭ هر دو مصرع بر وزن
مفعول مفاعلن مفاعیلن می آید و ضرب درین مسبغ است هزج مسدس اخرب
مقبوض محذوف شیخ نظامی بیت از چهره و زلف بر شکنجت ٭ در دامن
از دها است گنجت ٭ بر وزن مفعول مفاعلن فعولن و اینجا صدر و ابتدا اخرب و
عروض و ضرب محذوف و حشو مقبوض است و درین وزن حشو این جا و یکجا یکی مکفوف
می آید چنانچه درین بیت انوری گوید ٭ ای زرین نعل آهنین سم ٭ ای سم تو نقش
خیزران دم ٭ بر وزن مفعولن فاعلن فعولن بشود و درینجا صدر و ابتدا اخرم و عروض و
ضرب محذوف و حشو اشتر آمده و درین بیت جامی ٭ ای خاک تو تاج سربلندان
مجنون تو عقل هوشمندان ٭ اینجا عروض و ضرب مقصور و باقی مثل بیت اول است

119

و درین بیت فقیر شیرین کاری کند چو بنیاد • صد فرد در آورد چو فرهاد • اینجا عروض و ضرب مقصور و باقی مطابق بیت دوم است و کلیه درین وزن آنست که اگر صدر و ابتدا اخرم آید حشوش مقبوض خواهد بود و اگر اخرم آید حشوش اشتر خواهد بود لا غیر و عروض و ضرب یا مقصور خواهد آید یا محذوف و این اختلاف زحاف را عوام سکتهٔ شعر گویند بحر رجز و این بحر را فصحای عجم اکثر مثمن سالم استعمال کرده اند بخلاف شعرای عرب که مثمن کمتر آورده اند و مسدس و مربع و مثلث و مثنی بیشتر و شعرای عجم مسدس این را هم نیاورده اند و همچنین مزاحف انرا غیر از مخبون و مطوی کمتر استعمال نموده اند رجز مثمن سالم خاقانی گوید ۵ مرغان و ماهی در وطن آسوده اند الا که من • بر من جهانی مرد و زن بخشوده اند الا که تو • تقطیعش مرغا نما مستفعلن ہے در وطن مستفعلن آسوده ان مستفعلن ال لاک من مستفعلن الخ و اینجا همه ارکان سالم آمده و استاد عبد الواسع جبلی رجز مثمن سالم را مضاعف آورده و بر شانزده رکن بنا گذاشته و قصیده مسجع درین وزن گفته این بیت از انجاست ۵ دارم ز لبش نیرنگها و ز دل چو دهان تنگها • و آه از دل چون سنگ او و ز ناز و خشم و جنگ او • تا کی چو زیر چنگ او زاری کنم در جنگها • و ز دور عارض گلرنگ او چون گل دریده پیرهن • رجز مثمن مطوی مخبون خاقانی گوید ۵ خانهٔ دل بچار حد وقف غم تو کرده ام • حد وفا همین بود جور ز حد چه میبری • بر وزن مفتعلن مفاعلن چار بار است و درینجا یک رکن مطوی و یکی مخبون آمده من اوله الی اخره و اگر خبن را بر طی مقدم آرند وزن چنین میشود ۵ فغان کنان بسحری بکوی تو میگذرم • چو نیست ره بکوی تو ام ببام و در تو مینگرم • و زین عکس تسمیه بحر رجز

مثمن مطوی مولوی روم قدس سره فرماید ؎ مرده بدم زنده شدم گریه بدم خنده
شدم * دولت عشق آمد و من دولت پاینده شدم * تقطیعش مفتعلن هشت بار است
و درینجا جمیع ارکان مطوی است رجز مسدس سالم ؎ ای از رخت ماه فلک گشته
خجل * پیش قدت سرو سهی پا در گل * تقطیعش شش بار مستفعلن تمام میشود
رجز مسدس مطوی ؎ در بزم ما نماید نفسی * شکوه از آن با همراه هست
بسی * وزنش شش بار مستفعلن تمام میگردد زحافاتی که شعرای عرب درین بحر بکار
برده اند مطبوع فارسیان نبوده لهذا استعمال نکرده اند بحر رمل شعرای عرب
این بحر را مثمن نیاورده اند و فصحای عجم مثمن و مسدس آورده اند و عروض
و ضرب درین بحر نزد سخنوران عجم سالم نمی آید بلکه اکثر محذوف مقصور یا مقطوع
یا مشعث یا مسبغ رمل مثمن مقصور امیر معزی گوید ؎ تا خزان در خیمه گاه گون
بر کوهسار * مفرش زنگار گون برداشتند از مرغزار * تقطیع چنین میشود تا خزان در فاعلات
خیمه گا فاعلاتن ه گون بر فاعلاتن کوهسار فاعلان الخ و درینجا عروض و ضرب مقصور
و باقی اجزا سالم آمده رمل مثمن محذوف معزی گوید ؎ روی ما هست گر بر ماه مشک افشان بود
قد سرو است ار گر بر سرو لاله ستان بود * و درینجا عروض و ضرب محذوف و باقی مثل بیت سابق است
رمل مثمن مشکول خاقانی گوید ؎ بغلامی تو مارا خبر از جهان آمد * که گرت بر زلف تو کمر بستی ما را
بوزن فعلاتن چهار بار است و درینجا یک جزو مشکول و یک جزو سالم بترتیب آمده رمل مثمن مخبون
مقصور خواجه حافظ فرماید ؎ میکنم بر نفس از دست فراقت فریاد * آه اگر ناله زارم نرساند بتو باد

121

بر وزن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان و ریحان عروض مشعث مقصور و ضرب مخبون
مقصور و حشو مخبون و صدر و ابتدا سالم آمده درین بیت بابا فغانی ع این که از وصل تو ام
غنچه مقصود شگفت به گل آن نیست که بار خاطر غمدیده ما ختم ساخت عروض مقصور و ضرب
محذوف و باقی مثل بیت سابق بیت رمل مثمن مخبون مقطوع میرزا صائب گوید
ع عاشق از طعنه اغیار چه پروا دارد آتش از سرزنش خار چه پروا دارد تقطیعش مثل
بیت سابق ست مگر عروض و ضرب که مقطوع آمده بر وزن فعلن بسکون عین رمل
مثمن مخبون شیخ سعدی گوید ع در میان عیب کنندم که چرا دل بتو دادم باید اول
بتو گفتن که چنین خوب چرایی بر وزن فعلاتن هشت بار که صدر و ابتدا که سالم آمده بعضی از
فصحای عجم این وزن را مشترد و بحر و گذاشته اند یعنی مثمن را مضاعف کرده اند چنانچه
عصمت بخاری گفته ع زنگ خصار برد گوش خطر و عاقد و عارض و خال لب ابیض از بری
روی همی بر شفق صبح کوکب شام و سحر طوبی و گلزار بهشت است و هلال طرف چشم کو تقطیعش
ابتا شد و فعلاتن تمام شد و از انجمله صدر فاعلاتن آمده و این وزن را عوام مشهور ساختن بحر طویل گویند
رمل مسدس مخبون مشعث مقصور انوری گفته ع روی عیش و طرب ست آن
دو بار ز گل و ریحان است بر وزن فاعلاتن فعلاتن فعلان بسکون عین دیگر چنانچه داده از این
مسدس مثل مثمن است که شرح داده و اعاده آن تحصیل حاصل است بحر سریع سالم این
بحر را در یک شعر عرب و عجم استعمال نکرده اند فارسیان عروض و ضرب این را مطوی موقوف
یا مکشوف آورده اند بحر مسدس اختیار کرده سریع مطوی موقوف شیخ نظامی گوید ع

بوزن



۱۲۲



چوان بوگرفت ۞ سایهٔ خورشید بر آهو گرفت ۞ تقطیعش چنین مشتو نشرگی مفتعلن

از چو مفتعلن بوگرفت فاعلات الخ و درینجا عروض و ضرب مطوی موقوف و باقی مطوی

آمده **سریع مطوی مکسوف** مولوی جامی فرماید شعر خدا شاه ولایت علی

صیقلی شرک خفی و جلی ۞ بر وزن مفتعلن مفتعلن فاعلن درینجا عروض و ضرب مطوی

مکسوف و باقی مطوی آمده **خاقانی** حلقه ارکم شود از زلف تو ۞ خاتم جم خواهی تا وان آن

وزن مصرع اول مفتعلن مفتعلن فاعلن مصرع ثانی مفتعلن مفعولن فاعلات آمده و

یک رکن حشو درین مصرع مقطوع و ضرب مطوی موقوف آمده باقی مثل بیت سابق بیت

این تغییر زحاف را عوام سکته شعر خوانند چنانچه درین بیت **ولقری** از رستاخیز مو

گشت ۞ فاخته از لحن فرو ایستاده ۞ وزن مصرع اول مفعولن مفعولن فاعلات و مصرع ثانی

بر وزن مفتعلن مفتعلن فاعلات آمده **سریع مطوی مقطوع مجدوع** شعر ای

گل رویت سنبل خیز ۞ حلقهٔ زلفت آتش بیز ۞ بر وزن مفتعلن مفعولن فاع درینجا

صدر و ابتدا مطوی عروض و ضرب مجدوع و حشو مقطوع آمده درین وزن گاهی مکسوف بجای

مقطوع و منحور بجای مجدوع آرند چنانچه درین بیت **فقیر** تیغ بکف از ناز بیاید تا تشنه عمر

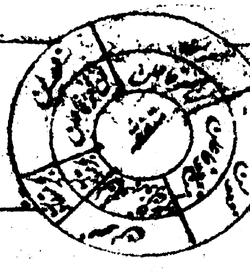
سری ۞ بر وزن مفتعلن مستفعل فع **سریع مخبون مکسوف** شعر ای نازنین کو بیا

گذر کن ۞ ای مه جبین روی ما نظر کن ۞ بر وزن مستفعلن مستفعلن فعولن درینجا عروض و

ضرب مخبون مکسوف و باقی سالم آمده این وزن در فارسی مستعمل نیست **بحر منسرح سالم**

این بحر تیز شعرای عرب و عجم ترک کرده اند عرب مثمن بیاورده اند و عجم مسدس اکثر

۱۲۳



استعمال نموده اند و عروض و ضرب را یا موقوف می آرند یا مکسوف یا مجدوع یا منحور

منسرح مثمن مطوی موقوف انوری گوید نوش لب لعل تو قیمت

شکر شکست ٭ چین سر زلف تو رونق عنبر شکست ٭ تقطیعش چنین نیشو نوش لبے

مفتعلن لعل تو فاعلن قیمت شک مفتعلن کر شکست فاعلات الخ درینجا رکن مستفعلن

همه جا مطوی آمده رکن مفعولات عروض و ضرب مطوی موقوف و حشو مطوی مکسوف آمده

منسرح مثمن مطوی مکسوف خاقانی گوید عشق بعقبه و با نمی نمط کبریا

برد بدست نخست هستی یار از میانه بوزن مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلن و این علت بیت

اول است فتامل و در حسن مطلع این قصیده جاف التعبیر داده ٭ لگیرم چون گل نه ساختن

خونین لباس ٭ کم ز بنفشه مباش دو خته نیلی و طابه صدر در بیت مقطوع آمده باقی مثل

مطلع مذکور است و در وزن تعبیر خاقانی عجیب از مسعود سعد سلمان دیده شد درین بیت که از

یک قصیده است مسعود سعد برگه ثنای ترا حد نهایت نهاد ٭ بحر فلک را بجهد جست میان

کران ٭ عزم اندر نشاند و ز جگرم بر گذشت ٭ حد کشیده حسام نوک دو سنان ٭ چنان فتاد

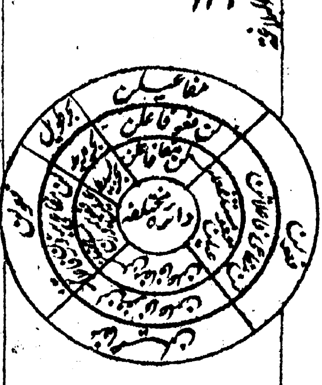
این دو بیان چو چاک در برگ گل ٭ چنان گذشت از بن چو سوزن از زیر بنان ٭ بیت اول منسرح

مثمن مطوی موقوف است بوزن مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلات و بیت دوم تمام همین است

مگر آن که مخبون آمده مطوی مصرع اولش بوزن مفاعلن فاعلات مفتعلن فاعلات مصرع دوم

بدستور بیت اول است اما در بیت سوم رکن مستفعلن همه جا مخبون آمده و وزن این بیت مفاعلن

فاعلات مفاعلن فاعلات **منسرح مثمن مطوی مجدوع** خاقانی گوید یا فتن



ریسمان نه معجزه باشد نه معجزه داؤد بین که این یک بیت است بر وزن مفتعلن فاعلات
مفتعلن فاع و درینجا عروض منحور و ضرب مجدوع آمده باقی اجزا مطوی منسرح
مسدس مطوی مثالش شعر شاه جهان باد تا زمانه بود کز کرمش خلق
شاد و مانه بود و این بر وزن مفتعلن فاعلات مفتعلن و درینجا همه اجزا مطوی آمده منسرح
مسدس مطوی مقطوع شعر بسکه بیو بیت الشیر جانم گر بگذاری گر ریخت
نتوانم بر وزن مفتعلن فاعلات مفعولن و درینجا عروض و ضرب مقطوع و باقی مطوی آمده
این وزن نزد شعرای عجم کمتر مستعمل است بحر مضارع سالم این بحر سالم
در شعر اعرب و عجم نیا دیده اند و درین بحر خبن و شکل را مجال نیست بجهت آنکه فاع لاتن
وتد مفروق دارد و خبن عبارت از اسقاط ساکن سبب است میان یا و نون فاعیلن
درین بحر مراقبه است یعنی ثبوت و سقوط هر دو معاً جائز نیست مضارع مثمن اخرب
خاقانی گوید شعر از تو وفا نیاید دانی که نیک دانم ور من جفا نخیزد دانم که نیک دانی
تقطیعش چنین میشود از تو مفعول فا نیاید فاع لاتن دانی که مفعول نیک دانم فاع لاتن الخ
و درینجا رکن سبب اخرب آمده فاع لاتن سالم حکیم خاقانی مطلع دیگر ابیات این غزل از حاشیه
تغیر داده آن اینست ولله کردی نخست با ما عهدی چنان که دانی شاهانه بانکه بر آن عهد
خود نمانی ... که فرستی برای جران یک نجوان و صلم تا کرده همراه در مصرع ثانی
مطلع مصرع اول از بیت ... باقی ... مثال این بیت مضارع
مثمن اخرب مکفوف شعر امیر خسرو گوید شعر گفتم ... ای مهربان بگفتا که اه

125

اور یہ بحر مقتضب مسدس ہے اور اگر مفعولات
سے کہ دو سبب خفیف یعنی عوض شروع
کرسکتے پر تمام کریں مولات سے تفعلن میں تفعلن
حاصل ہووے اور یہ بحر مجتث مسدس ہے
انفاظ مستعمل اس بحر کے یہ ہیں مس تفع لن
فاعلاتن فاعلاتن چونکہ تفع مقابل لات کے
واقع ہوا ہے اسی واسطے مس تفع لن
اس بحرین بھی منفصل ہے پس
فاعلاتن اور مستفع لن انھیں تین
بحروں میں منفصل آتی ہیں اور باقی
بحروں میں متصل صورت دائرہ

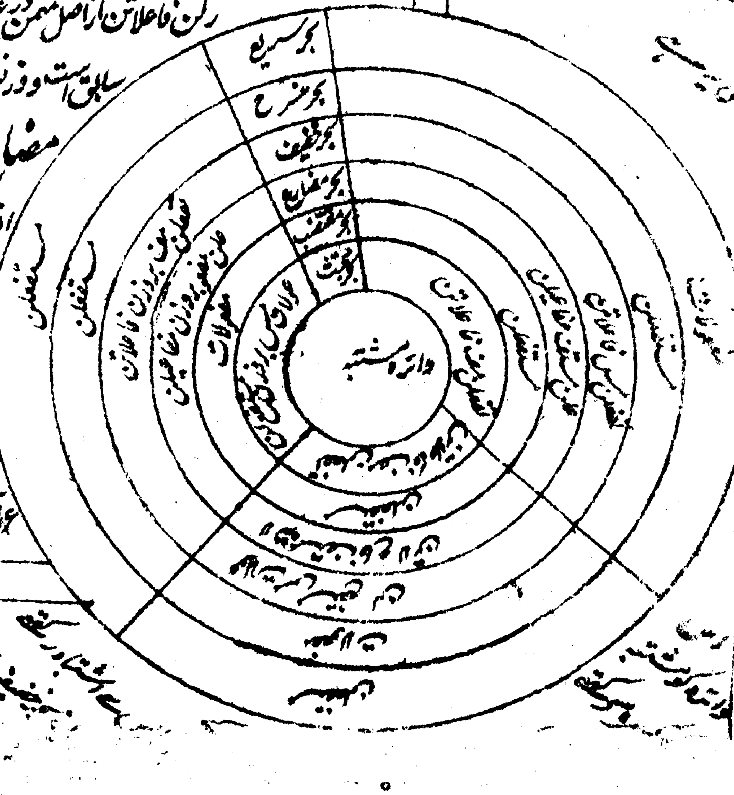
١٢٦

مستفعلن مستفعلن حاصل ہوگا پرکار مستفعلن ... تمام کریں مفعولات ... ساقط کرنے سے ... مفعولات ... فاعلاتن ... مستفعلن

بوسہ کی امید جہان + بروزن مفعول فاعلات مفاعیل فاع لان و درینجا صدر و ابتدا اخرب و حشو مکفوف و عروض
و ضرب مقصور آمده و درین بیت **والہ** زیبایی و عبیر شود گرد بر سلطان + نور دست و زحلق شود آب در لگن + عروض مقصور
و ضرب مجذوف باقی مثل بیت سابق است و درین بیت انوری **بیت** نام شب از صحیفهٔ ایام بستر دو + از رای تو اجازت
یابد گر آفتاب + مصرع اول بوزن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن مصرع دوم بوزن مفعول فاعلات مفعول فاع لان
آمده و اول اخرب مکفوف محذوف است و دوم اخرب مقصور **مضارع مثمن مکفوف مقصور** کران طرح بیت مشتمل بر
چون نیابد بوی + در آن چه بهست ما چرا دیده کشید روی + بروزن مفاعیل فاع لات چهار بار و درینجا رکن مفاعیلن مکفوف و رکن
فاعلاتن مقصور واقع شده **مضارع مسدس اخرب مکفوف** انوری گوید **بیت** تا ملک جهان ز امدار باشد +
فرمانده آن شهریار باشد + بروزن مفعول مفاعیل فاعلاتن و درینجا یک رکن فاعلاتن از اصل مثمن در حشو کم شده و در بیت
خاقانی که میجوید چه گفته **بیت** هم طبع و چو تیشه خراشنده + هم جوی او بند ده و عشارش یک
رکن فاعلاتن از اصل مثمن در عروض و ضرب کم شده و زحافش مطابق بیت
سابق است و وزنش مفعول فاع لات مفاعیلن میشود

مضارع مسدس اخرب مکفوف مقصور

انوری گوید **بیت** کو صفت جم کو بیا بیبین + بر
تخت سلیمان استین سلیمان زلو ام ودد + بیهم
صحیح است عید بوزن مفعول مفاعیل فاعلان و درینجا
ابتدا اخرب و حشو مکفوف و عروض و ضرب مقصور آمده و
عروض دوم که مجذوف است مقصور که درینجا مستعمل و در مضارع



چون مسدس نمایند ازفاع لاتن یکجزو کم میکنند نه ازمفاعیلن بحر مجتث و این
بحررا عرب اکثر مسدس و مربع آورده اند و شعرای عجم غیر از مثمن نیاورده اند و درین بحر
طی و خبل را مجال نیست بجهت آنکه ساکن چهارمش از وتد مفروق است نه از سبب
و در سین و نون مس تفع لن این بحر معاقبه است مجتث مثمن مخبون فغانی گوید
ے توان گلی که مه آسمان جبین تو بوسد ٭ ملک ز سدره فرود آید زمین تو بوسد تقطیعش
چنین میشود توا گلی مفاعلن کِه مهی آ فعلاتن سماجبی مفاعلن نِ ت بوسد فعلاتن
الخ و درینجا همه اجزا مخبون آمده مجتث مثمن مخبون مقصور خاقانی گوید ے
سر مهان نشوم در شوم چو خاک همین ٭ دم کمان نخورم در خورم بکوه گیاه بر وزن
مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان دو بار و درینجا عروض و ضرب مخبون مقصور و باقی مثل
بیت سابق است و درین وزن گاهی جزو ی امشعث آرند گاهی عروض محذوف و ضرب
مقصور یا بالعکس آرند چنانچه درین بیت جمال الدین عبد الرزاق نماند تیری در
ترکش قضا که فلک ٭ سوی دلم بسر انگشت امتحان نکشود وزن مصرع اول مفاعلن مفعولن
مفاعلن فعلن و مصرع ثانی بر وزن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان آمده و گاهی در عروض یا ضرب یا در هر دو
وزن مقطوع آرند چنانچه درین بیت ولهٔ بدان صفت که بود در بلور لعل مذاب ٭ بدان صفت که نمود آید
میان آتش ٭ درینجا ضرب مقطوع آمده باقی مخبون و مقصور است و درین بیت عنصری بیت منقول
از خون مردم اشهاب ٭ ستم ستوران لعل است تیغها احمر و وزن مصرع اول مفاعلن فعلاتن مفاعلن
بسکون عین مصرع دوم بر وزن مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلن بسکون عین آمده درینجا عروض مشعث مقصور

وضرب مقطوع صدر و ابتدا ابتر و مصراع مخبون و در حشو مصراع دوم یک جزو مخبون
و یک جزو مشعث آمده و دستگاه این بحر در فارسی زیاده برین نیست بحر خفیف
و این بحر را شعرای عجم غیر از مسدس نیاورده اند و صدر و ابتدایش یا سالم یا مخبون
می آید یا مسبغ و عروض و ضربش گاهی مقصور یا محذوف گاهی مشعث گاهی مقطوع
و گاهی مخبون شده این بحر نیز مطوی مخبون می آید چنان علت که در بحر مجتث گفته شد خفیف
مسدس مخبون ؎ ای صبا بوسه زن ز من او را [illegible] لب چو شکر او را تقطیعش
چنین حشو ای صبا بو فاعلاتن بزن ز من مفاعلن او را فعلاتن الخ و در اینجا صدر
و ابتدا سالم و باقی مخبون آمده خفیف مسدس مخبون مشعث مقصور حکیم سنائی
قدس سره در منقبت سیدنا عیسی علیه السلام گفته ؎ [illegible]
تا [illegible] بحر زن فاعلاتن مفاعلن فعلاتن اینجا صدر و ابتدا سالم و حشو مخبون عروض و ضرب
مشعث مقصور آمده و در بیت خاقانی چون کنم چون بگلستان آید [illegible] النصیحه خار
[illegible] عروض مخبون مقصور و ضرب مشعث مقصور آمده و باقی مثل بیت سنائی تقطیعش و تشعیث
در عروض و ضرب این بحر کثیر الوقوع است خفیف مسدس مخبون مقطوع حکیم سنائی
؎ گر بداری کلام مستوی که بر [illegible] بحر زن فا علاتن مفاعلن فعلن
و درین بیت صدر سالم و حشو و ابتدا مخبون و عروض و ضرب مقطوع آمده بحر مقتضب این بحر غیر از یک
مطبوع شعرای عجم نیست آن اینست ؎ سر گلعذار من فصل نو بهار من اگر چه [illegible]
[illegible] تقطیعش چنین [illegible] سر گل فاعلات عذار من مفتعلن فصل نو فاعلات بهار من مفتعلن

١٢٨

[illegible]

و درینجا جمیع اجزا مطوی آمده بحر کامل قدمای شعرای عجم درین بحر اصلاً شعر نگفته اند
مگر از قدما امیر خسرو دهلوی و از متاخرین مولوی جامی ابتدا نموده و بعد از و بعضی دیگر نیز غزل درین
بحر گفته اند و غیر از مثمن سالم اختیار نکرده اند جامی زخت نگهای جفا بی چه قدر خوشم که منو
از آن ز دلم نکرده یکی گذر ز قفای آن گری سده و راقم حروف مزاحف مسدس این بحر
نیز گفته فقیر قسما خیالت را چه شد که بماندار دالفتی ز خجالتم ز داغ غت کرفا سر گذار و آشنی
بر وزن متفاعلن مستفعلن چهار بار و درینجا یک رکن سالم و یکی مضمر علی الترتیب آمده کامل
مسدس مضمر مذال فقیر گوید ٥ چو عیان شعی تپیدم روح و روان چه نهان شوی از
جانمن خیز د فغان بر وزن متفاعلن مستفعلن مستفعلان درینجا صدر و ابتدا سالم عروض
و ضرب مذال و حشو مضمر آمده بحر متقارب این بحر را شعرای عجم بسیار استعمال کرده اند و سالم
و مزاحف بانواع زحافات آورده اند اما از غیر مثمن اختیار نموده و عروض و ضرب این را سالم یا
مقصور یا محذوف آورده اند متقارب مثمن سالم عمق بخاری گوید ٥ زمین گرد
از نعل اسپان معزیل هوا گرد از گرد میدان معنبر تقطیعش چنین بشنو زمین گرد فعولن
و ز نعل فعولن ل اسپا فعولن معزیل فعولن الخ و درینجا همه ارکان سالم آمده متقارب مثمن
مقصور حکیم اسدی طوسی گوید ٥ بیک خشم زد از دل سنگ سخت همه چیز را او در و نور بخت
بر وزن فعولن فعولن فعولن فعول درینجا عروض و ضرب مقصور و باقی سالم آمده متقارب مثمن محذوف
حکیم فردوسی گوید ٥ عروسی است می شاد و آیین او که باید خرد و دا کابین او بر وزن فعولن فعولن فعولن
فعل و درینجا عروض و ضرب محذوف و باقی سالم آمده متقارب مثمن اثلم مرضی اتیاقی گوید

١٣٩ و ساکن سبب خفیف سے ... پس مفاعیلن ... مفاعیل لام مضموم ... فاعلات ... فاعلات سے ... جگه اور رکن نهین ... رکن مستفعل باقی ... بحر طویل اور مدید اور ہزج ... اور خفیف اور مجتث اور مضارع ... اتا ہے اور ان ارکان ...

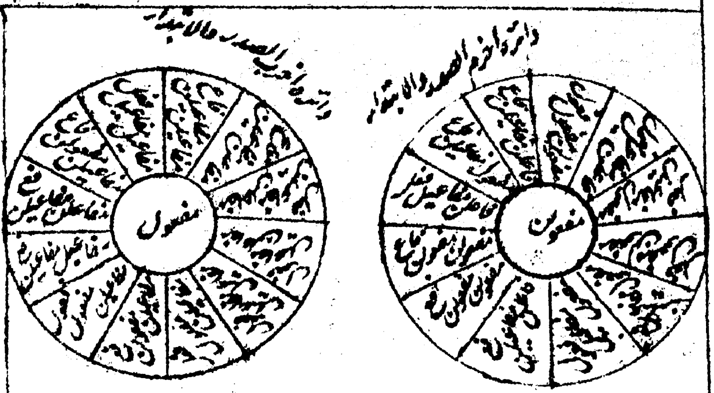
نتوان گذشتن آسان ازین کوی* گل تا بگردن گل تا بزانو* بر وزن فعلن فعولن چهار بار و درینجا
یک جزو اثلم و یکی سالم بترتیب آمده متقارب مثمن مقبوض اثلم مولوی جامی این
وزن را بر شانزده رکن بنا نهاده ع زهی جمال تو قبلهٔ جان حریم کوی تو کعبهٔ دل* فان یسجدوا
الیک نسجد و ان یسعوا الیک نسعی* بر وزن فعول فعلن هشت بار و درینجا یک رکن مقبوض و
یکی اثلم بترتیب آمده بیت مثمنش اینست ع ز درد هجرت چه چاره سازم چو شمع و ز تو
میگدازم* و تسبیغ را در عروض و ضرب این بحر اکثر می آرند و نوعی دیگر ازین وزن است که
یک رکن اثلم مقبوض و یکی سالم بترتیب بیارند و بعضی از شعرای عجم این را شانزده جزو بنا
گذاشته اند چنانچه ملا محتشم کاشی غزلی درین وزن گفته و این بیت از غزل آنهم حرف است که جواب
او گفته فقیر ع زلف دراز دیر بر مه وبیت تیره شب ست آتش رسی* جامهٔ صبر من از آن لب شکافته
والعین سیف سنت* لیجاه بر وزن فعل فعولن هشت بار بحر متدارک این بحر را ابوالحسن اخفش استخراج نموده
چنانچه در مبحث دائره شرح کرده شد متدارک مثمن سالم ع حسن و لطف تراشیده مهر و مه
خط و خال ترا مشک چین خاک ره* تقطیعش چنین است حسن و لط فاعلن ف تراشی فاعلن ده مهر و مه
فاعلن مهر و مه فاعلن الخ و درینجا همه ارکان سالم آمده متدارک مثمن مخبون ع به چه حسرت زند دگل
باغ ارم* چو قدت نبود و قد سرو چمن* بر وزن هشت فعلن بکسر عین و درینجا جمیع اجزا مخبون آمده متدارک
مثمن مقطوع ع بر دم پیش تا رم را که گر غم تا کی زارم آوه بر وزن فعلن بکسر عین هشت بار
شیخ بهائی رحمة الله علیه درین نسق و درینجا اگر بعضی اجزا مقطوع و بعضی مخبون بیارند جایز است چنانچه در
بیت شیخ بهائی ع یا رب یا رب بهائی را غم آن نامه سیاه خطا کردار* صدر و ابتدا

گر جائے اور اوس کے بعد حرف متحرک کہ
مجموع ہی حرف ساکن یعنی الف
اوس سے پہلے ہے یعنی لام ساکن ہو جاوے
پہلی صورت مین فالاتن اور دوسری
صورت مین فعلاتن اور تیسری صورت
مین فاعلتن لام ساکن سے ہوتا ہے
تینون صورت مین مفعولن اوسکے
جاسے مین رکھتے ہین یہ زحاف بحر
مدید اور خفیف اور رمل اور مجتث
مین واقع ہوتا ہے اور بحر مضارع مین
یہ زحاف واقع نہین ہوتا اس واسطے
کہ اس بحر مین وتد مفروق

مقطوع و عروض مخبون اذال ضرب مقطوع بدال و حشو بعضی اجزا مخبون و بعضی مقطوع آمده
این وزن اینی متدارک مثمن مقطوع مسمی بصوت الناقوس است و وجه تسمیه اش از جابر بن عبد الله
انصاری رضی چنین منقولست که در ایام شام با حضرت امیر المؤمنین صلوات الله و سلامه علیه میرفتیم بر
دیری گذر افتاد ترسائی در آن دیر ناقوس مینواخت چون آنجناب صدای ناقوس را شنیدند فرمودند
که ناقوس چنین میگوید ؎ حقا حقا حقا حقا صدقا صدقا صدقا صدقا و چند بیت دیگر مشتمل
بر بلی عتباری بنا ضمیمه این بیت فرموده نیست بیان بحوری که شعرای عجم از استعمال نموده
اند و مطبوع شمرده اند با بحر قریب و جدید و مشاکل که متاخرین اختراع نموده اند در دیوانها کمیاب است
نجم شعری و ان پدید نشد و جمع انها از این جا است که در صدد این جدید به شمرده بر حسبی بنا بران القصه
بذکر آن نمودیم و یکی از معاصران میر خسرو دهلوی که علاقه داشت رساله در عروض و صنائع
تالیف نموده است اجامع الصنائع نام کرده در آنجا سه بحر دیگر اختراع نموده باعتقاد خود وزن تازه
پیدا ساخته و این بحر از سه رکن است نام ساینده اول متفاعلن دوم مفعولاتن چون مکرر شود متفاعلتن
و فعلن یکی بعد ببیت آن و مفعولاتن و فعلن بسکون عین اول بحر متدارک مخبونست و دوم مقطوع چنانچه
شرح آن بتفصیل مذکور شده خیابان پنجم در بیان اوزان رباعی بباید دانست که رباعی را
شعرای عجم اختراع نموده اند و آن را ترانه و دوبیتی نیز نامند و رباعی جز در بحر هزج نمی آید و زحافات
در وی بکار میرود و اقرب زحافات بیست و چهار وزن میرسد از زحافات خرم و خرب و قبض و کف و هتم
و جب و بتر و شتر و اجتماع خرم و هتم است و رکن مفاعیلن اخرم مفعولن میشود و اخرب مفعول و مقبوض
مفاعلن و مکفوف مفاعیل بضم لام و اهتم فعولن و قصر الام مجبوب فعل بعد قصر اشتر فاعلن از خرم

١٣١

خرم و هتم فاع بیمانند اما از جمله بیست و چهار وزن رباعی دوازده وزن است که صدر و ابتدای
آن اخرب می‌آید و دوازده وزن دیگر صدر و ابتدا اخرم می‌آید اما از دوازده وزن اخرب یکی آنست
که یکجزو حشو مقبوض و یکی سالم باشد و عروض و ضرب اخرم اهتم آید دوم آنکه یکجزو حشو
مکفوف و یکی سالم آید عروض و ضرب مثل اول باشد سوم آنکه هر دو جزو حشو مکفوف آیند و عروض و
ضرب مجبوب چهارم آنکه یکجزو حشو سالم و یکی اخرم آید و عروض و ضرب مثل اول باشد پنجم آنکه حشو
مثل اول و عروض و ضرب ابتر آیند ششم آنکه حشو مثل دوم و عروض و ضرب ابتر باشد هفتم آنکه یکجزو
حشو سالم و یکی اخرب باشد و عروض و ضرب اهتم هشتم آنکه حشو مثل چهارم و عروض و ضرب
ابتر باشد نهم آنکه حشو یکجزو سالم و یکی اخرب و عروض و ضرب مجبوب باشد دهم آنکه حشو مکفوف بود
و عروض و ضرب اهتم یازدهم آنکه حشو مقبوض و مکفوف باشد و عروض و ضرب اهتم دوازدهم آنکه حشو
مثل یازدهم عروض و ضرب مجبوب باشد و اما از جمله دوازده وزن دیگر که صدر و ابتدای آن اخرم می‌آید یکی
آنکه یکجزو اشتر و یکی سالم و عروض و ضرب اخرم اهتم باشد دوم آنکه یکجزو حشو اخرب یکی سالم و عروض
و ضرب مثل اول باشد سوم آنکه یکجزو اشتر و یکی مکفوف و عروض و ضرب مجبوب آید چهارم آنکه حشو
اخرم و عروض و ضرب مثل اول آرند پنجم آنکه حشو مثل چهارم و عروض و ضرب ابتر آید ششم آنکه حشو مثل اول
و عروض و ضرب ابتر آرند هفتم آنکه حشو یکجزو اخرب یکی ... آرند و عروض و ضرب اهتم هشتم آنکه
حشو مثل دوم و عروض و ضرب ابتر آرند نهم آنکه یکجزو حشو اخرم یکی اخرب و عروض و ضرب مجبوب دهم آنکه
یکجزو حشو اخرب یکی مکفوف و عروض و ضرب مجبوب آید یازدهم آنکه ... حشو ... یکی ... و عروض و ضرب اهتم
دوازدهم آنکه یکجزو حشو اخرم یکی اخرب و عروض و ضرب ابتر ... این بیست و چهار وزن ...



اور اقم حروف برای این اوزان شش رباعی گفته که هر مصرع از آن مشتمل بر وزنی هست پس رباعی دوازده اوزان اخرب و سه رباعی در اوزان اخرم ما رباعیات اوزان اخرب است لمولفه ای عشق ترا چو من هزاران طالب ۞ دیدار تو یوسف مصری راغب ۞ در هجر تو جانم را صد محنت و غم ۞ زان رو که نگردی تو ز من غائب ۞ وله پیش تو آورد دل با نیاز دست من و زلف تو امید از ۞ در عالم پیش از من باند چه نیست ۞ دان به که نوازیم تو ای شوخ نوازنده وله ای آنکه نمودیم ز هجرانت زار ۞ از کوه محنت دل تنگم صد بار ۞ خواهم که پیش تو نگویم غم دل ۞ چون چاره بی تو نبود دشوار ۞ و اما رباعیات اوزان اخرم بیت سه هجرانت خون بی ادول کرده واندوه هست سینه من کل کشته ۞ دیگر تا کی فراهم محنت و غم ۞ کشتن گزین سخت تمایل کرده ولیه آ رباید یارا مه هی بنشینی بخبر غمیان تا کی ۞ یکستان ها جبین و میاش تو تلیالی از جالم تعالشمی ولرباعیات هم در راه فاقی نمی ۞ دل کی تو تو باش بی بخت مکی ۞ از دستم کا گرنیایید چه هم ستمه دیده

ول این بیت مثنوی نمی‌شود و در بیت قصیده عروض پیرایه تمام یافت والحمد لله اولا وآخرا

الحدیقة الرابعة فی علم القوافی قافیه عبارت است از چند حرفی معین که اندر آخر مصرع یا آخر بیت در الفاظ مختلفه مکرر می‌شوند و حروف مذکور در مطالع قصیده و غزل و ابیات مثنوی آخر هر مصرع واقع میشود و در قطعه و باقی ابیات قصیده و غزل آخر بیت آید و حق قافیه از حروف آخر بیت یا ساکن اول که ما قبل او باشد متحرکی که ما قبل این ساکن باشد نیز داخل حروف قافیه است چنانچه درین بیت حکیم سنائی بکر مرکب اهل وهم مایل جهل شان بیش علم شان حایل که میم مایل و حای حایل نیز داخل حروف مذکوره است و چه این معلوم خواهد شد و این قول خلیل است و اخفش برآنست که کلمه آخر بیت تمام داخل قافیه است و بعضی ردیف را تنها قافیه شمرده‌اند و این قول اگرچه وجهی دارد اما خالی از مسامحی نیست چنانچه بجای خود گفته شود و حق واقع آنست که قافیه حروف و حرکات معین دارد و هر یکی چند را لقبی میگردد و بعضی چند لاحق بان میشود که احتراز بعضی واجب و از بعضی مستحسن است و ما اینها را در چند شعبه وانمایم شعبهٔ اول در بیان حروف قافیه باید دانست که روی اصل قافیه است قافیه بدون روی متحقق نمیشود و هشت حرف ملحق باو میگردند چهار قبل از روی می‌آیند چهار بعد روی اما آن چهار که قبل از روی واقع میشوند ردف و قید و تاسیس و دخیل است و آن چهار که بعد از روی می‌آیند وصل و خروج و مزید و نائره است اما ردف پس عبارت از الف یا واو یا یا ساکنست که بی فاصله قبل از روی آید چنانچه درین بیت حکیم سنائی قدس الله سره در نعت سید عالم صلعم اسمای الهی بروت ایمان و مدح چندگانه بگو بس از عثمان آن نصف آفت سر افضل از آن علم او در عمل او رسول را شنیده

زمصطفی تا ولی و گشته یکشوت منبرلش تنزیل و در بیت اول نون ردفی الف ردف است و در
بیت دوم لام ردفی او ردف است و در سوم لام ردفی یا ردف است و اگر بعد از ردف ساکن
واقع شود مثل یافت و بافت و دوست و پوست و بیخت و آمیخت بعضی حرف بعد از ردف را
داخل ردف شمرده اند و آنرا ردف زائد نام کرده خواجه نصیر الدین طوسی رحمه الله در رساله معیار الاشعار
حرف مذکور را داخل ردف می شمرده آنرا ردف مضاعف خوانده و پوشیده نماند که بفارسی واو و یا
ردف معروف و مجهول می باید معروف آنست که ضمه ما قبل واو و کسره ما قبل یا باشباع خوانده شود یا
مثل دود و پود و دید و چکید و مجهول آنست که بی اشباع باشد مثل زود و کور و بید و امید و جمع میان
معروف و مجهول نزد قدما و متاخرین جایز است چنانچه درین بیت حکیم سنائی با وجود تش
ازل بپذیرفته نیک آمده ولیک دیرآمده کسره ما قبل یا در لفظ پذیرد و لفظ دیر مجهول است و درین بیت
وله بیکر آب و گل زشوقش عور و لعبت چشم و دل کورش کور ضمه عور معروف است و ضمه
کور مجهول و درین ابیات ظهوری عشق آورده در تتبیر مرا چه کنی عقل که عزت نیز مرا ز خلوت خاص
حسن و عشق نگر که شد گنجهات نیز مرا خوش ظهوری بجام چو شیشه کرده عور کی مو نیز مرا
کسره لفظ ستیز و تیز مجهول است و کسره لفظ نیز و مو نیز معروف است وله از غمش شهر کوئی بیپوسته است بکنید
منع ز ابریم زره بست و بیضه لعبت بلا تر دیک است ز دل طاقت صد آن قید ردو درست و ضمه
لفظ شیر و زره مجهول و ضمه لفظ دو معروف است و الفی که با اله یا یائی ردف سازند معروف باشد چنانچه
درین بیت سنائی خلعتی کان ترا است هیچ جیب نبستانند ز سیستان خیز الا حرف قید حرفی ساکن
غیر ردف که بی فاصله از روی پیش آید حرف ساکنی که بی فاصله قبل از روی آید آنرا حرف قید نامند مثل

قافیه درد و سرد و آبر و صبر و صم و قسم و جد و مجد و ترم و رزم و اسم و قسم و حشر و نشر و قصر و نصر و عقل و نقل و فکر و ذکر و حلم و علم و امر و ثمر و تنگ و تنک و شهر و نهر و اختلاف حرف قید جائز است چنانچه صاحب گلشن راز گوید ه همه دانند کین کس در همه عمر نکرده هیچ قصد گفتن شعر و بایکه درین حال قرب مخرج را رعایت نمایند چنانچه درین بیت سعدی ه چه صبح چه شام چه بر و چه بحر ه همه و ستاینده و شیر از شهر و اما حرف تاسیس الف ساکن است که قبل از ردی آید و میان او و ردی یک متحرک واسطه باشد و آن متحرک را دخیل گویند مثل خادم و یاور و مائل و سائل و تساهل و تجاهل و اختلاف دخیل جواز دارد و تاسیس در قافیه از قبیل لزوم ما لا یلزم است چه اگر التزام آن نمایند خاور را با گوهر و مائل را با دل و تساهل را با بلبل قافیه میتوان کرد چنانچه در حدیقه و هم اشعاری با همعنی کرده پیش اما حرف وصل بی فاصله بعد از ردی می آید چنانچه حرف یا درین بیت سنائی ه همچو شمع آنکه را نماند شبی ه هر تو خنده چو گردنش بزنی و حرف ها درین بیت ه و له لاله غافلی تو ای بنده ه دل سیه عمر کوته و خنده ه و حرف وصل در اکثر یای متکلم یا مصدری یا تنکیری یا خطابی و میم ضمیر متکلم و تای مخاطب و شین ضمیر غائب و های مضمر آخر کلمه مثل لاله و ناله و نون مصدری مثل دیدن و شنیدن می باشد و اما خروج حرفیست که بی فاصله بعد از وصل آید مثل میم لفظ بردیم و خوردیم یا دال لفظ دیدمی چیدمی و تا در لفظ دیدمت و شنیدمت و اما مزید حرفی است که بی فصل بعد از خروج آید مثل بردیمش و خوردیمش و مثل یا درین بیت عنصری باغ اگر سر چرخ بودی ه لاله بودی مشتری ه نرجس اگر باغ بودی گلبنش چو زهره ه از گل سوری ندادی کسی معشوق را ه این اگر رخشنده

بود مثل آن اگر دلجو یا بیتی و اما نائره حرفی است که بی فاصله بعد از مزید آید مثل شین در سیر دیستمش
خورد ستمش و آنچه بعد از نائره آید حکم نائره است خواجه علیه الرحمه بر آنست که آنچه بعد از وصل آید
نظ ردیف است خواه کلمه مستقل باشد خواه غیر مستقل اما جمهور بر آنند که آنچه بعد از زوا
ید ما دام که کلمه مستقل نباشد ردیف نیست و اختلاف هیچ یک ازین چهار حرف جائز نیست
معتبر دوم در بیان حرکات حروف قافیه باید دانست که حرکت ما قبل روی را
ر حالتی که ساکن باشد و حرفی از حروف قافیه با او نبود توجیه خوانند و اختلاف توجیه
ر لوالی جائز نیست و اگر روی بسبب اتصال او با حرف وصل متحرک گردد اختلاف
رکت ما قبلش جائز است چنانچه درین ابیات خاقانی چشمه خضر ساز لب از لب جام کوثری
ز ظلمات بحر جیبت آینه سکندری گر ز حجاز کعبه را رخصت آمدن بود در حرم خدایگان
مه کند مجاوری پور سبکتگین توئی دولت ایاز خدمتت بنده بدرد و لتت شکر
عنصری و درین بیت سعدی نیاید ایام و برلی بنگویم که خار بی برگ گلی و حرکت ما قبل ردف
قید را حذو نامند و آن در ردف الف فتحه است و در ردف واو ضمه و در ردف یا کسره و در قید
حرکت می آید چنانچه در استاد آن گوشه شد اختلاف حذو که با ردف باشد جائز نیست اما حذوی که با حرف
قید باشد اختلاف آن جائز است متحرک آید جائز است چنانچه درین رباعی کمال اسمعیل گر شود دلم
منقش آئینه شود از دود درون انفس بسته شود در دیده از آن سبب که انهم تا هر چه نقش است
ان نشسته شود و فتح ما قبل تاسیس را رس گویند و حرکت حرف دخیل را اشباع خوانند و اختلاف
اشباع در جائی که روی متحرک آید جائز است چنانچه درین دو بیت سعدی

تو نیز با گدای محلت برابری * مردی بگمان ببر که بسر پنجه بیست کتف * بالنفس اگر برابری دوم کرشا طری * وردی چون با حرف وصل پیوند حرکت او را مجری گویند مثل کسره را در بیت صدر و حرکت حرف وصل را نفاذ گویند و حرکت خروج مزید را نیز نفاذ گویند نائره متحرک نمی آید شعبه سوم در بیان اوصاف روی القاب قافیه بدانکه روی ساکن را مقید گویند چون بسبب حرف وصل متحرک گردد روی مطلق خوانند و هر یک ازین نوع اگر با حرفی از حروف قافیه جمع نشود یعنی غیر از روی حرفی دیگر از حروف قافیه نباید آنرا مجرد نامند و اگر با حرفی دیگر جمع گردد آنرا با آن حرف منسوب میسازند پس روی مقید را که تنها باشد مقید مجرد گویند و اگر حرف ردف دارد مقید با ردف خوانند و علی هذا القیاس مجرد یا مطلق مجرد یا مطلق با ردف یا با قید یا با تاسیس خ انتقال السکاکی ثم ان القافیة لاشتمالها علی حرف الروی تتنوع باعتبار الروی و باعتبار ما قبله و باعتبار ما بعده اما تنوعها باعتبار ما قبل الروی فهی کونها اما مردفة او مؤسسة او مجردة و اما تنوعها باعتبار ما بعد الروی لا لحقیقتها هذا الاعتبار الا فی اطلاقها فهی کونها اما موصولة من غیر خروج او مع خروج انتهی انواع قافیه و اسامی آن اینست قافیه مجرده قافیه مردوفه قافیه مؤسسه و قافیه موصوله اما حرف قید چون از عالم ردف ست قافیه را که با حرف قید باشد نیز مردفه گویند و قافیه که مشتمل بر حرف خروج و مزید و نائره باشد آن نیز در حکم موصوله است و ازینجا ظاهر میشود که روی اگرچه اصل قافیه است اما حروف دیگر را نیز در قافیه مدخل است بخلاف کسانی که حروف دیگر را منکر اند شعبه چهارم در بیان عیوب قافیه اول آنکه روی یکجا ساکن و یکجا متحرک آرند چنانچه درین بیت حافظ صلاح کار کجا و من خراب کجا

۱۳۸

بیین تفاوت ره از کجاست تا بکجا و این غلط است و اگر حرف وصل را جای ساکن و
جای متحرک آرند تعدی گویند و سکاکی این عیب را در وقتی که مخل وزن شود عیب میداند
و الا فلا نوع دوم اختلاف توجیه و آنرا اقوا خوانند و مثالش در ذکر توجیه گذشت
و سکاکی گفته و فی الاصحاب من لا یعده عیبا لکثرة وروده فی الشعر و الاقرب
عده عیبا نوع سوم اختلاف ردی و این عیب اصلا سمت جواز ندارد اگرچه بعضی
باین نحو جایز داشته اند که ردی یکجا حرف تازی و یکجا پارسی باشد یا قریب المخرج باشند
مثل لب و چپ و شک و سگ و صباح و سیاه و غیاث و داس اما جمهور برانند که
این نیز جواز ندارد و این عیب را اکفا نامند نوع چهارم اختلاف ردف و این در اشعار تازی
جایز است اما در پارسی اصلا جائز نیست و شعرای عرب جمیل را با نزول و منیر را با ندیر
و مانند آن قافیه میکنند و این معنی در میان ایشان سائر و دائر است کما قال السکاکی والقرب
بالالف لا یجامعه الردف بغیره بخلاف الواو و الیاء فان الجمع بینهما غیر معیب نوع پنجم اختلاف
حرف قید ما بعد مخرج مثل عمر و شعر را قافیه کردن و این چندان معیوب نیست چنانچه گذشت
و در اشعار بعضی از اساتذه نیز آمده نوع ششم اختلاف اشباع و جای که ردی مقید باشد مثل تجاهل
و کامل را قافیه کردن نوع هفتم اختلاف حذو مثل نورد و درد بالفتح و این هر سه عیب را سناد
بالکسر گویند نوع هشتم ایطا است و فارسی شایگان گویند و ایطا تکرار کلمه است در قوافی بیک معنی اما اگر جا
بمعنی دیگر آرند ایطا نمیگویند بل صنعت تجنیس است و ایطا بر دو قسم است خفی و جلی ایطای خفی آنست
که تکرار در وی ظاهر نباشد مثل دانا و بینا و حیران و سرگردان بیا و دمیا و مانند آن و ایطای جلی

آنست کتنکر اید ره ظاهر باشد مثل درد مند و حاجتمند و ستمگر و افسونگر و مثل الف و نون

جمع را لفظ یاران و دوستان و مثل یا و نون لفظ سیمین و زرین و غمگین و شرمگین و مثل ها

دگلها و باغها و انشباه آن و مثل کرد و نکرد و بکن و مکن و ترا و مرا و نظائر آن و ابطای جلی

اقبح و افحش عیوب است و در یک بیت اصلا جواز ندارد مگر آنکه بفاصله ابیات در قصیده

و قطعه و غزل بیارند قال السکاکی و عیب الایطاء متقارب المسافة بین کلمة الایطاء

اما اذا طالت القصیدة و تباعدت المسافة فقل با یعاب نوع نهم تضمین و آنست

که قافیه و معنی موقوف بر ما بعد خود باشد چنانچه درین رباعی امیر خسرو در حسن

مستغنی ندا الا ❊ خورشید که هر صبح بدان آید تا ❊ خدمت کند و پای تو بوسد اما ❊ تا می نبوسی او

کرتا بوسد پا ❊ نوع دهم آنست که قافیه را در قصیده یا قطعه تغیر دهند و این افحش عیوب است

اما اگر اشارتی بر تغیر نمایند ترک عیب میکنند چنانچه شیخ آذری درین قصیده گفته

❊ نماز شام که از گردش قضا و قدر ❊ ز بام چرخ بیفتاد خسرو خاور ❊ و بعد از چند بیت

اشاره به تغیر قافیه میکند ❊ بنای قافیه را یک الف زیاده کنم ❊ بشرط آنکه نگیرند خورده

اهل هنر ❊ سوال کردم از آن نور دیده ابرار ❊ که ای عنایت تو ای کلبات قرار ❊ و سبعی که

اشارتی بدان نماید عیب نیست نوع یازدهم تکرار قافیه معمول است و قافیه معمول آنست

که تحلیل یا ترکیب صلاحیت قافیه بودن بهم رساند چنانچه درین بیت خواجه حافظ

❊ ستم از غمزه میاموز که در مذهب عشق ❊ هر عمل اجری و هر کرده جزایی دارد ❊ و چنانچه درین بیت

❊ مستم زباده مستانه هنوز ❊ ساقی با ترف خانه هنوز ❊ میکشی ام دلبر میگوئی ❊ تو بیکری

عشق و پروانه هنوز ❊ و چنانچه درین رباعی للمولفه ❊ گر شمع ز دلجوئی پروانه کند ❊ آتش زد

در پروانگکند ؛ فیاذ شمع من که در آتش عشق * پروانه صفت سوم دیر انگکند تو شبهه نماند که قافیه معمول اگرچه فی نفسه صنعتی نیست اما اجتماع ان در یک بیت معیوبست

شعبه پنجم در تقسیم قافیه باعتبار وزن باید دانست که خلیل بن احمد این قافیه را دو ساکن قرار داده چنانچه در صدر این مبحث اشارتی بان کرده ایم و از این قرار قافیه از پنج قسم برون نخواهد بود اول آنکه ان هر دو ساکن بلا فصل واقع شوند چنانچه درین بیت مثالی نایب مصطفی بروز غدیر * کرده در شرع خود مرا و را میر * و این قافیه را مترادف گویند دوم آنکه یک متحرک میان آن دو ساکن واسطه باشد چنانچه درین بیت وله در صفت رزم پای او محکم * وز پی ا مرجان او محرم * و چنین قافیه را متواتر نامند سوم آنکه دو متحرک میان آن دو ساکن واسطه باشد چنانچه درین بیت خاقانی جوش صوت برون کن در صف مردان درآ * دل طلب کز و ا رملک فعل تو ان شد پادشاه * و ال لفظ پادشا در تقطیع متحرک میگردد و این قافیه را متدارک خوانند چهارم آنکه سه متحرک میان آن دو ساکن واسطه باشد چنانچه درین بیت سنائی زو ادبت شکن ز روز ازل * دست او تیغ زن براوج زحل * و این نوع قافیه را متراکب گویند پنجم آنکه چهار متحرک میان آن دو ساکن واسطه باشد و این را متکاوس نامند و این قسم مخصوص بشعر عربی است و در فارسی نمی آید یا قافیه مترادف در بحر هزج در حالتی که عروض و ضرب مقصور یا انثم باشد می آید و در رمل در حالتی که مقصور و مشعث باشد و در مضارع در حالت قصر و تسبیغ و در سریع و منسرح در حال کشف و در وقتی که بذال باشد و در متقارب گاهی که مقصور باشد واقع میشود ...

عروض و ضربش سالم یا محذوف باشد می آید و در رجز مقطوع و در رمل سالم و مخبون و مقطوع و در مضارع سالم و در بحر متدارک مقطوع و متقارب سالم و در رباعی اتتر وقوع می یابد و اما قافیه متدارک و در رجز سالم و مخبون و در رمل محذوف و مخبون محذوف و در متدارک سالم و مخبون و در مضارع محذوف و در سریع مطوی مکسوف و در منسرح مطوی مکسوف و در هزج مجبوب متقارب محذوف و کامل سالم و مضمر واقع می شود و اما قافیه متراکب و در رجز مطوی می آید و بس و قافیه متکاوس در شعر فارسی نمی آید و در اشعار تازی هر پنج قسم با نحای شتی واقع میشود و تعداد وقوع این چهار قسم را در بحور که بر شمردیم بر سبیل حصر نیست چه ممکن است که در اوزان دیگر هم واقع شود شعر

و در بیان ردیف بباید دانست که ردیف عبارت است از یک کلمه مستقل یا بیشتر که در اواخر مصاریع یا ابیات بعد از قافیه آرند و اختلاف آن جائز نیست و مثالش این دو بیت مولانا ظهوری و آه و ناله تقصیری نکرده چه حاصل که تاثیری نکرده دعا و لب خراب باده سرخوش کرده ما را بهوش باش که بیهوش کرده ما را

و نزد خواجه نصیر الدین طوسی رحمة الله در ردیف تکرار لفظ معتبر است نه تکرار معنی و استقلال لفظ نیز نزد او در ردیف شرط نیست اما جمهور برآنند که ردیف باید که کلمه مستقل باشد و هم یک معنی جائز است که تمام مصرع مشتمل بر قافیه و ردیف آرند چنانچه در این رباعی مولوی جامی

من در غم هجر و دل بدیدار تو خوش تن در غم هجر و دل بدیدار تو خوش تا کی چشم پر اشک حسرت ریز اندر غم هجر دل بدیدار تو خوش و دو شعر اینجا بی ردیف را در اواخر متابعت شعرای عجم اختیار

کرده‌اند و ردیف از مخترعات شعرای عجم است اما سکاکی چند بیت خود که بطریق مردف گفته
در مفتاح ذکر کرده این دو بیت از آنجاست سکاکی حتام تنکر قدری ایها الزمن تقیف لو
توغصد ری ایها الزمن آر عنی و ارلاقوام طلعن بهم الاطلوع البدر بی ایها الزمن و خلاف
اشعار و شعر اصلاح از ندارد دیگر در صنعتی که اشارتی بان کرده شود چنانچه کمال اسمعیل گفته
ه سپید دم که نسیم بهاری ... نگاه کردم دیدم که بار می ... و بعد از چند بیت این
قصیده که ردیف را تغیر داده و اشارتی بان نموده و لنه بهرقان ناضی شد ... مستقبل
که برانام چنین چو شکوار می ... رسید بجای بیش ... آن بچهر آشکار می ... اما
حاجب عبارت از ردایفی است که میان دو قافیه آرند و این از صنایع لفظی است
در حدیقه و مذکور شد الحدیقة الخامسة فی فن المعما باید دانست که معما کلامیست
موزون که بدلالت ایما و رمزی اسمی از اسما بانواع دلالات حرفی و اشارات لفظی و قید موزون بجهت
و دلالت کردن اسم بنا بر غالبیت است الا میتواند بود که نثری مشتمل معما باشد و بجای اسم
عبارتی از معما حاصل شود و چون حصول معنی معمائی کلام بدلالات حروف و اشارات الفاظ
می‌باشد و بحث در این فن از تحصیل حروف اسم و تکمیل آن میکنند پس موضوع این فن حروف
و کلمات تواند بود و حروف را دلالتست که صورتست اول صورت لفظی دوم صورت خطی سوم
صورت عددی و دلالات و اشارات معمائی در این سه صورت سائر و دایر باشد و معما از کمال نقصان
چهار درجه دارد اول آنکه دلالت بر حروف اسم بترتیب کاتب سکنات کند چنانچه در اسم حسن
در حسن از سر آنانم شکوهی خود ل ... بازنست ز دو چهر فیروزی بفتح ... در اسم علی

چشمم بکشا زلف بشکن جان من ٭ بهر تسکین دل بریان من ٭ و در اسم محسن اگرچه
مبهم باشد نقد دکان ٭ بکاه سکه شد محتاج سندان ٭ مع ارتاج سن گفته با تصحیح
حرکات فافهم این قسم اتم و اکمل اصناف معماست درجه دوم آنکه معما دلالت
بر تحصیل حروف اسم و ترتیب آن کند و اشارتی باصلاح حرکت و سکون اسم در و نباشد و این قسم نیز
خالی از کمال و تمامی نیست و اکثر معمیات ازین قبیل میباشد چه اشارت بحرکت و سکون اسم
از محسنات معماست نه از ضروریات ما درجه سوم آنکه معما دلالت بر ماده اسم نماید و اشارت
به ترتیب حروف در ان نباشد و این قسم خالی از نقصانی نیست درجه چهارم آنکه معما دلالتی
اجمالی کند بمجموع حروف اسم بی آنکه اشارتی بخصوصیت حرف حرف شده باشد چنانچه در اسم محسن گفته
از دو عالم گزیده ام سه حرف ٭ که چهار صد شمار است عمر یار ... و این قسم
ناقص و نازل ترین اصناف معماست نزد ارباب این فن مردود و متروک است پوشیده نماند که از اجزای
بیت معما آنچه ضروری آن کار باشد آنرا اصول گویند و آنچه غیر ضروری است آنرا لواحق نامند و از اصول
آنچه تحصیل ماده اسم تعلق دارد آنرا اصول مقومه گویند و آنچه تکمیل صورت اسم نماید آنرا اصول متممه نامند
و از لواحق آنچه مناسبت با اصول دارد آنرا لواحق محسنه خوانند و آنچه منافرت از اصول داشته
باشد آنرا لواحق مشوشه گویند و آنچه نه منافرت دارد و نه مناسبت آنرا لواحق سالمه خوانند و ازین مقدمات
واضح شد که حروف کلماتی که در نظم معما اندراج می یابد نظر بمعنی معمائی از پنج قسم بیرون نیست
اصول مقومه و اصول متممه و لواحق محسنه و لواحق مشوشه و لواحق سالمه تفصیل این پنج قسم در ضمن امثله
بر هر قسم ... واضح خواهد شد و باید دانست که چون مقصود از معما افاده اسم است

خط کا مفاعیلن نظاره مفعول کرادر ... یعنی مفاعیلن نظاره مفعول کہ ہے اور ابتدا اخرب ٭ اس بحر مین صدر سالم ہے اور حشو مین ایک رکن اخرب اور ایک رکن سالم ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف ٭ مقصور نہین اور اسکی تجلی کے بیان کا ٭ جون تشبیع سراپا ہوا کرہرت زبان ٭ تقطیع مفعول نہین اسکے مفاعیل تجلی کے مفاعیل بیان کا محون ٭ جون

١٣٣١

اساطین این فن عملی چند برای آن قرار داده اند بعضی برای تحصیل مادهٔ اسم یعنی حروف آن
و بعضی بجهت تکمیل صورت یعنی ترتیب حروف اسم و بعضی برای تحسین یعنی تصحیح حرکت و سکون
حروف اسم و بعضی دیگر برای سهولت دو قسم اول بنا برین اعمال معما بچهار قسم منقسم میشود
اعمال تحصیلی و اعمال تکمیلی و اعمال تذییلی و اعمال تسهیلی و انواع هر یک ازین چهار قسم جدولی
نموده میشود و چون اعمال تسهیلی بسبب سهولت حصول دو قسم اول میگردد و گویا بمنزلهٔ خادم
مددگار آن دو قسم است پس اول بشرح آن پرداختن اولی جدول اول در بیان اعمال تسهیلی
و آن چهار عمل است انتقاد و تحلیل و ترکیب و تبدیل اما انتقاد اشارت کردن است ببعضی از
اجزای لفظ برای تصرف کردن ازو این عمل تصرفی است که وسیلهٔ تصرف دیگر میشود چنانکه
در ضمن امثله معلوم گردد و جزو لفظ مشار الیه از سه حال بیرون نمی باشد یا در اول کلمه واقع میشود
و یا در وسط یا در آخر اگر در اول کلمه است تعبیر ازان بلفظ سر و لب و رخ و مبدا و صدر و اول و تاج و افسر
و کلاه و مانند آن آنچه دلالت بر ابتدا داشته باشد نمایند و اگر در وسط کلمه است از او بلفظ دل و قلب
و مرکز و میان و وسط و نظائر آن تعبیر کنند و اگر در آخر کلمه باشد بلفظ پا و قدم و دامن و پایان
و انجام و اشباه آن تعبیر نمایند چنانچه در اسم اختیار گردی آشفته و شیدا همه شیدا بزلف ای ساخته
بی سر و پا بی سر و بی پا باز آید ۞ و در اسم فرید اول فصل بهار است بیا کاخر روز چه تو شتن بود وان
باغی ز رخ دلداری ۞ و در اسم فتوح اگر باز بماه نو سپهری منت اهند ۞ ز کلاه فخر
بر سر تو بان گوشهٔ ابرو ۞ و در اسم الیاس آن شوخ که از اهل نظر
دل برده ۞ و بی روی چو مه کرد نهان باز نمود ۞ از روی آتش زده شهر خواسته چنانچه

در اسم مجید چون شرف وصف کله ارشیاهم گویند سر حرم زارز ویش افسر اراجوید و
مغزه و سلخ و اوج و حضیض و فراز و نشیب بالا و زیر صافی و دردی شاخ و بیخ و جیب
و دامن و امثال آن گویند و اول و آخر کلمه اراده نمایند چنانچه در اسم شکر الله گفته که رو
نماید از غره ماه تا بسلخ ؛ در دلها شمار مه گشت نگرامی شرف و در اسم نجیب گریبان سید
جانم ز شوق دامن افشانی بدید و ز ز دامن دامن گریبان گریبانی ؛ و در اسم سیف الدین
در سفالین کاسه افگن صاف یاقوتی عقار ؛ در بود دردی دردش هم ز ران آشنا بیار
و الفاظی که دلالت بر احاطه شی نماید مثل پوست و جامه و مانند آن گر گیرند و اول و آخر
کلمه از ان اراده نمایند چنانچه در اسم موسی پوست از مدعی مغز از دوست ؛ خوش آنکه
مغز آمد و آن پوست ؛ و در اسم خواجه چو قد خویش را از جامه های نو بیارایند خوش
آید بر قد او جامه خود را کاش نماید ؛ جامه جامه جسم است حرف وسط اگر زیاده بر یکی
مقصود باشد دلها و مرکز ها گویند چنانچه در اسم ابو اسحاق یک نیمه حلوا آتشید ازشرم
دندانش که زو نا گوشه قند لبش لب از حلوا سوخته ؛ و در اسم ثابت رقیب است که
یابد ز نام دوست جو چو در ثبات دو دل او گشت ریزریز ؛ و گاهی بطریق قاعده صدر
حرف اول کلمه را آغاز و دوم را یمین و سوم را امام گویند چنانکه در اسم قاسم فا قاف عین لام
و لام میم و میان عین الا عشق فاسین ؛ و جانب یمین گوشه گشن و پهلو گویند و دل نگاه
حرف اول را گیرند و گاهی حرف آخر چنانکه در اسم و طرمی از خسته شکایت ملک از قسمت خویش
میر جانب بانا همه خوبان همه وش جانب با العموم که آخر کلمه واقع شده اگر از آنجا

جانب او الف ست که در اول کلمه واقع گردیده گاهی این اشارات انتقا و معما ساقط عما
دیگر حاصل شود چنانچه در ہم و لبسی ان شوخ لفظ ساحری نفسی پنهان اند و
کشته بسی ساحر که کمان و تیر فرماید کار ازموده بدیم و ندیده است کسی پوشیده
نماند که کمان و تیر و نقطه ساحر حا و الف ست کا فرمون ان عبارت از انداختن ست
و بعد از اسقاط آن لفظ سر از ساحر میماند که بسبیله انتقا و شده چنانکه در اسم سراج الدین
کرا دبیا دفنا و باد تا جان هیچ دارد ل آشفته وا رهد لفظ تا جان کیب یافته که وسیله انتقا
ست و از یک تاج فنر و از دیگری نقطه تاج مقصود ست و از لطائف انتقاد نست که تعیین
حرف نه کلمه اول او و مه آن باشد چنانچه در اسم کریم انچه وندان ست و را اگر کبیان ہمه
از شکر بنیم شده پوشیده پنهان تمیمه ماده اسم لفظ شکر بنیم ست و چنانچه در اسم النعمان
در دل من گفتها بطلعت ان سیم گشته ساکن غم نبود ساکن نخواید دیگر نوعی از انتقاد ست
که حرف را بند کرده او که غایر حرف کلمه دارد و مثل ثانی و ثالث و مانند ان تعیین بخشند چنانچه
در اسم وحید جهان پر از کرم یار و پرورش باید که بحساب عنایات خود بیفزاید از عبار
سابع عنایات خود که تحلیل و ترکیب حاصل آید حرف مقصود ست اما عمل تحلیل عبارت از نست که
لفظی را که با عتبار معنی شعری مراد شد یا با عتبار معنی معمای متخرجی بسازند و جزو یا بیشتر مراد
از هر جزو معنی یا لفظ با آنکه بعضی اجزا معنی مراد باشد و از بعضی لفظ و همچنین اجزا ہمه مستقل باشد
یا ہمه غیر مستقل یا بعضی مستقل و بعضی غیر مستقل و معنی استقلال جزو انست که محتاج ضم جزو دیگر از کلمه
نباید یا فعل خود دیگر باشد اما مثال تحلیل دو جزو مستقل که از هر جزو معنی مراد باشد چنانکه در اسم خرم گوشه گوشه

147

ذیدان بشرف از دو خرم خندان بدو بمعنی خم و دان بمعنی امر دانستن ست مثال
دو جزو مستقل که از هر یک لفظ مراد باشد چنانکه در اسم بدر عاجز ند از درک نامش خاص
عام و ربقا باشد شرف قادر شو بلفظ قادر بدو جزو تحلیل یافته و مراد از هر دو لفظ ست
به معنی قابل و اما مثال دو جزو مستقل که از یکی معنی و از یکی لفظ مراد باشد چنانکه در اسم خرم
صاف راح روح بید رد خمار نیست چون روی وردت ساز کار لفظ خمار بدو جزو
تحلیل یافته و از اول همان لفظ خم مراد ست و ثانی بمعنی امر ست از آوردن و این نیز بدانند
که اگر از اجزای تحلیل لفظ مراد باشد در بصورت تحلیل زیاده بر دو جزو نخواهد آمد و فائده این نوع
تحلیل تسهیل عمل تبدیل یا عمل قلب خواهد بود چنانکه در اسم بدر گذشت و چنانکه در اسم شاهی
گرد تیر غمزه تا رخ جور کین بر دل شید ارهی نازنین بر دل شهی از بی گفته و لفظ ربی بدو جزو
که یکی از آن غیر مستقل ست تحلیل یافته و آن دلالت بر قلب ها میکند فافهم و اما اگر از بعضی اجزا
معنی و از بعضی لفظ اراده کرده شود در بحالت تحلیل بسه جزو و چهار جزو نیز ممکن ست اما مثال
تحلیل بسه جزو مستقل چنانچه در اسم علا بابدن نازنین اخی اخیه بحر خوار خصی بیست بنده عز
ابدی یافت نه بنیکان تا زیست لفظ نیکان بسه جزو تحلیل پذیرفته یعنی نی که آن تازیست و در
تازی نی را لا گویند و تحلیل بچهار جزو مستقل مثل لفظ ماندن که اسم ما انوره حاصل شود و بدون
تحلیل سبب سهولت اعمال دیگر شده و در امثله اعمال تحصیلی تکمیلی اکثر خواهد آمد و تفصیل اقسام آن در آنجا که در
خواهد یافت درین محل از مخافت تطویل و تکرار برین قدر اقتصار رفت تحلیل در حقیقت از فروع عمل مخصوص
است چنانچه ذکر کرده شود اما عمل ترکیب عبارت از آنست که مجموع اجزا را که پیش از ترکیب

در معنی شعری یک لفظ بوده باشد و معنی معمای یک لفظ اعتبار نمایند و مراد از آن معنی با
لفظ بود خواه آن اجزا قبل از ترکیب مستقل باشد و خواه غیر مستقل اما مثال ترکیبی اجزای
آن قبل از ترکیب مستقل باشد چنانکه در اسم عمر رنج دلهای کسان انجام آن غمزهٔ
صید خود ساخته بی پروانه و ام آن غمزه لفظ دامان ترکیب یافته و مثال غیر مستقل
چنانکه در اسم بیک گرچه پیش رقیبان با من ال اختیار هست از بیگانه
لیک آن ندارد اعتبار لفظ نهالی بید و جزو غیر مستقل ترکیب یافته و چنانکه
در اسم درویش مرد عاشق از غمت بگشا بناز ای سیم بر و بیر دل شیداش تیری در
اندوهش تیر و لفظ اشتی در اینجا ترکیب یافته چنانکه در اسم شیخ طاهر خطا گویم
کسی کش تیره شد ه ل خطا گو بیدلی چون هست غافل لفظ کشتی از دو جزو
مستقل و غیر مستقل مرکب شده و گاهی ترکیب از عبارت فارسی بلفظ عربی مستفاد
شود چنانکه در اسم عبید این خسته کوی آن صنم باید که باشد جای او دیار ترش دیر بیش
با سر تحدید بر پای او از لفظ ترمی که ترکیب یافته اسقاط الف از مقصود و مستفاد از لفظ
روبرش تبدیل الحی بحرف یا مراد است فتامل و مولانا شرف الدین علی یزدی حلل مطرز
عمل ترکیب را بر سه کرده تنشار ترک این عمل اینجا همین باشد که ترکیب اکثر متفرع بر
تحلیل میشود پس در نظر تحقیق زائد بر عمل تحلیل نیست بلکه داخل در وست اما در جائی که ترکیب
از اجزای مستقل حاصل شود تحلیل را در آن دخل نخواهد بود چنانچه در اسم عمر گذشت و در صورت
ترکیب را بر سه عملی باید شمرد و از اینجاست که مولوی جامی و ملا میر حسین نیشاپوری ترکیب را عملی

۱۴۵

رمل مثمن محذوف
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

علیحده قرار داده اند اما عمل تبدیل عبارت از انست که بعضی از حروف که از ضمن کلمه
حاصل شده باشد بعضی از حروف دیگر که غیر حاصل باشد بدل نمایند بیک تصرف یعنی اسقاط
مبدل و ایراد بدل بجای آن بیک عبارت مستفاد گردد پس بصورت کتابی
تشابه قیمی حروف منعرض نشده بیک تصرف اعتراض است از انکه اسقاط مبدل و تحصیل
بدل بجای آن هر یک از عملی دیگر واقع شود چنانکه در اسم سعید از نمایت مهر است که در وصال نوال
پیوسته گداز و و چندان گریه های بی لفظ مهر بوسیله عمل انتقا ساقط شده و بجای آن ابجد
عمل حساب حاصل آمد و این نوع خارج از عمل تبدیل است مگر باصطلاح این فن قائل شده
و مثل اکثر بیت اما مثال تبدیل چنانکه در اسم عوض سر حوض چون یار ان شستی
چشمه خضر شد کناره حوض و چنانکه در اسم اسعد دامن گل بسوی کشند پس بستان
خاک و خوش و چاک زین جمله امی بستان آخر چهار را خاک و خوش و چاک باشد
چون بحرف را تبدیل باید چاره خورده بعد چار حاصل آید تبدیل بواسطه تحلیل حصول
باید چنانکه در اسم نبی به بیند نشان قسمت رویشان نخواهند ان شا ابتدای ایشان از لفظ
نشان بپن شاید ابی ما قولی ما زنده بی شود نقد نشان در بیت مطلب ساخته تحلیل کلمه ایشان
و گاهی عمل تبدیل متضمن کنایه باشد چنانکه در اسم رشید از گردش هر انچه باید تغییر خواهم کرد تو
صورت آن ماه منیر و مهر را چون قلب ها ای تغییر نبی که صورتشی است بدل کند
چنانچه در اسم مقصود باغ را وقت گل زباد مصع نوای به سر بستان قبا قمری بسانی
از نقطه مربع چهار گوشه مراد ست از لفظ چهار گوشه تبدیل قاف بدال کرده است و چنانکه در اسم حسین

ماتند زر شود رخ من تا توبنگری ؛ مسکین بهیل شد کیمیا گری ؛ مراد از کیمیا گری زر شدن

مس ست و از ان تبدیل مس بعین مقصود ست فتامل و چنانکه در اسم **اسماعیل** بعد

یک سال ساقیا سمینه سود مزان شراب پارینه ؛ لفظ فانی کیب یافته انچه قیاس

نباشد سماعی ست و از سال که شامی و بلفظ سماعی بدل شود اسمعیل حاصل آید گاهی

عمل تبدیل تصرف در صورت کتابی حروف حاصل شود چنانکه در اسم **فصیح** میداد

رقیبان سهی قد را پند کند رخ بکس چو گل از تار خنده از جگر پسند نصیحت آن شوخ گره پیشانی

ابرو زد و سر پیش افگند ؛ گره ابرو نون ست و از گره زدن سر پیش افگندن آن تبدیل نون

بفامراد ست و گاهی تبدیل به مساوات قم هندسی حاصل آید چنانکه در اسم **ایوب** شمشاد

بپیش یار سیمین بر باد ؛ پیوسته ز رسم عزت استاده بپا ؛ تصحیف عزت عرب شود

وچون الف را استاده یعنی راست بنویسند رقم شش میشود و بواو تبدیل می یابد گاهی

لفظی که در و تصرف نمایند تمام مبدل شود چنانکه در اسم **نعمت** می فروشد بار مانا ز رفیق

مانع ست نماه را و ما بقیمت داده جان و از نوا در بدائع طرق تبدیل ست این تصرف

در اسم **دارا** زلفش که نقاب آن رخ گلگون شد بر دوشانه و آن شب دراز افزون شد

بر جو کشید آن صنم دامن از من ؛ از زلف وی انچه بود کج بیرون شد ؛ کشید دامن زلف

اسقاط حرف لام ست از لفظ دال و ز اسم قمر و از ان حرف رابه تخمیر و از زلف ثانی حرف لام

خواسته و چون کجی او بیرون شد بالف تبدیل یافت **جدول دوم** در بیان اعمال تحصیلی و ان

هشت عمل ست اول تصحیف دوم تخصیص سوم تسمیه چهارم تلمیح پنجم ترادف ششم اشتراک هفتم کنایه هشتم

۱۵۱

فاعلان مثال یکی گردن
تخفیف کا اور اسکا بیان ہو
میں ہوتی جاتی ہے ساکت
اور یکجا مطوی موقوف
سے مطوی مکسوف
فاعلن بھی اسکا
میں بسبب طے کے واؤ گر مفعولات
ہوا اور سے اسکا بسبب
وقف کے ساکن ہو کر بسبب
کسف کے

تصحیف ہفتم استعارۂ تشبیہیہ مشتمل عمل حساب یا تصحیف تخصیص عبارت از دو نقص است
یکی ذکر بعض حروف اسم با تمام آن بعینہ و این را تنصیص گویند دوم قصد اختصاص
و امتیاز آن حروف و بقرینہ کہ بوجہی از وجوہ دلالت بران نماید و این را تخصیص نامند طریق
نصب قرینہ آنست کہ صریحاً بمحل مراد نشان دہند و این چند نوع است نوع اول یکی آنکہ بتخصیص
مقصود اشارت نمایند بی تعرض بحروف کلمات دیگر چنانکہ در اسم کریم کریم خند
میکند دشمن * نام چو بہ شرف کردہ خویش * دیگر آنکہ تعیین حد مقصود بلفظی کنند کہ
متصل با او باشد چنانکہ در اسم بابا زانی تو بادی چہ بینی بس * از پیش نیم حاصل
نام تو بس * آنچہ در مصرع اول ماقبل لفظ تو واقع شدہ حروف اسم است دیگر آنکہ لفظی
یا زیادہ تر کہ بحروف مقصود متصل نباشد اشارت بدو نمایند چنانکہ در اسم جمال
تاج مالک رقاب کشور حسن * بعد بست تا لب لعل * دیگر آنکہ تعیین مقصود از
سیاق سخن و فحوای کلام حاصل آید چنانکہ در اسم بہار روی تو گلی روضۂ حسن بستان
نام تو بہاری کہ ندارد پایان * و حاصل این عمل مجرد حروف ملفوظ است و جائز نیست
کہ از بعضی حروف تخصیصی لفظ اراده کنند و از بعضی معنی مثلاً اگر راء را در این عمل گویند
را ہمان لفظ خواہند و اگر خواہند یا برآید جائز نباشد و اگر ضرورت افتد کہ از بعضی اجزا لفظ
ارادہ معنی کنند تا ذہن از آن بحروف دیگر منتقل شود باید کہ اشارتی بآن نمایند چنانکہ در اسم سیا
افسر بیا آگہ بر یاقوت سیما ز ہمی خواکہ ہوش کافی شعر در تازی اگر چشاوی عمر اسم
تحلیل حاصل شدہ گاہی بمجموع حروف تخصیصی بعد از حصول تعرض کنند

اعتبار نمایند و در تصحیف باید که بجای نقطه آن تصحیف شود چنانکه در اسم میر امان
دیدم مهی را مان زان نقد آل وزین سر معلوم شد شرف انام شرعیا لیکن گاهی مجموع حروف
دو اسم را ممزوج بیکدیگر در یک محل آرد و بجدائی هر اسم اشارتی کنند چنانکه در اسم جیحا
و توران و توحیران آن زین قضا چون بنشیند عنبر گو بنام تو و نام حبیب آرد کف در هم
امام و زین من میان درد و غم زار گشته از جور کین ٭ از میانم آن یکی این یکی از سو
ببین ٭ و گاهی تصحیف بعمل قلب حاصل شود چنانکه در اسم شادی شاه در پیش
رقیبان نتوان گفتن فاش ٭ نام صنمی که هست لعل لب او آتش ٭ و گاهی تصحیف کنایه
باشد چنانکه در اسم امام که گهی چون پا نهد آورد او م ٭ آئینه پیش نظر آورد او هام ٭ اما عمل تسمیه
عبارت از آنست که از اسم حرفی اسمائی خواهند یا از مسمای حرف اسم را کنند و باید دانست
که هر یک از حروف تهجی اسمیست مثل الف و با و تا و ثا الخ و اول هر اسمی مسمای آن اسم باشد
و آنچه بعد از مسمای است آن را بینات آن حرف گویند و بینات شانزده حرف باتفاق در تلفظ
نشده مثل ا ل م ن ح و ذ ص ض ق ک س ش د ع و دوازده حرف دیگر باقی
میماند اختلاف است نزد بعضی بینات ندارند و بعضی بیّنه است باعتبار الف ممدود و نزد بعضی الف مقصوره است
و منقطعات سور قرآنی منقوطی مثل الحمد است مثل الم و حم و یس که هیچ قرائت بالف ممدود روایت نشده
و از این قبیل است عمل تسمیه و این نوع سه نوع میشود نوع اول آنکه از اسم حرفی مسمای او خواهند نوع دوم آنکه بینه او را
اسم خواهند نوع سوم آنکه از اسم حرفی بینات او اراده کنند و این نوع از حضرت میر عبدالله اشرف الدین علی
یزدی صاحب حلل مطرز است که اکثر تسمیات استعمال میشد و این کتاب از نتائج طبع و ابداع او است اما نوع اول

۱۵۳

رکھا ہے اس بحر کو عرب اور شعرائے عجم سوا مزاحف کی سالم استعمال نہیں کرتے اور عرب مخبون اور مسدس نہیں سمجھتے اور اردو میں بھی شعرائے فارسی کے اتباع سے مثمن استعمال کیا ہے اس کو وقت ...

چنانکه در اسم شرف ترین جانب شرع از آن سعی کشف پر آبی است و درین میان شرف را گاهی
حصول اسم حرفی باعمال معمای با چنانکه در اسم صاع نیست این بله آخر که به عقد او
کف خونی است زدر پای تن افگارم * لفظ ضاد بتحلیل و ترکیب حاصل شده چنانکه
در اسم فتحی چون بخواند یار با آوازنی * بشنوازنی آن نفس تحسین و از لفظ تحسین
که بعمل تحلیل حاصل آمده حرفش مراد است * درین قسم گاهی اسم را تثنیه یا جمع گرفته
ازان مسمیان آنرا خواهند چنانکه در اسم مقصود من هم از ناخوشی خویش مشوش *
بهر من آفاق گشته پر ز دل خوش * لفظ آفاق که بتحلیل و ترکیب حاصل شده
چون بر گردد و قافان میشود و چنانکه در اسم یحیی کو آه برآمد از دل محنت کش گو
آتش دل علم بگردون برکش * کو خون دل گرم بجوش از دیده * کو ز دل بگیر یا آتش
از لفظ یا آت جمع یا مراد است اما نوع دوم از تسمیه که اسم مسمی اسم خواهند چنانکه در اسم
فیروز بتقصد حال دل ناتوان رنج کشی * رنج چو ماه پیایی نمود ماه دستی * یکبار از رنج ماه
فی خواستند و بار دیگر روا اراده کرده و چنانکه در اسم نوری سمّا حرفی که آن بی قدر و منی بار با سست
راست آخر کی بود بی وجه خوانیش روا است * از اسمای حروف آنچه بی الف و یا با نون است و گاهی لفظ
مشتمل بر مسمی اسم او مراد باشد بعینه مذکور نمی‌سازند چنانکه در اسم سها نام مه بی مهر ان غارت
نازه از دامن کین بر میخیزد * درینجا تا او وسیله تسمیه شده و گاهی لفظ حرف را که بمنزله اسم جنس است
ذکر کنند و ازان هم مسمی آن اراده نمایند و هم اسم چنانکه در اسم قاسم چو خط است شرف که نامش ز قلم طی کرد
دو حرف ز لیقا نون ستم * از لفظ قانون ستم اسم نون و مسمای تا از سا نموده اما نوع سوم از اسم حرف

بینات انرا اراده کنند و این را صاحب حلل طرز ابداع نموده باید که اشترتی باراده بینات واقع شود چنانکه در دو اسم امام و امین بعلتش بینات دو جو هر کان خویش نام رقیب لفت کهی گاه از آن خویش ۸ دو جوهر مراد از اسم لام عین است و چون دو بار بینات لام بگیرند امام شود و اگر یکبار بینات لام و یکبار بینات عین بگیرند امین حصول یابد و چنانکه در اسم عبد القادر بنده چو امان خو د را لبسط کرد و شد تمام ۸ دل میدا ز قصر و فضل اسم داد ان مقام ۸ صاد قصر را ساقط نموده بینات صاد را بجای آن اورده ما عمل تلمیح عبارت از انست که اشارت نمایند بحرفی یا بیشتر که در محلی معروف مسطور یا مذکور باشد چنانچه در صنائع شعر مذکور شده انچه در معمایان تشان توان داد از دو حال بیرون نیست یا از قبیل کلمات است که در محلی مشهور مسطور یا مذکور میگردد یا حروف مفرده است که در موضع معین از برای علامت اشیام قوم سازند مثل رقوم تقویم و اصطلاحات و ماننده آن چنانکه در اسم احمد گر فاتحه فاتحه را دریابی ۸ حاجت بنو شرف لبسی پاره ترا و در اسم الیاس سورهٔ حسن چو بر صورت منسوبت شد ختم ۸ صورت خاتمه ذکر مجید است نام خاتمه قرآن سورهٔ الناس است و باید دانست که اصحاب تنجیم در وضع ارقام تقویم اصطلاحی چند از برای اختصار مقرر کرده اند که در عرف ایشان مثل اول مشهور است مثلاً در بیت کواکب سبعه بحرف آخر آن اکتفا نمایند و شمس و قمر را س و ر مینویسند و علی هذا القیاس بروج دوازگانه را با ارقام و شرف و هبوط و اوج و حضیض و امثال آن چنانچه علامت روز دل علامت شب و صفر علامت الف علامت نور و ب علامت جزو اوج علامت ط ان بدین قیاس یعنی علامت دلو یا علامت حوت

هست و در شیت ایام هفته الف علامت یکشنبه و ب علامت دوشنبه و همچنین
از برای هر یکی حرفی معین نموده بجای آن می نویسند و چون بر متعالم شهرت بآن چیز تمام
ذهن منتقل نشود بحرفی که مخصوص اوست چنانکه در اسم شمس و ش شرم که نما
گل و پیدا آمد قمر از شرم نهان گشت چو خورشید آمد [illegible] بوسیله تلمیح شده
چه خورشید مرادف شمس هست چنانچه در اسم اویس با سپهر مشتری میگردد
او قیمتی هست و مشتری دارد مهر او و چنانچه در اسم فیروز بخت با شرف مشتری ماه
ببین از دل اوج و صورت بیچ بدیباچه تقویم نگارد و در اسم صاعد با آنکه دل زمن
هستم بجان اسیرش با بیدل صفاست مارا چشم شیرگیرش و گاهی برین قسم
لفظی را که حرف مقصود علامت او باشد بعینه ذکر کنند و مرادف او را بیارند بلکه
و تحصیل آن بعلمی دیگر توسل جویند چنانکه در اسم طیفور ترکی که فدای نام او گرد
هندوی فلک و خانه برفورده و خانه زحل که جدی دلو هست کنایه از نموده
علامت ان طای مفرد هست واما مثال انچه در مجلی مذکور باشد چنانکه در اسم لبیک
ای محرم کعبه انچه در ره کوی تو باید که بغفلت ذکر ان همه کوی تو انچه محرم کعبه در راه میگوید
لفظ لبیک هست اما اعمال ترادف انست که دو لفظ یا بیشتر که برای یک معنی موضوع
باشد یکی را ذکر کنند و دیگری را خواهند اعم ازینکه در یک لغت موضوع باشد یا در لغات مختلف
چنانکه در اسم شروان شرف از نام شریف تو نشان میجوید لب شیرین تو پیوسته بجان میگوید
بود و در اسم بهمن گلشانی زنام محبت [illegible] بهمن [illegible] گفت بار [illegible] زجان [illegible] ان خواسته

١٥٦

باز جو و نهرو پوشیده نماند که الفاظ مستعمل بر دو قسم است مفرد و مرکب مفرد یا اسم
یا فعل یا حرف و مرکب یا تام است یا غیر تام و عمل ترادف در جمیع این اقسام واقع میشود
اما در اسم جنس چنانکه در اسم حسین گذشت و در مصدر چنانکه در اسم مسعود خواجه کوی
جانان عمری و از گشتن نه تا آن نی پای تو ندان نیم بیا گشتن که از لفظ باز گشتن عود
مراد است آن مصدر است و در ضمائر چنانکه در اسم منده و آغنه محسن است شرف دل او
جز روی نگار و لب دلدار مجو و در اسم مهام خوبان ستارگان سپهر ملاحت اند
ماه است در میانه ایشان نگار ما و در موصوف چنانکه در اسم محی الدین بکه مهر
ببرد پای و هوا سرای خطیب نقش آن جو که از بد حضور دل غیبت لفظ
آن مرادف الذین نقش و الدین میشود و در فعل ماضی چنانکه در اسم ... سعود احمد
سیدانی چون نام سوال کردم از بیدانی بر طرف سمن فگنده یکتا زموی پس گفت نام
گشت اگر بیدانی از مو شعر خواست و مراد از تمام گشت لفظ تم که مقصود بالتمثیل است
و در فعل مضارع چنانکه در اسم یحیی گر شرف شود از فراق دوست جان ... نه گوید
بدان معرا و زنده میماند لفظ یحیی است و در حرف چنانکه در اسم یوسف موسی ... بود
دل از دل چو در آمد یوست نهار فت از دو دل ... مراد است و در مرکب تام چنانکه در
اسم نظام نگار سوی شرف زجان سینه علامتش گمان نیز گرگره و نشان مده زنامش از لفظ
گمان نیز و باطن ... است و در مرکبات غیر تام چنانکه در اسم عیسی از صورت نام و نشانی برو شن
چشم تفصیح سر زبانی گوید و در اسم نور الاسلام مست نام آنکه و شبد و ریش جشم

۱۵۷

روشنائی مسلمانی نه نیکو تر زبان در چنین مواقع نه زبانی که لفظ مقصود از لغات آن زبان
باشد اشارت کردن بسیار پسندیده است چنانکه در اسم صمد گذشت چنانکه در اسم عیسی علیه السلام
نه بترکی شدم و زانکه می پرسیش نامم انچه اول گفتمت سر خوان تا بری السلام ...
آنست که لفظی را دو معنی یا بیشتر باشد و اشتراک تنها بی ترادف در معما نمی تواند بود زیرا که
مقصود در معنی معمائی حروف الفاظ است و با نیرو هش یعنی کاوش نیست در ترادف بجز
دریافت معنی حقیقی زیرا که مذکور مقصود انتقال نتوان نمود زیرا که آن بعینه بر طبق وضع موضوع بقصد کنایه
و در تعیین مشقت و خفائی که در معما باید در ترادف تنها میسر نیست زیرا که این قصور
را با ترادف ضم میکنند و طریقش آنست که لفظ مشترک بعینه مذکور سازند و مراد از وی بحسب معنی
شعری مفهومی باشد و نشبه معمای لفظی که مرادف او باشد باعتبار مفهوم دیگر چنانکه در اسم
رابع بیاب گرانی گشت حاصل پی چو بزم سر کوبیش سکر و خانه باید نشیحان
دل دعا گو بیش در بیت لفظ گرانی بحسب معنی شعری مقابل سبکی مراد مقصد معمائی مقابل
ارزانی و از آن لفظ ملاحظه خواسته که مرادف گرانی است گاهی لفظ مشترک را بعینه گو نیسازند بلکه بدل
مرادف آرند چنانکه در اسم سعدی در خواب شنیدم سحری ناگه در شوق بگفتم ابلی گشت نیز از
ای یار تو ام فرد و مدد ری مهر بیدار تو باشد که بیجم میدار از جهر اول الطریق تلمیح خواسته از دو ام
لفظ عین و از وی ملاحظه اشتراک و تسمیه حرف عین را عمل کنایه عبارت از انست که حرفی را
بلفظ غیر موضوعی له ذکر کنند و از آن لفظ موضوع له او را خواهند و این عمل بر دو قسم است
کنایه ابداعی و کنایه اعتراضی اما کنایه ابداعی آنست که موقوف بر ماده که بعمل سابق حاصل شده

فاعلاتن ہے لیکن مجتث سدس میں مستفع لن مقام ہے دو فاعلاتن ہر اور بحر خفیف میں مستفع لن دو فاعلاتن سے ... بحر خفیف سے ... مجتث ... معلوم ہوا ... نام ہے لیکن ...

۱۵۸

[illegible]

تباشد بلکه مواد اسم را بصفات و حالات و عوارضی که اختصاص بان دارد نشان دهند تا ذهن

کاملان بملاحظه آن انتقال مقصود نماید و این نوع قریب بلغز است چنانکه در اسم خضر را اسما

تسلی که بی غشتش حاصل است او بس + مشرف است ز نشو ز شرف های حسن المعی + او را ابر ایست بهم

مرکز محیط نصف محیط مغربیش ثلث مطلعی بد پوشیده نماند که حرف را نصف محیط و رام

مکرر واقع شده و آنرا باعتبار تاخر مغربی گفته و حرف خا را باعتبار تقدم محیط مطلعی گفته و عدد

حرف با ثلث خا میشود و چنانکه در اسم شمس نام تیم سه حرف است روشن کنم منفصل ثانی نه ثلث

ثالث آن بود ثلث اول + و این نوع را باعتبار حصول اسم معما میتوان گفت مگر الا در حقیقت لغز است

دگاهی در کنایه ابداعی بقواعد مصطلحات علوم توسل جویند چنانکه در اسم کمال الدین

نی جای تعب کسی گل کام نچید + بی رنج طلب کس بمرادی نرسید + زنهار دلا تو در کمین باش

و بگرد تمامتر تو شود ادات تعریف بپدید + مراد از ادات الف لام است و نوعی از کنایه ابداعی

بطریق تلمیح حاصل میشود چنانکه در اسم علی شیر بابی که فرشته صورت و حور آسا است

پیرایه حسنش ادب و علم و حیا است + نامش بولا همه شه و شیر است علی + بشنو ز شرف که او یکی تا نیست

خدا است + و فرق در میان کنایه و تلمیح آنست که در تلمیح حرف با کلمه مشار الیه عین مقصود میباشد و در اینجا از

مقصود میشود و قریب کنایه ابداعی آنست ابن معمیات میر حسین شفیعی نیشاپوری در اسم معز آنکه هست از ثریا

زور برو نرم بهتر + همو هم هست که زیر قدمش مانم سر + و در اسم قیا و دلا دور از کار و با جهان تن

مه در آن نیم باشد رخ دلبران به + آنچه در آن باشد باد است و در اسم عبد الحی ... عارض

و سر و قد آن شه زاده + منتا منبه بپاشنه بود سر آزاده + ماده اسم بلفظی مرادف باشد و لام

159

اور مصنوعین بجاے ... [illegible] ... درست ہے ... سوزان ہے ... اور اسکے بھی ... ناب جمل ... سوزان ... کے وزن پر ہے ... خفیف ... ہر رکن میں سبب ... مجموع کو ... [illegible]

منزلا او گفته و ساقط نموده الف او را بنده گفته و بلفظ عبید میل کرده و چنانکه در اسم لطیف
هست برگ و طبق باشد بجا نانش چرخ فیروزه چو اقطار کند بر خوانش با از لفظ فیروزه چون
روزه برده باقی قلب شود یف حاصل آید اما کنایه خفی آنست که اشارت نمایند بتکرار
لفظی که بعضی از اعمال معما حاصل شده باشد یا تجدیدی حاصل شده با لفظ سابق منضم گردد و یا
از و بلفظ دیگر منتقل شود بوجهی از وجوه پس کنایه خفی اشارت نمودن است بتکرار لفظ چنانکه در اسم
محمد بیت گشتم گهی چو بازگفتم ز فرق دو میم ز اول دوم از دوم سوم زاید بود و نوعی از صنعت تکرار است که
از لفظی معنی اراده نمایند و از ضمیری که راجع بان لفظ باشد معنی دیگر خواسته باشند و این صنعت استخدام
کرد فن بدیع تر دامنه عربیت مقرر است چنانکه در اسم سعد رقم مهر چو با او دیدم نمود از خانه
نشان با پدیدم از رقم مهر حرف سین و از ضمیر او که راجع به مهر است عین خواسته و مصرع
ثانی کنایه از عین است چه خانه چهارم خانه مهر و محبت است و از چهار حرف دال مقصود است و
چنانکه در اسم ابو اسحاق میان سر و قدش رسم تو نگار ایشان نهاده سر بهم و میان دل بیجود
از سر و قد دو الف خواسته و رسم تو نوشت و از ضمیر ایشان که راجع بسر و قد است سر بهم گفته
سین و قاف حاصل کرده از دل حسن مراد است و درین قسم کنایه اکثر توسل بذکر کلمه خود و خویش
و مانند آن جویند چنانکه در اسم امام انچه ز آئینه ام توقع بود آب عکس خویشتن بنمود
و در آن تعمیه اسم ایشی شرح جمال تو نشرت از آن نه با بیخود شد و دلش آن امانه و از بیخود شدن
ماه اسقاط آن می همراه است و گاهی این نوع کنایه با تسمیه ضم کنند چنانکه در اسم سیف قد تو است
حرکت کرد و الف بیخود شد تا تو دل گشته اش آن رشته ما به بیخود شدن لفظ الف حذف معانی مراد است

۱۶۰

ولفظ سرگشته درینجا از محسنات معماست از لطائف این نوع است این معما
باسم آدم مقتبس غمهای می ی بر سر کوی بریخت + شد تماشا کرد آن باده
که هر سوی بریخت + لفظ شاگرد بتحلیل و ترکیب حاصل شده اما عمل تصحیف عبارت
ازانست که بتغییر صورت رقمی حرفی یا بیشتر بهمت حصول اسم اشارت نماید این عمل
دو طریق است یکی آنکه بصیغهٔ تصحیف باشد چون لفظ تصحیف تحریف و رسم
و نقش و شکل و صورت و نظایر آنست و این نوع را تصحیف ضمنی نامند دوم آنکه اشکال حروف شود
بمحو یا اثبات نقطه که مابه الامتیاز بعضی حروف است از یکدیگر و این را تصحیف جلی گویند
و مورد این عمل از حروف هجا الست دو حروف است که در شش حرف دیگر عمل تصحیف [illegible]
و آن در لفظ گوهر عمل مجتمع است اما تصحیف ضمنی باوضاع مختلفه وقوع می یابد و از جمله یکی
آنکه صیغهٔ تصحیف را بمحل تصرف یا کلمه که دال بر محل تصرف باشد اضافت کنند چنانکه در اسم
ابوتراب ف در صورت ایوب صبا بر مه تراجوید که هست از در شاگرد [illegible] اسم فتح الله
در صورت بوسه تو حال عجیب است + میر و شرف آب حیاتش سبب است + و چنانکه در اسم
میر حسین چون شود سوار به رخش ستم زکین + سر سیر و دتو صورت [illegible]
و درینجا تصحیف بضمیری که راجع بمحل تصرف است مضاف شده و گاهی صیغهٔ تصحیف را بی اضافت
استعمال کنند چنانکه در اسم یعقوب گرد ران بت عفو باشد ای شرف +
صورتی زان خوبتر ناید بکف + و در اسم بشیر با امید کامی که آید بکف +
لبی نقش بر دل نگارد شرف + و در اسم عمران گر زند [illegible]

شیرین دهان * دیده * بشکل دهانش نبند و زان نقشی بخوان در اسم **ناصر** نام ترا
ای نامور بیاد دل و الا گهر * تا نقش کردم بر بصر شد محو از و نقشی دگر * از یک نقش
تا ناخواسته * دیگر حرف بازالا تصحیف جعلی که در آن محو یا اثبات نقطه حاجت افتد و تغییر
از نقطه بگوهر خال و دانه و ذره و مانند آن نمایند بسه طریق می آید یکی آنکه حروف مهمله را منقوطه
سازند یا بر حرفی که یک نقطه دارد نقطه دیگر بیفزایند چنانکه در اسم **فضل** گردد وسط فصل شستا
زلبر عطایت * یک قطره چکید بسر و بر آید ز کنارش * و در اسم **شیخ ویس** آید برسی تا شود
پیدا من درویش را * بیکنم صرف می در پای اشک خویش را * و در اسم **خضر** ترا است برورق گل
و خال عنبر فام * که گر تصحیف در آید شود شرف بر آرد نام * و جامع تصحیف جعلی و تصحیف این معما باسم
شیخ علی آمده سمن چه بود از نقطه خوی * دیدم رخ او سوال کردم از وی * بر راه مشار راه چیه
تصحیف بود * چون گفت به تصحیف گریه دم پی * مراد از تصحیف گریه لفظ جعلی ست
که تصحیف او ج علی میشود طریق دوم از تصحیف جعلی آنکه حروف معجمه را مهمله سازند چنانکه
در اسم **حسام** از چشم من جو ریخته هر آن گوهری که بود * در چشم قطره بار زد ریاد گرکشو
و در اسم **مسعود** انها بهر نثار فشاند دل بر سر نهاد * شمع در بزم تو دود بر سر از سر
بگذشته بود * طریق سوم آنکه نقطه را از محلی بمحلی انتقال نمایند چنانکه در اسم **یوسف**
خالها دارد تو در گرد دهن زیر لب عیان * از شرف جز صورت بیدل نماند از زبان *
و در اسم **رستم** دل دار گر گاهی بسر سیم اشک قدم * بالا فشانم خرد با بهر نثار تو در سیدم
از بدائع صور تصحیف جعلی ست این معما باسم **شرف** از طرف [illegible] قطره چو برداشت سر

کرد بجایش طلوع مهر و سه چیز دگر * مهر و سه چیز ای عجب هست یکی بر چهار * از شرف
این نکته بپرس گر تو نداری خبر * و در اسم **عمران** سوختن داغ از غم جانان خوش است *
در طریق کار ما نیز آن خوش است * طریق کار مانی که تحلیل حاصل شده نقش است فاهم اما
عمل تشبیه و استعاره عبارت از آنست که لفظی را ذکر کنند و از آن حرفی یا بیشتر اراده نمایند
که با آن لفظ مشابهت داشته باشد بطور تشبیه یا قاعده استعاره که بیان آن مشروحا
در حدیقهٔ اولی گذارش یافته و چنانچه در استعاره مذکور شده که وجه شبه در مستعار و مستعار منه
باید که ظاهر شود درینجا نیز باید مقصود را مذکور مشابهتی جلی باشد که میان قوم متعارف بود
تا ذهن بسهولت انتقال بآن نماید و از حروفی که تحصیل آن باین عمل بسیار واقع میشود
یکی الف است و تشبیه آن بقد و سرو و علم و نخل و نظایر آن کنند چنانکه در اسم **ابراهیم**
گفتم نه براه است که نام تو بدانیم * بنمود قد و خنده زنان گفت براهم * و در اسم
حسام حریم چشم در اسم وقت ابر بیار آید * کند نثار هر آن گوهری که از چشم * و در اسم
حیدر روایت و صفت نیست چون برانداز و شرف * از حیا دار ابند از علما را احمد
و در اسم ... ازان لب چشید طعم رطب * نخل خرما ز بن بیند ازد * دیگر از حروف
مذکوره سین است و تشبیهش باره و دندان کنند چنانکه در اسم **سعد** گره نهی بر سر این بند
بیدل * حقا که مهر تو نبرد سر سوی * و در اسم **حسن** شاه لب شیرین دندانش نگه کن *
نشان چو دو پیکان ترک سه کن * مراد از شیرین حلاوت و رشته دندان نیز گویند
چنانکه در اسم **شمس** از لعل لبش رشته دندان چو نمود * شکل نقش در میان پیدا شد

دیگر از حروف مذکور نون است که آن را برابر دو دال تشبیه نهند * و جیم و دو دال و لام الف را
بزلف صاد را بچشم چنانکه در اسم نجم الدین جمال ای پیمان و شکل ابروی بیش شمرند
بعید و درین مبحث و کوشش مدد * و در اسم نعمت یار تا دو دال را پدید از ناخن *
نقش یارم تمام ناشی بنیا نهاد و در اسم محمود بر تم محبوب خوبان است نقش هم عیان
بجای کل مدش اگر نقش دهان کوید و اکثر اشکله این عمل بسعادی ایجات
دیگر گنجایش یافته و بنا همین قدر کفایت است اصل حساب آن منقسم بر پنج اسلوب است
اول اسلوب اسمی دوم اسلوب فی سوم اسلوب تشبیهی چهارم اسلوب انتصابی پنجم اسلوب
انفصالی اما اسلوب اسمی آنست که اسم عددی را ذکر کرده حرفی را از حروف ابجد که اختصاص
بآن عدد دارد اراده نمایند چنانکه در اسم علاء بهر نظاره تو نگاه حساب چشم جو اهم
از دماغ پریشان ... و چون اسم اراده اسمی از قبیل تصریح است این نوع
معما چنان ... اسم عدد با اعمال معمایات ... لطف می افزاید
چنانکه در اسم تاج ... گشت باقی از فنا
و در اسم عبید نام آن ... آمد ... چون شفقت پیدا شد * صورت ...
و از آن حرف جیم ... چنانکه در اسم هلال ... که بلا بر ... بنام تو ختم * نهاد بر ... تا تو
رشته دندان ... دندان سی ... قوت هست از تالیف آن لفظ سی حاصل شد
که لام از آن مراد است اما اسلوب فی آنست که حرفی را ذکر کنند و از و اسم عدد آن حرف اراده کنند
چنانکه در اسم موسی گفتم ... ای جانفزای دلبند * آشفته گشت مو از ...

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

۱۶۵

گل انگشت چه بود من گل بام ست ازان لفظی خوشتر در نام عثمان هر گفتم بنام خویش گل عاد

شاد و چشم و گوشه ابرویشان شاد و ازگوشه ابرو حرف جا مراد است ازان لفظ شان است او

گروه و در اسم سلیمان لبلعل تو در شمار عدد است هانا حرف لب است پنداری که از شمار لام لفظ گی

مراد است اما اسلوب حسابی آنست که خواص اعداد و احوال عدد را ذکر کنند مثلا آن عدد

یا حرف و یا فصل و نحو آن باشد مانند جمع و فرد و ناقص و تام و زائد و منطق و اصم و تنصیف و تثلیث و تضعیف

و مانند آن که در علم حساب نیز مقدارت آن چنانچه معهود است و این اسلوب نیز نکات بسیار دارد و کسی که دانستن

علم حساب کرده و آن متداول شد و مولانا شرف الدین علی یزدی در حلل مطرز با شرح و بسط

بیان ادا فرموده در این مختصر بذکر مثالی چند ازین اسلوب اقتصار میرود چنانکه در اسم سلیمان سمی

و پنج در ده راه درمیان باکمی یکی ست ازان مقصود تا تثنیه لفظ پنج در ده است که پنجاه میشود

و از انجمن خواسته و چنانکه در اسم خواجه زین سیل سرشک من کرده آهنگ گنج گهر ولیک

تا هفت طاق رسد آخر تمام و خون باد و حرف ها دا آنچه از یکی تا هفت طاق است الف و جیم و ها

و زاست آنچه را که زوج باشد تمام گفته و اسم خواسته جمیع را در لفظ خون است و چنانکه

در اسم یعقوب غایت عقل بجسی بازار اطلس آل چه دو بار بینی چه اول هشتاد و اند و آن

و چنانکه در اسم قاسم شد ستاره چو رخ رنگ شکفته که این کار معهود است و حساب رسد تا

بتصحیف جمل حاصل شد در لفظ تا به که شعله وش است رسد تا این صد یک میشود و ... ان

قالب است و از هر چه شعر خواسته چون القطعا او بدین و در اسم مشتق اما اسلوب معمای عبارت است از

که مسمی را که یک جهت معین مستقیم مشهور باشد ذکر کنند و ازان ... بخواهند چنانکه در اسم احمد

از خدا و سمای جنت شد میعاد کلیم به مفتتح تا نه سطقسات آمدان فی ات کریم به خدا یکی و دو در بای
جنت هشت و میعاد کلیم چهل و اسطقسات که عناصر باشد چهارست و چنانکه در اسم منصور
مستور بود نامش و نقش سکندر شد از بهر کشف مزشمار جهات هشت از لفظ مستور
تبعض حاصل کرده و شمار جهات شعبر هشت است و در مصطلحات طبی گفته با اسم مجید بری کن ز لب
از امور طبیعی که از قدر بالای ارکان بر آمده امور طبیعی هفت و ارکان چهارست اما
اسلوب رقمی عبارت از انست که اشارت به بعضی از ارقام هندسی نمایند و از ان عدد
اوراخواهند و این بر دو طریق می آید یکی آنکه اشارت نمایند با ثبات صفر از برای رقمی
یا اسقاط صفر از رقمی دوم آنکه ارقام را به یکدیگر ترکیب دهند اما اول چنانکه در اسم سرور
در خط جوبی چو زمه خواهی با ج به صفری کم کن او لین لفظ خراج که چون یک صفر از رقم
شو دهین گرد و فقیر گفته در اسم رضا چون کل شفته ام یکپایه بالا تر رود و بی سر زرد
در راه بی پایان عشقت گرد و اثبات و اسقاط صفر گاهی بوسیله اعمال دیگر باشد
چنانکه در اسم جمال تا طلوع ماه مهر آئینش از شوق شمال شد بکر اولین برج شمالی را
غروب مراد از اولین برج شمالی حمل ست رقم آن در تقویم صفرست و از تکرار غروبش
اسقاط و صفر مرادست از سته صد که رقم شین ست در لفظ شمالی و چون صفر از رقم شین
کم کنند جیم شود و مثال طریق از این اسلوب چنانکه در اسم حمید سوال کردم از ان لب معانی
نام او ز لطف کلک گهر بار ساخت زیور و یکی میانه هشت دو زد و رقم ان شمار
کرده و در آورد حرفی از سر و شته چون رقم یکی را میان هشت و دو بنویسند دو صد و هشتاد و هشت شود

جدول سوم در اعمال تکمیلی و آن سه عمل است تالیف و اسقاط و قلب اما عمل تالیف عبارت
از ان است که مواد متفرقه اسم را که بوساطت اعمال دیگر حصول آن مده باشد به ترتیب حروف
اسم جمع نمایند و فرق درین عمل و عمل تخصیص آنست که در انجا مجموع حروف حاصله حکم یک
مفرد می باشد باعتبار معنی معمائی در تالیف مواد اسم را جدا جدا ایراد می نمایند در مواضع وقوع
وانضمام والتیام ایشان مراد می باشد و مراد از مواد مذکوره در تالیف اعم از آن است که حروف
مفرده باشند یا کلمات تالیف دو طریق می آید یکی آنکه جزو بهم پیوندد بی آنکه جزوی در جزو دیگر
داخل شود و این را تالیف اتصالی گویند دوم آنکه بعضی اجزا را در بعضی داخل سازند و این را
تالیف امتزاجی نامند اما تالیف اتصالی آن گاهی از نظم بحسب تقدیم و تاخیر لفظی مستغنی گردد
بی آنکه در کلام شعاری بتقدیم و تاخیر حروف باشد چنانکه در اسم حیدر بمعمای که ابتدای حال
دستی زبرای آخر کار ٭ و در صورت عایت تقدیم و تاخیر حروف اسم بحسب ترتیب و اجب
چنانکه در بیت مذکور اما اگر قرینه دال بر ترتیب یافته شود روا بود که مقدم را موخر ذکر کنند
چنانکه در اسم بایزید آن سر زلف که بود سته نمی پای برد ٭ گر بدست شرف قید بجائی بندید
و از نوادر این قسم است انچه ملا میر حسین ... گفته در اسم محمد مشتمل بر شیر او در مدح و
ثنای شاه جمشید مکان ٭ سلطان فلک سریر دارای جهان ٭ گردون چو حی نوشته آمد
ای دل خورشید نهاده دل بهر حرفی باز ان گاهی و اعطف است بر ترتیب ... بعد
بعد از واو مذکور شود موخر باید داشت انچه ما قبل است مقدم باید شمرد چنانکه در اسم
شکر الله شرعت وی و وفا شکوه تا ترجمان مگو ٭ بجایش نا بیت شکر و رضا فضل

انفصالش ❊ و وادی که در معنی شعری بمعنی عطف نباشد در معنی معمای گاهی بمعنی عطف گیرند و گاهی بای معیت و هر که مرادف علی می آید افتاد و تالیف کنند چنانکه در اسم حنیفه
سوی جانان بین ال مه بدان ❊ به که قافل یکجبه که دیدن ❊ و در اسم عماد بر مافکن اشکی که کرم
چشم عنایت ❊ کز دو توده مانده درین شهر بماندیم ❊ و در اسم ابوسعید از غایت دوستی بهم او
دل ❊ زر بر سر دست به سر زر زندان ❊ وارج فراز دنعل آن تا مقام بر شود چنانکه
در اسم مسافر چون افسر ماه و تاجش گویند ❊ باید که بود تاج مناسب او را ❊ افسر ماه و تاج
سین تاج است چنانکه سیم ست و بتا را و گفته و چون مواد تالیف اتصالی زیاده از دو جزو باشد
و خواهند که تصریح نمایند تعیین سطر و طرفین از برای ترتیب سطر را اصل زنند و طرفین را
بان ضم کنند چنانکه در اسم علی در طلابت شد فلک سر پای پری ❊ از طرفی آفتاب
و ز طرفی مشتری ❊ و در اسم فتوح تو دی آنکه آغاز و انجام فتح ❊ یمین و یسار تو زیور گرفت
و گاهی وسط را میان طرفین آورند چنانکه در اسم مسعود خورشید سر انداز و گل دل بازد ❊
هر گاه که خشت آورد سر بمیان ❊ و درین قسم گاهی نگر از تالیف مراد مثالی باشد
توسل جویند چنانکه در اسم صدیق هر جا به بیچ آن پری باشد ❊ قامت تا قاف مشتری
باشد ❊ و در اسم ابوطالب زابرو نگو شری کامست ❊ وسطره تا لب تا او ❊
اما تالیف امتزاجی اکثر بتوسط کلمه در حاصل شود چنانکه در اسم شاه رستم سرکش کلاه
اسا از سدره گذشته ❊ و شهر باد آید رستم سر گذشته ❊ و بذی لفظ در تحلیل حاصل شود
چنانکه در اسم برهان شدم بآن در جستم تمام خود نشان بهم داد بار هم و گفتا طریق

۱۶۹

در بیان است * و لفظ قلب و دخول اشباه آن درین عمل مرعی داشته چنانکه در اسم
بختیار آن بیت که دل او پاره خارا دارد * ناخن که بر سیم کم یار او دارد * و گاهی
اوساط کلمه را بلفظ موضع و مقام تعبیر کنند چنانکه در اسم منصور یوسف خان طلب کن که ز دولت
عزیزی * در مصر هر محلی از تو فزوده چیزی * و گاهی بلفظ برشدن از منصفی مانند آن
ذکر کنند و دخول بعضی اجزا در بعضی اراده نمایند چنانکه در اسم علی عیدلی رسد و دست بر بلا
و ز بلا جمله کاست دل بر جاست * و در اسم میر قاسم تا شرف در دست نگیرد قلم *
با رقم اسمی بر آمیزد * در اسم * ماده نام لفظ رقم اسمی است که از امتزاج حروف بیکدیگر حاصل شد
و از غرائب تصرفات تالیف استرابی این چند معماست * در اسم احمد دل یا طفل از لطف و *
و ز لب دوست بحرفی موقوف * در اسم حمید دو می ار گوشید حد باید دو بن شرح است
دین معکوس آن گوید شرف گویا معما باشد این * در اسم کمال سر هم بود گل آن بت عید
خوی بر روی تو عکس کرده ان جال * در اسم مبارک کام دل است هست دل زان گرفته
رمز شرف نهد جز عارف هنر ور * و در اسم محمود صورت جو ست بس حج اجبه الا کمر و افسر
ملکش کلاه شد کلاهش کمر * و در اسم شاه نگر کعین بح بر یوسف ما با رقیبش بجهل بجا
آن گرگ شود طعمه شاهین اجل * اما عمل اسقاط که از آن تخلیص نیز گویند چنانست که حرفی
یا بیشتر از حروف حاصله را بیندازند یعنی اشارت بعدم اعتبار آن کنند تا مقصود از آنچه غیر
مقصود باشد خالص گردد و در اصطلاح این فن حرفی یا بیشتر که از لفظی ساقط گردانند
آن را منقوص خوانند و آن لفظ را منقوص منه گویند و آنچه بعد از اسقاط باقی ماند آن را

۱۴۹

صدر اور ابتدا اخرب یعنی مفعول اور بارہ [illegible]
صدر اور ابتدا اخرم یعنی مفعولن آتی ہیں تفصیل یہ ہے [illegible]
اور ابتدا اخرب اور حشو کا [illegible] سالم اور عروض اور ضرب [illegible] اخرم اشتر [illegible]
مفاعیلن فاع [illegible] مفعول مفاعیلن [illegible]

حاصل نامند و استقاط بر دو قسم می آید یکی آنکه منقوص اسم در ضمن منقوص منه بدون تصرف ساخته شود و از درجهٔ اعتبار بینداز ند و این استقاط علیمی گویند دوم آنکه منقوص را در ضمیر منقوص منه معین ساخته از درجهٔ اعتبار ساقط نمایند و چنین استقاط را شکلی خوانند و در استقاط علیمی تخصیص منقوص و تنقیص و از یک عبارت حاصل میتواند شد بنوعی که بهیچ عملی از اعمال اصولی و فروعی احتیاج تعقید چنانکه در اسم قوام مرا ابتدا زلف تو بنواختیم ناتمام خیال در دلش بماند دلی ناتمام بود ⁂ اما در استقاط شکلی تخصیص منقوص بوسیلهٔ عملی از اعمال تحصیلی صورت نه بندد و الفاظی که دلالت بر تنقیص نماید آنرا صیغهٔ استقاط گویند و این بر دو گونه می آید خاص و عام صیغهٔ خاص آنست که مفهومش مقتضی زوال جزوی معین باشد از منقوص منه و چنان صیغه دلالت بر تخصیص و تنقیص میکند مثلاً لفظ ناتمام و ابتر و کوتاه و مختصر دلالت بر نقصان حرف آخر مینماید چنانکه در اسم علی در چشم ناقص آید با تمام عزت ز جز صورت بخود نیابد اهل کمال معنی ⁂ و در اسم کیخسرو کی سخن کوته کنم یار و نماید و صف یارم زیر بالائی است باقی سخن بیهوش شد ارم ⁂ و لفظ مجوف بمعنی خالی اشاره از چهار بر نقصان مابین الطرفین کلمه میکند چنانکه در اسم سیف تشنه ایم چمان بر آبحیات مجوف سبوی کنار فرات ⁂ و صیغهٔ عام آنست که مشعر باشد بر جدا شدن جزوی لا علی التعیین و درین صیغه ناچار است از انضمام امری دیگر که افادهٔ تخصیص منقوص نماید چنانچه در مطاوی مثله معلوم خواهد شد و باید دانست که از طرق استعمال صیغهٔ نفی است اما لفظ نیست نبود و مانند آن بمنقوص شود و اگر بصیغه ندارد و مانند آن بود عاید بمنقوص منه گردد چنانکه در اسم

بلال به تیغ ار بکشی شاید ولی پیوندرا گسل * بلا بر دل خوش است اما سر دوری ندارد دل * و صیغه کردن عمل بسیار واقع میشود و کلمه پیوستن آن را استعاط یعنی برادات انتفادی داخل میشود و استعاط مثلی بر لفظ منقوص یا انچه دال و باشد می آید چنانکه در رسم **یعقوب** قیب ز شرف از روی یار شد خرم * عقوبت تو اگر بی نهایت ست چه غم * و چنانکه در رسم **احمد** صباح مرد چو بی صبر گشتم از غم یار * بنام دوست صبوحی کن و شراب بیار * و در رسم **قطب** اشک خونی گریبان خودم پنهان کنم * قطره بیرون رفت در دامان محبوب او فتاد * و دیگر الفاظ که شعر بر سقوط منقوص باشد مثل رفتن و رفتن و شش و باختن و غختن و گداختن و افتادن و کشادن و ریختن و چیدن و بریدن و دمیدن و پریدن و پوشیدن و پاشیدن و شکستن و گسستن و سوختن و نشستن و زیان کردن و بر باد دادن و زدودن و سائر انچه بوجهی از وجوه دلالت بر نیستی و جدائی نماید چون فراق و وداع و دوری و مهجور و اشباه آن و اسنادیه افعال گاهی بمضمر کرده شود و گاهی بمنقوص گاهی بلفظ دیگر غیر این هر دو و گاهی بمتکلم یا مخاطب یا غایب بر سبیل افراد یا جمع بصیغه ماضی یا مضارع یا امر یا نهی چنانچه اکثری از ان در ضمن امثله ما تقدم گذارش یافته و چنانکه در رسم **حسین** دل بنده از حبس غم میرهاند * رقیب ار کمیر آستین بر فشاند * و در رسم **محمد** گر باز نهان کنی مرو می ز رگ * در دامان گو گیرم و امانت ندهم * و در رسم **سلطان** لب ساقی و لطف بیحد او * گر بود کو مباش می بمیان * و در رسم **مسعود** دوش از شبنم گلبن خویش تر ساخت گل * و سرو کشادی بیرون ز نقاب ساخت گل * لفظ کشاده تحلیل یافته و از وی نام سم ادست و پیراهن در اجون بر آفتاب انداز و آفتاب بالا خواهد بود و مقصود

بالتمثيل لفظ ريخ كشادي ست وگاهي صيغه استقلال البلاغت لغت آرند وآن چنانست كه منقوص را
باسقفي ذكر كنند كه شعر باشد بر استقاط منقوص ن وداين صنعت يا لفظي مفرد باشد كه دلالت بر استقاطش
وتعيين منقوص نمايد يا لفظ مركب كه بعضي اجزائش بر منقوص دال شود وبعضي بر استقلال آن چنانكه در اسم
جمشيد چون بيد شرف كرشمه ساقي ها — از جام تهي ز پا — در آمد غيلا لفظ تهي كه صفت
جام ست هم دلالت بر تعيين الف ميكند وهم بر استقاطش چنانكه در اسم بهمن در شعر ع شرف نام
شريعت بيان كرده بهر من لسوخته بود وانچه عيان كرد لفظ دلسوخته در معني معما لغت
لفظ بهر من واقع شده اگرچه در معني شعري لغت مستلزم ست ولفظ دل دلالت بر تعيين منقوص
ميكند ولفظ سوخته بر استقلال آن وچنانكه در اسم منوچهر در اكتاب چو كم رود جوان تيز ازشير
چو چشم خويشتن از نام خويش گويد باز لفظ تير از تير انداز كه صفت جوان ادع شده
دلالت بر تعيين الف دارد ولفظ انداز بر استقاطش وچنانكه در اسم بهمن [illegible]
جان شرف نام نيك يافت [illegible] اما قلب عبارت ست از تغيير
ترتيب حروف وتقديم وتاخير كلمات تا حصول اسم بران مترتب گردد ودرين عمل اگر لفظي
مذكور نمايند كه دلالت بران كند مثل لفظ قلب [illegible] عكس باز گونه ونظاير آن
درين صورت آنرا قلب صنعتي گويند واگر نحواي كلام شعر اين عمل باشد بي توسط الفاظ
مذكور آنرا قلب جعلي خوانند ودر جعلي اگر جان جز وكه قلب مراد ست بعينه در محل خود
تير تصرف نكرده اند قلب جعلي [illegible] نامند واگر شكل او در محلي ديگر تحصيل نمايند وبعد از ان
تصرف كنند قلب جعلي شكلي خوانند چنانچه در مبحث استقاط گفته شد واگر محل تصرف

بدل

۱۷۲

این عمل یک کلمه باشد و ترتیب برگردد آنرا قلب کل گویند و اگر بعدم ترتیب قلب شود

قلب بعض نامند و اگر زیاده بر یک کلمه باشد آنرا قلب کلی خوانند و وقوع این عمل یا بر سبیل وجوب است

یا بطریق استحسان چنانکه در اسم ایوب نام او مستم و گم شد دل من ناگهان هم بوی دل

گر بشنوم یا بم ز نام او نشان ** و قلب در مصرع اول که دل من بر او لالت میکند استحسانیست

چه اسقاط میم و نون از لفظ نا واجب نیست که ترتیب حروف باشد و در مصرع ثانی وجوبی است

فافهم و صیغهٔ قلب کل لفظ قلب و از گونه و منعکس و گشتن و نظایر آنست و صیغهٔ قلب بعض لفظ آشفته

و پریشان و بهم بر آمده و اشباه آن اما الفاظ زیر و بالا اگر بر دو کلمه اطلاق نمایند صیغهٔ قلب کلی خواهد بود

و الا بکلمه و حرفی اطلاق کنند بقلب کل تعلق خواهد داشت و امثلهٔ این اقسام در مطاوی

اعمال سابقه سمت گذارش یافته و درین مقام نیز مثالی چند ایراد نموده میشود مثلاً چون

لفظ ترسم مادهٔ اسم رستم سازد بکسوت نظم در این منوال باشد ستم نامش نگویم و نگویم قیب

ترسم که بهم بر آید آشفته شود ** قلب بعض بعضی باشد و اگر چنین ادا نماید ستم ترسم سرش بر قدم

افتد روزی ** قلب کل عملی عینی بود و اگر چنین گوید ستم ترسم که تیغ زند بر سر من ** و قلب کلی

باشد اما مثال قلب چنانکه در اسم منوچهر دل چو نام رفته باد دیده ** ره چو نم بود باز گردیده ** و قلب

بعض چنانکه در اسم حمید و شبنه شرف چو زاد در ماند ** آشفته بیع باز میخواند ** و قلب کلی چنانکه در اسم

حیدر مجنون که دانم چون ز عشق معشوقه دارد در دل ** همی خود پیش او فتد یا لیلی باک نیست

دگاهی وضع این عمل بر دیگر اعمال معما حاصل شود چنانکه اسم غنی کاتب تقدیر خط مشکبار ** نظم بنگاشت

بر خسار یار ** از عبارت نظم بنگاشت بر گشت حاصل آمد چنانکه در اسم سهراب سیل سر شکم ای سهی قد **

هست آنچه گرفته را چیده عبارت پیش تاب گرفته به تحلیل حاصل شده وقلب جعلی خواه عینی
باشد وخواه شلی بی وساطت عملی دیگر از اعمال معمایی تمام میشود چنانکه در اسم حسین
سخن با چو اسمر در میان داشتم * بی صورت نام نیکو شود * اینجا عمل انتقاد وسیله
اتمام قلب جعلی عینی شده و چنانکه در اسم امین کر جهان پر شود از سرو قد لاله عذار *
زان میان سر و قد خواهم که در آرم بکنار * و در اینجا عمل تشبیه و استعاره واسطه تمام
قلب مذکور شده و چنانکه در اسم رشید شرف ناست نعان میداشت از من * چو رشید
داشتم می گشت روشن * و در اینجا عمل تفسیر و تخصیص وسیله اتمام قلب
جعلی شلی شده تامل و در اینمقام مباحث اعمال ضروریه معمایی با تمام رسید حصه و
چهارم در اعمال تذییلی و آن شش عملست اول تحریک و تسکین دوم تشدید و
تخفیف سوم مد و قصر چهارم اظهار و اسرار پنجم معروف و مجهول ششم تعریب و تعجیم و
مولانا شرف الدین علی یزدی در حلل تعریض بذکر این اعمال نموده بنا بر آن که
از ضروریات معما نیست و معما بدون اینها تمام است اما مراعات این اعمال در حسن معما می افزاید
اما تحریک و تسکین عبارت از ثابت نمودن حرکات و سکنات حروف یا تبدیل حرکت بسکون
یا بالعکس چنانکه در اسم مالک شان میکند تیغ ابرو تعجب * گر زیر و زبر یافته خود را هر یک +
هر دو از خود نظر طلل است در ملک کلمه شاه فتح و کسر آن نمود در اسم حسن با خلوت شیرین
و حسن آن بود * چون دل ما شد اسیر مفتون آن ابروکمان * آنکه مفتون نون را
بجا آرد و مفتون حاصل شده و در اسم الفت زلف و قدش دل گر آید هر دوم

۱۴۴

هزار زلف بپایی به پیش و قامت هم ۰ یعنی همین را لام بپایی به پیش آید و همچنین لام الف وازیک پیش تقدیم واز دیگر پیش احداث ضمه مراد است و در اسم امان این

لباس ازرق صوفی و دامن کش زدی ۰ کرده می پیرش نهان و میکند انکار می ۰

لباس ازرق اق میشود و از زیر می نهان کردن استعاطیای او مقصود است و انکار

میکند یعنی زیر در انهان میسازد و اینجا مراد از زیر کسره است تشدید و تخفیف

عبارت از انست که حرفی را مشدد سازند یا تشدید از حرفی بیندازند چنانکه در اسم فرخ

خوش بود هنگام زینت آن رخ همچون قمر ۰ هر به آن رخ کشیدن دانها از مشک تر

لفظ فر دانها ترکیب و تحلیل حاصل شده و مراد از ان تشدید است آمد و تخفیف آنست که حرفی

را مشدد و سازند یا از حرفی بیندازند چنانکه در اسم شهاب سو نهان بیند اما چه حاصل نبیند سوی

آن ز و سند بیل ۰ سند بیل سپید میشود که اشاره باسقاط آن نموده در اسم شهاب

[illegible] مقصود بود پیش ما مقصود ز شش را نمود ۰ از زلف جیم و از ان نقطه شد [illegible]

[illegible] مقصود ما بیش را نمود یعنی مقصود [illegible] عبارت از انست

که حرفی [illegible] لفظ [illegible] مثل ماهی ماله باد و مانند آن [illegible] آن کنند چنانکه

در اسم [illegible] کرده ۰ احوال [illegible] وهیچ ما گفته نمانند

زین پیش [illegible] داشتم [illegible] ۰ ماده اسم لفظ [illegible] است [illegible] قطع نموده و [illegible]

اطلاع کرده و [illegible] چنانکه [illegible] غمزه ترکانه ۰ خوبی عجبی [illegible] [illegible] از حروف

انگشت [illegible] داشت [illegible] جانانه ۰ فانی حرف را با الف [illegible] تبدیل آنست

[illegible] ردی میں کسی حرف کا واسطہ اطلاق ردف [illegible]

شوده دواو او را فتحه ساخته باشارت لفظ ناگفته و درین عمل باید که اشارت باظهار یا اسرار کرده شود اما معروف و مجهول آنست که حرکتی مجهول را معروف سازند یا بالعکس معنی معروف و مجهول در بحث قافیه مذکور شده اما مثال اول چنانکه در اسم نور تا بکی دل خون خورد مجوید زلعل تو بهر + پیش نوش آید که باشد سیر از ان در وی زهر + پیش نوش آید که سیر باشد یعنی اشباع داشته باشد و در وی زهر حرف راست و چنانکه در اسم زکی بکی با طالع و بخت همایون + بکی زیر و زبر گشته دگرگون + مادهٔ اسم لفظ بکی است و دگرگون شدن زیر اشارت بمعروف شدن کسرهٔ کاف و از دگرگون شدن زبر تبدیل یای بکی بحرف زا مقصود است و چنانکه در اسم نویان در طرف نقاب نیلگرای دل که بود + پیش رخ آن نگار مایل بگشا + از طرف نقاب نون ملفوظی مراد است و پیش او را مایل بگشا و گفته و این اشارت بمجهول بودن ضمهٔ نون است اما تعریب و تعجیم آنست که چهار حرف را که مخصوص بلغت فارسی اند بدل کنند بحروف تازی یا بالعکس چنانکه در اسم بشیر بیت ای پسر از تو بهر جدا می خورشید و ستاره پناهی + از لفظ پسر چون جدا کرد حرف سین آن تبدیل بلفظ شمس یابد بشیر بیای فارسی شود و لفظ پناهی به و خبر و تحلیل یافته یعنی بای فارسی بهی کنند دو ستاره دا و دو نقطه باشد و در اسم سراج از بهر دعای آن مه بی چهر + برداشته دست عالمی از سر مهر + حاصل زدعای ت برداشته بین + اکثر ستاره کرده و سوی سپهر + حاصل دال چار است چون بگردد راج میشود و برداشتن اکثر ستاره اشارت است بتبدیل جیم فارسی بجیم تازی و این دو عمل اخیر از مخترعات متاخرین است و بعضی از این جمله از تعاریف طرق مذکوره چنین است بدانکه لفظ ... پوری است جمله ... شرح لغز و ماهیت آن

بباید دانست که لغز کلامی است که دلالت کند بر چیزی بعد از ذکر صفات و خواص آن
آن چیز دلالتی که دران خفای باشد و فرق در معما و لغز آنست که مقصود اصلی در معما اسما
والفاظ است و در لغز مقصود ذوات اشیا است و گاهی یک سخن را به اعتبار هم
بتوان گفت هم معما چنانکه درین قطعه جلال ای حکیمی که ز تو اگر نقطه
بر یخ جمله نشینان فلک خال شود چیست آن نام که بر حرف نخستش الفی
کنی ای خسرو این دال شود در فصیحی نخرد باقی آن نام بزرگ
لال شود و مولانا شرف الدین علی یزدی در حلل مطرز آورده که
الغاز می گردد و لغز دلالت بران کند مقصود همان باشد
دلالتی هست بر چیزی یا نه و در معما چون مسرح الفاظ قصد اسم باشد
و اسم لفظی است که دلالت کند بر مسمی پس در مطرح اشعار اشارت معما
تمایش امری دیگر معتبر است و شعور بان مستتبع شعوری دیگر پس اگر
و دارند حافظ مجرد لفظ و حروف باشد یا تعیین قطع نظر از
او را معنی هست یا نه و اگر معما شمارند مراد از آن لفظ باشد یا ملاحظه
او و مسمی تا اینجا سخن اوست و از مفاد این عبارت فرقی دیگر میان لغز
و معما ظاهر گردید فتامل و از موجبات حسن و جودت لغز آنست که
و معما که مقصود ذکر کنند بی تکلف بر آن صادق آید
چیزها را یا مقصود دران شرکت باشد بقسمی دانیم

که مجموع آن مختص باو باشد چنانچه بعد از شعر مقصود شبیه نماند و اگر صفات متناقض
واحوال غریب که در ظاهر محال نماید و در حقیقت مطابق واقع باشد برای مقصود
جمع کنند بهرهٔ تمام از قبول یابد زیرا که طبائع ارباب السماع امور غریبه عجیبه تمام مییا شد و فائده
لغز تشحیذ خاطر و تجوید ذهن است و درین مقام بذکر لغزی چند اقتصار میرود
در لغز قلم آن تیر صفت که شد دهان آماجش + در طور کلیم راز جو معراجش
هر چند بجور دهی و ضعیف مثل است + حکام در هند از پی دان باجش + و در لغز کفش
آیا چیست آن شکل مدور در مثال آسمان + نیست گردان لیک دارد دور چون
اختران + اختر الیش را همیشه از شفق باشد قبا + و آن همه چیده بکجا چیز نفشان
ضبط را زاروی نیاید کز نکو تفتیش بسر + پوست کنده میکشند از اصل خود در لغز
ظرف او از خوان قسمت لقمها دارد لذیذ + لیکه در طرفش نیابی لقمهٔ بی استخوان +
گرچه دلگیر است و زندان هر جگر افسرده است + در تبسم خنده زندان نماسازد
عیان + چون ترنج زرد دست افشار نگذارد ز دست + شسته مانندش بدست هر که
افتد در جهان + خوب او در ملک هند اکثر نصیب اغنیا است + گر فقیر شوار دست گیر
باشد بران + و گاهی لغز بزبان مقصود گفته شود چنانچه کمان من خود کج
و راستان زمن راست روند + از من ظفر و گشت دولت در روند + بیت آمده
خدمت چو کنم خم دهم + از هر طرفی زر مزده شنوند + و گاهی در لغز اسم مقصود را بطریق
در آخر ذکر کنند چنانکه در عصا دستگیری که دیدیا بر جا + که سر دست میرود پایش +

موسومی نسبت و از آدم بیشتر ذکر کرده قرایش چون صبا عاشق است
و آشفته شقی از وی بیان و نمایش و درین موقف حدیقهٔ پنجم سمت اتمام
پذیرفت خاتمهٔ کتاب در سرقات شعریه و شرح احوال و اقسام آن و بیان آنچه
با آن تعلق دارد باید دانست که اتفاق قائلین عموما در غرضی از اغراض
مثل آنکه شخصی را بشجاعت یا سخاوت یا غیر آن ستایش نمایند یا بفضایل
صفات مدحت کنند داخل در اعداد سرقه نیست چه این معنی در عقول و عادات
کافهٔ ناس تقرر دارد و فصیح و غیر فصیح همه درین امور شریک اند اما وجوهی که دلالت
بران غرض مینماید مانند تشبیه و استعاره و کنایه از نظایر آن سرقه را دران وجوه
مداخلت میتواند بود مگر بعضی از تشبیهات و استعارات که از غایت شهرت
در عقول و عادات استقرار یافته باشد و حکم غرض مذکور پیدا کرده مثل تشبیه شجاع
باشد و جواد بدریا و اشباه آن و چون این مقدمه مقرر شد گوئیم که اخذ و سرقه
در شعر بر دو نوع میباشد ظاهر و غیر ظاهر و هر یکی ازین دو بر چند قسم میتواند بود اما
قسم اول از نوع ظاهر سرقه است که شعر دیگری را بی هیچ تغییری در لفظ و معنی اخذ کند و این
را در عرف شعرای عرب نسخ و انتحال نامند و چنین سرقه بسیار مذموم و معیوب است علامه
تفتازانی در مطول آورده که عبدالله بن زبیر در مجلس معاویه حاضر بود این دو بیت
را بنام خود خواند شعر اذا انت لم تنصف اخاک وجدته علی طرف
الهجران ان کان یعقل و یرکب حد السیف من ان تضیمه اذا لم یکن عن شفرة السیف مزحل

ترجمه اش این است که هرگاه تو با برادر خود انصاف نکنی می‌یابی او را بر طرف جدائی اگر عاقل است

دوم شمشیر را سوار میشود بدل ظلم کردن تو اگر تو مفری غیر از ان نداشته باشد پس معاویه گفت که

بعد از من تو شعر گفته و هنوز عبدالله از مجلس برنخاسته بود که معن بن اوس داخل شد و قصیده

خود را که این دو بیت نیز در ان داخل بود برخواند آنگاه معاویه بعبدالله بن زبیر گفت که آیا

تو نگفته بودی که این دو بیت از من است عبدالله گفت که لفظ و معنی همه از وست اما چون

او برادر رضاعی من است من متصرف شدن شعر او سزاوارترم و این قسم را شعرای صاحب

قدرت ... نمایند مگر بسبیل توارد خاطر چنانچه غزل خواجه حافظ که مطلعش

اینست صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را که سر بکوه و بیابان تو داده ای ما را

... دیوان سلمان ساوجی بی تفاوت لفظی از الفاظ موجود است

... شیخ محمد علی حزین ... س ن

... آن ... چیند ... هم کرد ... ازو بوا

... یافته شده و نزدیک باین قسم است سرقه که معنی را بتمام اخذ نمایند و جمیع الفاظ

یا بعضی الفاظ را بمترادف بیارند مثلاً چنانچه این بیت امرء القیس وقوفاً بها صحبی علیّ مطیّهم

یقولون لا تهلک اسیً و تجمّل + اخذ و قوفاً تتبع واقف است حال واقع شده و ضمیر بها

راجع بمنازل است و در بیت ماقبل ذکر کرده و ترجمه اش اینست که یاران من در حالتی

که مرکب شان در منزل ... میگفتند من که بلاک مشو از حزن و صبر کن و این بیت را

طرفه که شاعر از دست قصیده دالیه آورده و بجای تجمّل تجلّد گفته و همچنین این بیت

عباس ابن عبد المطلب ؎ وما الناس یا نتاس الذین عہدتہم ولا الدیار الدار
التی کنت تعلم؎ فرزدق بکلام خود آورده بجای تعلم تعرف گفته و چنانکه این دو بیت
مولوی جامی ؎ بسکہ خم ابروی توام پشت دوتا کرده و شهر چو ماه نوم انگشت نما کرده
حزین ؎ با غم عشق تو مرا پشت دوتا کرده در شهر چو ماه نوم انگشت نما کرده اما قسم
از نوع ظاهر سرقه انست یعنی آنکه جمیع الفاظ یا بعض الفاظ اخذ نمایند و ترتیب نظم
را تغییر دهند و این قسم را غاره و مسخ نامند و درین قسم اگر شعر ماخوذ از ماخوذ منه ابلغ
باشد مقبول و ممدوح است چنانچه درین بیت بشار ؎ من راقب الناس لم یظفر
بحاجته؎ وفاز بالطیبات الفاتک اللهج؎ سلم ؎ من راقب الناس مات غما وفاز باللذة الجسور
ترجمه بیت اول اینست که هر که حذر کرد از مردم ظفر نیافت مطلوب خود و رسید بچیزهای
پاکیزه مرد شجاع قتال صاحب لجه معنی بیت دوم اینکه هر که حذر کرد از مردم مرد باندوه
و بلذت رسید صاحب جرأت مضمون هر دو شعر واحد ست اما شعر ثانی بسبب اختصار
لفظ خوبتر است و ازین قبیل ست این دو بیت امیر خسرو ؎ گفتم که بیالای تو مانم نتوانم گفت
نتوانم که ازین شرم بیالا نگرم ؎ مولوی جامی ؎ گفتم قدت او ز شرم قد سوی بالا نتوانست
کرد ؎ و اگر ماخوذ و ماخوذ منه در رتبه مساوی باشند فضل و رجحان اولین راست مثل این دو بیت
سنائی ؎ دانه خود بپیش تابنده نقش بسته چاه ان باشد ؎ انوری ؎ نقش طبیعی بستر وزنا
نقش النهی نتوانند ستر ؎ و این بیت کمال اسمعیل ؎ گرچه هو تجنی لف تو دلی اتهمی
گل دیدن همه سیاهی کا نقصان سزا است ؎ حافظ ؎ گرچه موی کسی بیند ختا فقط تابه هیچ

زلف ہمہ را در قدمت اندازیم ۞ واگر یا خود از ما خود منسوب باشد مذموم و مردود است
چنانچہ این بیت ملا محمد صوفی چانیم با رفیقان رہ عشق ۞ کہ بہ لنگ پا چابک
سواران ۞ حزین سلوکم بطریق عشق با یاران ۞ کہ مو لنگ ہمرکبی چابک سواران
ظاہر است کہ شعر اول باعتبار اختصار لفظ ابلغ است تا قسم سوم از نوع ظاہر تر از شست کہ معنی
تمام لفظ بعینہ در گرفتہ الفاظ دیگر را ساختہ و درین قسم نیز اگر شعر ثانی بلیغ تر از اول باشد
مقبول و ممدوح است و اگر ہر دو در مرتبہ مساوی باشند صحیح اولین است و اگر ثانی نازک تر از اول باشد
مذموم و معیوب است و مثال ہر یک ازین ابیات بیت استاد ابو شکور بلخی در منسوب بصفحہ ازین بحر
مثنوی بحر متقارب بنظم آوردہ این قطعہ ازانجاست ع بدشمن بر زندگانی مباد ۞ کہ دشمن
درختیست تلخ از نہاد ۞ درختی کہ تلخش بود گوہرا ۞ اگر چرب و شیرین دہی مر ورا ہمان میوہ تلخ
آرد پدید ۞ ازو چرب شیرین نخواہی مزید ۞ و حکیم فردوسی کہ متاخر است گفتہ ع درختی
کہ تلخ است وی را سرشت ۞ گرش بر نشانی بباغ بہشت ۞ ور از جوی خلدش بہنگام آب
بہ بیخ انگبین ریزی و شہد ناب ۞ سر انجام گوہر بکار آورد ۞ ہمان میوہ تلخ بار آورد ۞ بر ارباب
مذاق ظاہر است کہ قطعہ فردوسی از حیثیت ملائمت الفاظ و سلاست کلام خوب تر واقع
شدہ و درین بیت فردوسی زگرد سواران کہ بر شد بدشت ۞ زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت ازرقی آفرین بر مرکبی کز نعل ماہ پیکر نعل او ۞ جرم خاک اندر سپہر نیلگون گردد نہان
اغراق در شعر ازرقی زیادہ تر است و مثال مولوی جامی بمن جور تو ہر چند کہ بیند دل
چون رخ خوب تو بینم ہمہ از یاد رود ۞ اہلی شیرازی ہر چند کہ از ہجر تو ام خون از دل

۱۸۳

از رخ چو دامی همه نیرون ... وازدل * واین هر دو بیت در حقیقت متساوی اند ظهوری
ناتوان صید بیداد رفت * که در دام از باد صبا در رفت * حزین ... گر ... رفته
باشد * در دام مانده با صبا در رفته باشد * شعر اول بسبب لفظ ناتوان اختصار کلام و بلیغ
تر از ثانی است * و این دو بیت ابوالفرج گر ز جود است مصاهرت با بیدق ... عقیم
انوری گر یک بخار بجز گفت ... ده بار و رحشتر از زمین ... بیت اول بسبب لفظ
مصاهرت عقیم لطف زیاده دارد و اما نوع غیر ظاهر سرقه و آن بچند قسم می آید اول آنکه دو شعر
در معنی تشابه داشته باشند و شاعر ثانی آنست که در اخفای تشابه کوشد کما قال جریر فلا
یمنعک من ارب لحاهم * سواء ذو العمامة والخمار * قال ابو طیب من فی کفه منهم
قناة * کمن فی کفه منهم خضاب * ترجمه بیت اول اینست که مانع نشود ترا از حاجت
ایشان که صاحبان لحیه و مقنعه یکسان اند یعنی مردان ایشان مانند زنان باشند * و ترجمه بیت دوم اینکه
از ایشان کسی که در دست او نیزه است مثل کسی است از ایشان که در دست او رنگ حنا
است * تعبیر کردن ابو طیب یعنی مانند کردن مرد نیزه دار را بزن حنا بند مثل مانند کردن
است مرد عمامه دار را بزن مقنعه دار و در بیت معنی تشابه و از این باب است این دو بیت انوری
برانی که خونم بر آری بریزی * برانی رضای تو من هم بر آنم * خاقانی تو آبی که جانم
تو است منکه خاقانیم بر آنکه انوری * و ظاهر است که ادعای بیت ثانی شبیه ادعای بیت اول است و نیز هم
از نوع غیر ظاهر سرقه آنست که معنی شعر ثانی عام تر و شامل تر از اول باشد کما قال جریر اذا غضبت
علیک بنو تمیم * وجدت الناس کلهم غضابا * و قول ابی نواس لیس من الله بمستنکر

۱۸۳

ان یجمع العالم فی واحد ترجمه بیت اول اینکه چون بنو تمیم بر تو غضبناک شوند جمیع مردم را غضبناک می یابی و معنی بیت ثانی اینکه از خدا مستبعد نیست که تمام عالم را در یک کس جمع نماید مراد شاعر از ان یک کس فضل بن جعفر برمکی است و پوشیده نماند که مراد از هر دو بیت جامعیت ممدوح است اما شعر ثانی عموم و شمول زیاده تر دارد زیرا که عالم کل است نوع بنی آدم جزو از عالم است و ازین قبیل است این دو بیت سعدی تر ا آئینه باید بشهر دیگر رفت که در نماند درین شهر تا ربائی بانداز هر کسی نماند که دیگر بتیغ ناز کشی مگر که زنده کنی خلق را و باز کشی عموم و شمول در بیت امیر خسرو ظاهر است قسم سوم از نوع غیر ظاهر سرقه انست که معنی از حالی بحالی نقل کنند از بابی بباب برند چنانچه درین دو بیت بحتری سلبوا و اشرقت الدماء علیهم محمرة فکانهم لم یسلبوا و ابو الطیب میس النجیع علیه و هو مجرد عن غمده فکانما هو مغمد ترجمه بیت بحتری که در باب جماعتی مقتولان و مجروحان گفته اینست که لباس ایشان را کنده اند و خونی که بسبب کثرت جراحات بالای بدنهای ایشان جاری است چنان مینماید که گویی لباس ایشان را نکنده اند یعنی خون بمنزله جامه شده است و ترجمه شعر ابو الطیب که متعلق بخون آلوده شدن شمشیر گفته اینست که خون از شمشیر ریخته و خشک شده در حالتی که برهنه از غلاف است و چنان مینماید که گویا غلاف کرده شده است پوشیده نماند که معنی هر دو شعر واحد است اما بحتری محلی صرف نموده و ابو الطیب بمحلی دیگر برده و ازین عالم است این دو بیت امیر خسرو زلف تو حیله ایست بتا که تا بسیار در افتاب گشته است صائب بیرخانه آئینه چون بزن آید گمان برند که آفتاب گردیده است چیزیرا که امیر خسرو بزلف نسبت داده میرزا صائب بدیگری معشوق نسبت نموده و مقصود هر دو آفتاب رخ بودن معشوق است فافهم و ازین باب است این دو بیت

حدیقه پانچوان

۱۸۴

سعدی شکایت از دل سنگین یار نتوان کرد که خویشتن زده ام آبگینه بر سندان ما او
این خود گره بکار خود انداختیم نه تو زین بیش با منت گرهی بر جبین نبود در بیت اول
جفای معشوق را بسنگدلی تعبیر کرده در بیت دوم بچین پیشانی باقی مضمون هر دو واحد است
قسم چهارم از نوع غیر ظاهر سرقه آنست که معنی شعر ثانی ضد معنی شعر اول باشد
چنانکه درین دو بیت ع احب الملامة فی هواک لذیذة حبا لذکرک فلیلمنی اللوّم ابو الطیب
اجبه و اجب فیه ملامة ان الملامة فیه من اعدائه ترجمه شعر اول اینست که میابم
ملامت را در عشق تو لذیذ از روی محبتی که بذکر تو دارم پس بگو که ملامت کنند مرا ملامت کردن
ترجمه شعر دوم اینست که آیا میشود که دوست دارم او را و دوست دارم عشق و ملامت را
یعنی این نمیشود زیرا که ملامت فعل عدو است و فعل عدو را دوست نمیتوان داشت از بس فبیل است
این دو بیت اهلی شیرازی اینکه زد ناقه لیلی و سنگ می بغلط در آسمان تا حیه بلا بر سر مجنون
آرد شفائی بغلط سم بسر و بسر مجنون لیلی عاشق این بخت ندارد سخنی ساخته اند
و اینمعنی ضد معنی اول است قسم پنجم از نوع غیر ظاهر سرقه آنست که بعضی از معانی شعر
دیگری را اخذ نمایند و چیزی را که موجب مزید حسن کلام باشد بران بیفزایند چنانچه درین دو بیت
امیر معزی شرقا و رطل است جام مغرب او خلوت است و کام چون شفق آید بغرب انواع ازو
آورده خاقانی می قرار ز بفشان جاش بلور بزن آسمان مشتری کف ساقیش دان مغرب لب یار است
معزی جام را شرق و کام را غرب گفته و خاقانی جام بلورین را آسمان گفته و کف ساقی را مشرق و لب یار را
مغرب ازو بجسن کلام افزوده چنانکه درین رباعی رودکی شعر شاپور طهرانی رودکی بیان

اس قسم کی تشبیہات کا استعمال ...

کشته ببینیم و لب کرده فراز و ز جان تهی این قالب فرسوده بهانه بر بالینم نشینی میگویی بنا
کای کشته مرا من پشیمان شدم باز شاپور خوش انکه شب کشتی و روز آییم بر سر که این چه
کس است و کرده کشته است این چه شعر شاپور از شعر رودکی نغزتر و با مزه‌تر واقع شده زیرا که
مشتمل است بر صنعت تجاهل عارف که شرح آن در حدیقهٔ دوم سمت گزارش یافته و ازین قبیل است
این دو قطعهٔ عنصری آمد آن گرزن مسیح پرست به نیش الماس گون بنفشه بدست و هشت زرین
و آبدستان خجسته و بسر انوی او بنشست و نیش بگرفت گفت نغز بیک زنجیر بی دیست آ
کیار د خسته و سر فرو برده بوسه داد وش و ز سیمین شاخ ارغوان ز حیرت لعبت ز
ز حیرت پای گل بماند فصاد که آزار گل دستش نمی داد که تا که سایهٔ مژگانش بر دست
فتاد و ارغوان از یاسمین جست و قطعهٔ دوم ترقی دارد بسبب استعارهٔ مژگان بالنشتر که نطبو
لطیف واکرده ازین باب است این دو بیت حکیم سنائی کو کو کز سرخ و زرد کیسه مرا
سرخ و زرد ابضیده خاقانی مرا از پی لعل و زر نویید طفل است که سرخ و زرد جوید شعر
خاقانی بسبب لفظ لعل و زر رنگ دیگر پیدا کرده اقسام غیر ظاهر شعر که مذکور شدند و بلغا مقبول و ممدوح
است لیکن اطلاق شعر بر آن نا نیست چنانکه صاحب تلخیص گفته و اکثر هذه الانواع و نحوها مقبولة منها ما
اخرجه حسن التصرف من قبیل الاتباع الی حیز الابتداع و کل ما کان اشد خفاء کان اقرب الی القبول
و باید دانست که حکم بسرقه وقتی میتوان کرد که علم با خذ شاعر حاصل باشد و این اشعار اساتذه که بطریق
اشتباه مذکور شد ممکن است که بسبیل توارد خاطر باشد و از ملحقات این مبحث است تضمین و اقتباس و قول
چنانست که کلام تضمین آیه یا حدیثی یا امام نحوی کی اشاره نماید و این به قرآن یا حدیث است

۱۹۶

بلکہ از شوق کلام چنان مستفاد شود کہ مجموع یک کلام ہست کقولہ ؎ الیکن خطات فی حکمہ ما اخطات فی منعی ؛ لقد انزلت حاجاتی بواد غیر ذی زرع ؛ یعنی اگرچہ من خطا کردم در مدح تو اما تو خطا نکردی در منع عطایا من بتحقیق فرود آوردم حاجت خود را در وادی بی زرع و بیجا حاصل کلمہ اخیر بعینہ در قرآن وارد ہست وقال صامت بن عباد ؎ قال لی ان رقیبی سیء الخلق فدارہ ؛ قلت دعنی وجہک الجنۃ حفت بالمکارہ ؛ یعنی گفت معشوق بمن کہ رقیب من بدخلق ہست پس مدارا کن با او گفتم بگذار مرا روی تو بہشت ہست کہ بمکروہات پیچیدہ شدہ آخر مصرع ثانی عبارت حدیث ہست قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات و از لطائف تضمین این دو بیت ہست کہ یکی از شعرای عرب با صبیح الوجہی کہ بحمام رفتہ و شروع تراشی نمودہ گفتہ ہست ؎ تجرد بالحمام عن قشر لؤلؤ ؛ والبس من ثوب الملاحۃ ملبوسا ؛ وقد جرد الموسی لتزیین راسہ ؛ فقلت لقد اوتیت سؤلک یا موسی ؛ ترجمہ ابیات آنست کہ برہنہ شد برای حمام از لباس خود کہ مانند قشر مروارید بود و پوشید از جامہ ملاحت ملبوسی او برہنہ کردہ شد استرہ برای آراستن سر او پس گفتم کہ داوہ شد تمنای تو ای استرہ و شاعر کلام دیگری را چون در کلام خود ذکر کنند از تضمین نامند و فصحای عجم ہرگاہ مصرعی یا بیتی یا زیادہ از کلام دیگری تضمین کنند اشارہ بنام آن شخص نمایند تا از شائبہ سرقہ معرا باشد و متاخرین تضمین را چنان می آرند کہ کلام غیر بتحوی با کلام خود مربوط شود کہ یک کلام نماید با وجود این حال دلالت بر نام غیر داشتہ

۱۸۷

باشد و مثال هر یک ازین مذکورات نموده می آید انوری للانوری مال خود از شعر معزی بگیرد و بیت * شاید التضمین کنم کان هست تضمین را ثواب * اندرین مدت که بود ستم ز بیداد تو فرد * جنت بو با شراب با کباب ما رباب * بود اشکم چون شراب لعل در زیر قدح * ناله چون زیر رباب * دل بر آتش چون کباب * امیر شاهی شبی با صراحی همی گفت شمع * که ای هر شبی مجلس آرای دوست * ترا اینچنین قد پیش قدح * سجود و مادم بگو از چه روست * صراحی بگفت نشنیده * تواضع گردن فرازان نکو ست لمولفه دم گرم تقطیع بزده فتیر آتش بجان من * چراغی که دودی هست در سر دود در گیره * لهٔ در گوش من روح فغانی رسد خنجر صد آفرین بجانه سحر آفرین شد الحمد و المنة که انچه وجه همت این بی بضاعت بود با حسن وجوه صورت اختتام و پیرایه اتمام یافت و چون این روضه دلگشا و بهشت طرب فزا مشتمل بر پنج حدیقه بهشت برای اتمام آن پنج تاریخ نعمت گذارش می باید اول بساتین مستفیدان دوم خزاین تکمیل سوم التقویم و المنشوران چهارم زینت گفتار پنجم مخزن نکات و السلام علی اشرف البریات و سید الکائنات محمد و اهل بیته الطاهرین المعصومین

خاتمة الطبع

بعد ستایش جناب کبریا و نیایش حضرت خاتم الانبیا صلی الله علیه و آله و سلم واضح باد که در ینولا نامه نزهت الشیام بهارستان بلاغت و فصاحت کتاب حدائق البلاغه تصنیف لطیف محقق عدیم النظیر شمس الدین فقیر در متن و ترجمه آن و ...

۱۸۰

کتب خانہ:
جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمات، مجلس انتظامی و عہدہ داران جامعہ بیک وقت پانچ کتابیں ایک ماہ تک اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۲- اساتذۂ جامعہ عثمانیہ و کلیات اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک ماہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۳- طلبائے ایم۔ اے، ایل ایل۔ بی و تحقیقاتی جماعتوں کے طلبہ تین کتابیں اور دیگر طلبہ دو کتابیں دو ہفتہ کے لئے اپنے پاس رکھ سکیں گے۔

۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طالب سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔

۵- بشرط موقع کتابیں مکرر جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کے لئے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶- کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر پر ذمہ داری عائد ہوگی۔

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا یادداشت نہ لگایا جائے۔

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط